

TO THE READER.

KINDLY use this book very carefully. If the book is disfigured or marked or written on while in your possession the book will have to be replaced by a new copy or paid for. In case the book be a volume of set of which single volumes are not available the price of the whole set will be realized.



Class No. 891.488

Book No. Sh 55 M v.1

Accession No. 10254

8 JAN 2008

SRI PRATAP COLLEGE LIBRARY
SRINAGAR (Kashmir)

DATE LOANED

Class No. _____ Book No. _____

Acc. No. _____

This book may be kept for 14 days. An over - due charge will be levied at the rate of 10 Paise for each day the book is kept over - time.

[illegible]

سلسلہٴ ارسطو

(۲)

مکاتیبِ شبلی

حصہٴ اول

یعنی

علامہ شبلی نعمانی مرحوم کے اُن خطوط کا مجموعہ جو وقتاً فوقتاً انھوں نے اپنے عزیزوں
اور دوستوں کے نام لکھے اور جن میں ملکی، قومی، مذہبی، علمی، اور اصلاحی خیالات و مسائل
کا بڑا ذخیرہ موجود ہے۔

مترجم

سید سلیمان ندوی

باہتمام مولوی میکسود علی حسنین

مطبعہٴ معارف، اعظم گڑھ، پٹنہ

طبع دوم

۱۳۲۸

قیمت

تصنیف مولانا شبلی نعمانی علیہ السلام

مکاتیب شبلی

یعنی مولانا شبلی مرحوم کے خطوط کا مجموعہ، جو مولانا مرحوم کے علمی، ادبی، مذہبی، قومی اور اصلاحی خیالات روزمرہ کا ذخیرہ ہے،

قیمت :- جلد اول ۴۴، جلد دوم ۴۴ ہر دوسرے

الفاروق

حضرت فاروق اعظم کی لائف اور طرز حکومت

اگرچہ منسوخ شدہ صورت میں معمولی کاغذ پر اس گران پایہ کتاب کے بیسویں ایڈیشن فروخت ہو رہے ہیں مگر اہل نظر کو ہمیشہ اس کے اعلیٰ ایڈیشن کی تلاش تھی، مطبع معارف نے نہایت اہتمام اور سعی طبع سے اس کا نیا ایڈیشن تیار کر لیا ہے جو حرف بحرف نامی پریس کانپور کی نقل ہے، نہایت عمدہ کتابت، اعلیٰ چھپائی، عمدہ کاغذ، دنیا کے اسلام کارنگین نقشہ، مطلقاً ٹائٹل، ضخامت ۳۱۲ صفحے، قیمت للہ مر

المأمون

خلیفہ مامون الرشید کے عہد سلطنت کے حالات، اب تک اس کے بازاری نسخے عام طریقے سے فروخت ہوتے تھے، اب مطبع معارف نے خاص اہتمام سے طبع کرا کے شائع

فہرست مکاتیب شبلی حیدر اول

شمار	اسماء گرامی	صفحہ	شمار	اسماء گرامی	صفحہ
	دیباچہ	۱۰-۱	۱۴	ابوالکمال سید عبدالحکیم حبیب و سنوی	۳۰۹-۳۰۴
۱	سر سید احمد خان	۶-۱	۱۵	مولانا سید عبدالحی صاحب ناظم ندوہ	۳۱۲-۳۱۰
۲	نواب محسن الملک مولوی مہدی علی خان	۹		مولوی سید نواب علی صاحب پروفیسر	۳۱۷-۳۱۳
۳	شیخ حبیب اللہ صاحب	۱۶۹		بڑودہ کالج،	
۴	شیخ عجب اللہ صاحب	۲۰-۱۷		مولانا محمد علی صاحب ناظم ندوہ	۳۱۹-۳۱۸
۵	مامون	۲۳-۲۱	۱۸	ملا عبد القیوم صاحب حیدر آبادی	۳۲۲-۳۲۱
۶	مسٹر محمد یحییٰ صاحب بی، ال، ال، بی	۲۵-۲۳	۱۹	شیخ رشید الدین صاحب انصاری	۳۲۴-۳۲۳
۷	مولوی حکیم محمد عمر صاحب	۲۹-۲۶	۲۰	حکیم غلام غوث صاحب بجا و لپوری	۳۲۷-۳۲۵
۸	مولوی محمد سمیع صاحب	۱۱۰-۵۰	۲۱	چودھری سید نظیر الحسن صاحب رضوی	۳۲۸-۳۲۷
۹	مولانا حبیب الرحمن خالصا شروانی	۲۱۲-۱۱۱	۲۲	طلبا سے دارالعلوم ندوہ	۳۲۹-۳۲۸
۱۰	پروفیسر عبدالقادر صاحب	۲۳۳-۲۱۳	۲۳	مولانا مفتی عبد اللہ صاحب منتم	۳۳۰-۳۲۹
۱۱	منشی محمد امین صاحب	۲۶۳-۲۳۳	۲۴	منشی سید افتخار عالم صاحب مارہروی	۳۳۰
۱۲	مولانا ابوالکلام صاحب آزاد	۲۶۳-۲۵۹	۲۵	سید محمد محسن خان بلگرامی	۳۳۱
۱۳	مولوی عبد الماجد صاحب بی، ال،	۲۶۰-۲۳۰	۲۶	احمد رفیق صاحب سررشتہ دار ریاست ٹونک	۳۳۲-۳۳۱

نمبر شمار	اسماء گرامی	صفحہ	نمبر شمار	اسماء گرامی	صفحہ
۲۷	منشی شرف الدین صاحب رامپوری	۳۳۳-۳۳۵	۳۷	مولوی ظفر علی خان صاحب	۳۳۲-۳۳۳
۲۸	مولانا شاہ سلیمان صاحب پھلواروی	۳۳۵-۳۳۶		اڈیٹر زمیندار	
۲۹	مولوی عبد الغنی صاحب بہاری	۳۳۶-۳۳۷	۳۷	جرائد اسلامیہ	۳۳۳
۳۰	مولانا خلیل الرحمن صاحب سہارنپوری	۳۳۷-۳۳۸	۳۸	فاطمہ خانم	۳۳۴-۳۳۵
۳۱	اڈیٹر صاحب جرائد اسلامیہ	۳۳۸-۳۳۹	۳۹	جناب حسن صاحب نعمانی	۳۳۵
۳۲	مولوی عبداللہ صاحب بوجی بی اے علیگ	۳۳۹-۳۴۰	۴۰	مولوی حسین عطار اللہ صاحب	۳۳۶-۳۳۷
۳۳	مہتمم صاحب دارالاجار انجمن اسلامیہ	۳۴۰		حیدر آبادی	
	منظفر نگر		۴۱	مولوی حامد حسن صاحب قادری	۳۳۸-۳۳۹
۳۴	اڈیٹر صاحب الناظر لکھنؤ	۳۴۱	۴۲	نواب وقار الملک صاحب	۳۳۸-۳۳۹
۳۵	مسٹر شاکر صاحب اڈیٹر رسالہ ادیب	۳۴۱	۴۳	ماسٹر محمد شفیع صاحب	۳۴۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دو جہ طبع ثانی

مکاتیب شہلی کے جمع اور ترتیب کا کام میں نے خود حضرت استاد مرحوم کی زندگی ہی میں شروع کر دیا تھا، مگر اس کی تکمیل ان کی وفات کے بعد ہوئی، چنانچہ دو جلدوں میں ۱۹۱۶ء اور ۱۹۱۷ء میں چھپکر شائع ہوئی، اور چند سال میں فروخت ہو کر ختم ہو گئی، شائقین کی فرمائش پر اب یہ دوبارہ چھپتی ہے، اس میں بعض خطوط کا اضافہ بھی کیا گیا ہے، جو طبع اول میں ان کے بعد از وقت وصول ہونے کے سبب شامل نہ ہو سکے تھے،

طبع اول میں میرا مقدمہ ایک خاص مجبوری کے باعث جلد اول کے ساتھ نہ چھپ سکا تھا اور بعد کو وہ جلد دوم کے ساتھ چھپا، اب اس طبع دوم میں حق بقتدار رسید کے اصول کی بنا پر جلد دوم کے بجائے وہ جلد اول کے ساتھ شامل کر دیا گیا ہے،

سید سلیمان ندوی

۱۸ دسمبر ۱۹۲۸ء

SRI PRATAP COLLEGE LIBRARY
SRINAGAR (Kashmir)

DATE LOANED

Class No. _____ Book No. _____

Acc. No. _____

This book may be kept for 14 days. An over - due charge will be levied at the rate of 10 Paise for each day the book is kept over - time.

لے مڈن الیڈیٹ

مکاتیب شبلی

انسان کی سب سے بڑی یادگار اس کے شبانہ روز کے خیالات کا ذخیرہ ہے انسان خود فنا ہو جاتا ہے، لیکن اُس کے خیالات جو بطون کا غذین وہ ودیعت رکھ جاتا ہے، زندہ جاوید ہیں پچھلی نسلیں اگر ان کی حفاظت کر سکیں تو مصری مومیائی لگا کر اس کی لاش کو صحیح و سالم رکھنے سے زیادہ مفید ہے، کہ اس سے ہم صرف اس کے بدن کا ڈھانچہ دیکھ سکتے ہیں اور ان سے ہم کو اس کے دل کے اندر کے بھید اور اسرار نظر آتے لگتے ہیں،

تاریخی انسانوں کے حالات اور سوانح زندگی جانتے کا ایک ذریعہ ان کی بیوگرافی اور سوانح ہیں، لیکن حقیقت سوانح نگار کا قلم اپنے ہیرو کی زندگی کا جو مرقع کھینچتا ہے وہ صرف اس کے ظاہری خط و خال کی نقاشی ہوتی ہے، عمیق قلب کے اندر جو رموز اور اسرار ہیں، اور جن سے اصل میں ”انسانیت“ عبارت ہے، انکی تصویر کشی کے لئے جو رنگ و درکار ہے وہ دوسروں کو میسر نہیں آسکتا، انسانوں کی خود نوشت سوانح عمریان (آٹو بیوگرافی) ایک حد تک اس کی تلافی کرتی ہیں، لیکن چونکہ انسان یہ سمجھ کر اپنے حالات حوالہ قلم کرتا ہے، کہ ایک دن یہ مجموعہ لوگوں کے ہاتھ میں جائیگا، اس لئے اصل تصویر میں جہاں داغ و رخس ہیں، وہ ان پر سیاہی پھیرتا جاتا ہے اس بنا پر یہ مرقع بھی اس کی صورت کی سچی شبیہ نہیں ہوتی،

صرف ایک ہی شے، انسان کی حقیقی شکل و صورت کا آئینہ ہو سکتی ہے اور وہ اس کے ذہنی اور پنج کے خطوط اور مکاتیب کا ذخیرہ ہے، چونکہ لکھنے والے کو یہ کبھی خیال بھی نہیں آتا کہ اس کے یہ پوشیدہ اعترافات کبھی منظر عام پر آئیں گے، پھر بہت ایسے مکتوب الیہ ہوتے ہیں جو اس کے محرم اسرار اور عزیز و دست ہوتے ہیں جن سے کوئی پردہ نہیں رہتا، اس لئے وہ نہایت سادگی اور بے تکلفی کے ساتھ اپنا ہر حال اور خیال بے پس و پیش حوالہ قلم کرتا جاتا ہے، اس لئے اس آئینہ میں انسان ویسا ہی نظر آتا ہے جیسا کہ وہ درحقیقت ہے،

انسان کی بڑی سے بڑی لائف اگر مرتب کی جائے اور حالات کے استقصا کا خاص اہتمام کیا جائے، تاہم سوانح نگار کو اس کی زندگی کے بہت سے اوراق سادہ چھوڑ دینے پڑیں گے، بیچ میں ہفتوں، مہینوں، بلکہ سالہا سال کے حالات ناواقفیت کی تاریکی میں بھنی رہتے ہیں، لیکن اکابر رجال اور خصوصاً اہل قلم اور مصنفین کے بہت کم دن ایسے گزرتے ہیں کہ انکو خود خطوط لکھنا اور دوسروں کے خطوط کا جواب دینا نہ پڑتا ہو، اس لئے اس سالہ سے اگر انکی سوانح نگاری کا فرض ادا کیا جائے تو ان کی زندگی کے روزنامہ کا کوئی خانہ خالی نہ رہ سکے گا،

استاد مرحوم کے خطوط کے جمع کرنے کا شوق مجھکو آغاز ملاقات ہی سے پیدا ہوا، سب سے پہلے ستمبر میں مجھے ان سے مراسلت کا شرف حاصل ہوا، ستمبر ۱۹۰۴ء سے دیکر ستمبر ۱۹۱۳ء تک ان کا لکھا ہوا ایک ایک پرزہ اپنے نام کا میں نے ایک گراں بہا خزانہ کی طرح محفوظ رکھا، جن میں لفافے، کارڈ، عام رقعے، ہر قسم کے مکتوبات کی ۲۵۰ تعداد تھی، ستمبر ۱۹۱۳ء میں خیال آیا کہ یہ جواہر ریزے ممکن ہے کہ اور بہت سے قدر شناس جو ہر یوں نے محفوظ رکھے ہوں، میں نے اکتوبر ۱۹۱۳ء کے

۱۔ لسنہ وہ میں اپنا خیال اجباب کی خدمت میں پیش کیا انھوں نے نہایت سرگرمی سے
 اس کی تائید کی اور اطراف ملک سے کئی ہزار خطوط کا مجموعہ جمع ہو گیا، جلد اول کے اکثر خطوط
 مولانا کی زندگی ہی میں صاف ہو کر ان کی نظر سے گزر چکے تھے، پھر کچھ ایسے عوائل کی پیش آئے کہ
 یہ مجموعہ سالہا سال تک گوشہ اہمال میں پڑا رہا، ۱۹۱۴ء میں ان کی وفات کے بعد برسوں
 کی سرد و تحریک میں نئی گرمی پیدا ہوئی، دوبارہ مسودہ نکال کر صاف کرایا خیال تھا کہ مولانا کے
 اجباب اور تلامذہ کے کل خطوط ملا کر ایک جلد پوری ہو جائیگی، لیکن اس تحریک کے دوبارہ
 اعلان پر اس کثرت سے ہر طرف سے خطوط کی بارش ہوئی کہ یہ تمام ذخیرہ ایک جلد میں نہ
 سما سکا اور بالآخر جو بیچ رہا اس کو ایک اور خزانہ کے لئے سینکر رکھنا پڑا، اس پر بھی بڑی مشکل سے ہم
 اس سلسلہ کو دوسری جلد پر تمام کرتے ہیں، ورنہ خطوط کا یہ حال ہے کہ ان سطروں کے لکھتے وقت
 تک ان کی آمد کا تاثر نہیں ٹوٹا، اس دوسری جلد کو بھی صرف تلامذہ کے خطوط پر ۲۰۰ صفحہ میں تمام
 کرنے کا ارادہ تھا لیکن ۲۰۰ صفحوں کے چھپ جانے کے بعد مولانا کے بعض ایسے خصلتیں دوستانہ
 کے خطوط ملے کہ اگر وہ مکاتیب شبلی میں جگہ نہ پاتے تو ہمارا یہ کارنامہ یقیناً ناقص رہ جاتا،
 ابتدا ہی سے مولانا کے خطوط اس قدر دلچسپ ہوتے تھے کہ ان کے قدیم وطنی اجباب و
 تلامذہ نے ان کو حریز جان بنا کر رکھا تھا، اور اگرچہ مختلف حالات اور حوادث کے پیش آنے
 سے ان کا اکثر حصہ ضائع ہو گیا، تاہم مولوی محمد عمر صاحب اور مولوی محمد سمیع مرحوم مولانا
 کے دو مخلص شاگردوں نے جو کچھ ان کو ملا اس کو سینہ سے لگا کر رکھا اور مکاتیب کی ترتیب کے
 وقت یہ امانت انھوں نے میرے سپرد کی، اکثر پرانے اور قدیم خطوط فارسی اور اردو جن سے

مولانا کے ابتدائی حالات اور خیالات پر روشنی پڑتی ہے، انھیں دونوں بزرگوں کے سلسلہ سے ہم تک پہنچے ہیں،

مولانا کے خطوط کا جو ذخیرہ ہمارے پاس موجود ہے، اس کی قدیم سے قدیم تاریخ ۱۲۸۲ھ تک پہنچتی ہے، اس زمانہ میں شرفا کی مراسلت کی زبان فارسی تھی، چنانچہ ۱۲۸۲ھ تک جب تک مولانا علی گڑھ، نہیں گئے تھے ان کے تمام تر خطوط فارسی زبان میں ملتے ہیں، وہاں جانیکے بعد بھی ان لوگوں کو جنکی نسبت معلوم تھا کہ ان کو فارسی سے ذوق ہے، اسی زبان میں خط و کتابت کرتے تھے، یہ فارسی خطوط مولانا عموماً قلم برداشتہ لکھتے تھے، لیکن ان میں بعض خط ایسے بھی ہیں جو انھوں نے کوشش اور محنت سے لکھا ہے، ایک خط (۱) کے سرے پر لکھا ہے کہ ”بہ ترک لفظ عربی“ ان خطوط کی زبان روان، بامحاورہ عبارت مقفی، لیکن بے تکلف ہے،

مولانا کی آنکھوں میں اپنے اردو خطوط کی کچھ وقعت نہ تھی، اس لئے ان کے جمع کرنے کا کبھی خیال نہیں آیا، لیکن اپنے فارسی خطوں کو وہ نہایت عزیز رکھتے تھے، اور ان کو محفوظ رکھنا چاہتے تھے، چنانچہ لکھتے ہیں ”این نامہ رانزد خو و نگاہاید داشت (فارسی ۵) ایک اور صاحب کو لکھتے ہیں ”این نامہ را..... خواہند سپرد و ضائع خواہند فرمود“،

بلکہ شاید یہ بھی ارادہ تھا کہ فارسی خطوط کو مرتب کر کے چھپوا دیا جائے، مولوی محمد سمیع صاحب کو لکھتے ہیں کہ ”جناب مولانا محمد فاروق صاحب کو ہمارے فارسی نامے اور غزلیں جو تمھارے پاس موجود ہوں نہایت جلد بھیج دو“، اوپر ان کے چھپنے کا ذکر ہے،

۱۔ مکتوب فارسی ۱۔ ۲۔ مکتوب فارسی ۱۹ و ۲۶ و ۲۸ ۳۔ مکتوب فارسی ۳ ۴۔ مکتوب ۸۔ ۱۰۔

اُردو مکاتیب کی اتنی وقعت نہ تھی کہ وہ اس کو جمع اور ترتیب کے قابل سمجھیں چنانچہ شیخ رشید الدین صاحب انصاری نے جب ان کو لکھا کہ وہ ان کے خطوط جمع کرنا چاہتے ہیں تو انھوں نے جواب میں لکھا،
 ”میرے خطوط بالکل بدمزہ ہوتے ہیں ان کو کیا جمع کرتے ہو؟ مجھ کو خود مزہ
 نہیں آتا تو اور دن کو کیا آئے گا“

میں نے جب خطوں کے جمع کرنے کا ارادہ مولانا کی خدمت میں عرض کیا، تو ناپسند کیا، اکتوبر
 سنہ ۱۹۰۱ء کی اطلاع کے بغیر جب الذیہ میں اس عبارت کے ساتھ جو مکاتیب جلد اول
 کے دیباچہ میں درج ہے میں نے اس کا اعلان شائع کیا تو انھوں نے اس پر ایک گونہ برہمی
 ظاہر کی تاہم تیرکان سے نکل چکا تھا، لوگوں نے خطوط بھیجنے شروع کر دیے، آخر مولانا کو بھی
 راضی ہونا پڑا، چنانچہ ۵ مئی ۱۹۰۱ء کو مولوی حبیب الرحمان خان صاحب شروانی کو لکھتے ہیں،
 ”سید سلیمان میرے خطوط جمع کر رہے ہیں، کیا آپ کے پاس میرے کچھ مفوات
 غلطی سے محفوظ ہون گئے“

دریافت سے معلوم ہوا کہ یہ ”مفوات“ مولانا نے شروانی کے پاس غلطی سے محفوظ رکھے
 ہیں، اس ذخیرہ کو ذی ثروت بنانے میں جن بزرگوں نے ہماری اعانت کی ہے ان کے خطوط کی
 تعداد خود ان کی لطف فرمائی کی غماز ہے، تاہم حسب ذیل محسنین کے ادائے شکریہ کے بغیر ہم
 آگے نہیں بڑھ سکتے،

مولوی محمد سمیع صاحب، مولوی محمد عمر صاحب، مولانا حبیب الرحمان خان شروانی، مولانا
 حمید الدین صاحب بی، پروفیسر عبدالقادر ایم، ایسٹرائیم مہدی حسن صاحب تحصیلدار

مولوی مسعود علی صاحب ندوی، ان میں سے دو اول الذکر اصحاب نے نہ صرف اپنے نام کے خطوط اور رقعے محفوظ رکھے تھے، بلکہ دوسروں کے نام کے خطوط کو بھی انھوں نے تلف ہونے سے بچایا تھا،

مولانا کے خصوصیاتِ انشا پر بھی کچھ عرضِ خیال کا ارادہ تھا، لیکن اسی زمانہ میں ہمارے زبان کے جادو نگار انشا پر داز جناب ایم مہدی حسن صاحب نے اس موضوع پر ایک پچھپ تحریر لکھ کر بھیجی، چنانچہ نہایت مسرت کے ساتھ ہم اس موقع پر اپنی جگہ سے ہٹ کر ان کو آپ کے سامنے کھڑا کرتے ہیں،

”تعلقات کی تدریجی رفتار کے ساتھ، تحریر کا لب و لہجہ (ٹون) بھی بدلتا گیا ہے جس طرح مولانا کی تقریر برجستہ اور حشو و زوائد سے پاک ہوتی تھی، پچھلے تذکرے اس طرح کرتے تھے کہ یارا ان کہن کی بزم سے اٹھ کر ابھی آئے ہیں، اور باتوں باتوں میں سب کچھ یوں کہہ جاتے تھے گویا واقعات سننے سنائے نہیں آنکھوں دیکھے ہیں، یہ مادہ اجتہادی (ارخیلٹی) جسے جانِ ادب کہتے، ان کی وسیع معلومات کے ساتھ ان کی تقریر کا خاصۂ امتیازی تھا، انکی شستہ رفتہ اور نہایت پاکیزہ تحریروں میں یہ رنگ اور نکھر جاتا تھا، شرابِ محبت تھی جو کھینچ کھینچ کر دوا تیشہ ہو جاتی تھی، رنج کی تحریروں میں چونکہ استہمام کو دخل نہیں ہوتا، یعنی اطہارِ خیال میں صنعتِ گریِ طبع کی جگہ صرف آبدِ جذبات ہوتی ہے، اس لئے لٹریچر کا یہ ایک ایسا اضطرابی حصہ ہے جو لکھنے والے کے مرتبہ انشا پر دازی کی صحیح غمازی کرتا ہے، اچھے اچھے بولنے والوں بعض چوٹی کے شاعروں کو دیکھا کہ دو سطر بن سیدھی سادھی نہیں لکھ سکتے مولانا میں یہ خاص جامعیت تھی کہ جس طرح

بولتے تھے، اسی طرح لکھتے تھے، اور نہایت خوشخط لکھتے تھے۔

”مولانا خاص حالتوں کے سوا، لکھنے میں پہل کم کرتے تھے، لیکن ملک کے سب سے بڑے مجمع صفات کمالیہ انسانی، یعنی سرسار جنگ عظیم کی طرح بواپسی ڈاک جواب دینے کے عادی تھے جس روز ڈاک میں مولانا کا خط ملتا تھا، اس کا پڑھنا پڑھانا میرے لئے ایک ایسا عیش ہوتا تھا، جسے کبھی نہیں بھولوں گا، سوا دھڑا اتنا پیارا ہوتا تھا کہ میں نے عمدہ سے عمدہ ولایتی کاغذ اور لفافے ہم پہنچائے کہ تحریر کے حسن ظاہری کی چاک دمک کچھ اور بڑھ جائے۔ لیکن طبیعت اس کی پابند نہیں رہتی تھی کبھی کارڈ پر مالتے تھے کبھی اس طرح لکھتے تھے کہ کاغذ اور لفافہ تاہم میرے پاس بعض خطوط ایسے محفوظ ہیں جو اس لائق ہیں کہ ان کی عکسی ہفت ٹون کا بیان لی جائیں۔“

”جس کہیں ہو کسی حیثیت سے ہو فطرت کا وہ پاکیزہ منظر ہے جس سے عافیت کی شراب معرفت کی طرح قطع نظر نہیں کیجا سکتی، مولانا ادبی حیثیت سے اس کا نہایت صحیح مذاق رکھتے تھے عالمانہ سنجیدگی کے ساتھ ان کی حکیمانہ شوخیان سرمایہ ادب ہوتی تھیں۔“

”مولانا نہایت خوش ترتیب تھے، اونچے طبقے کی سوسائٹی میں بہت مانگ رہتی تھی، جہاں وہ کہیں سے بیگانہ نہیں ہوتے تھے، ملک کے بعض نہایت اونچے خاندانوں سے مخلصانہ روابط تھے، ان میں بعض لیڈیان نہایت شائستہ، قابل اور مولانا کے مذاق ادب کی دلدادہ تھیں، ان کو کبھی خط لکھتے تھے تو اس طرح جیسے سرکاری گزٹ! بہت ہو ”دعائیں“ لکھ دینا یا ”کو لکھا کہ“ ”کچھ نہیں“ میں نے عرض کیا، مولانا! ”مقصود بالذات“ ”تو وہی تھی، یہاں بھی امتیاز رہا!“

سکر پھڑک گئے، اور میرے انتقالِ ذہن سے خوش ہوتے رہے۔

اسی طرح ایک رئیس نے جن کی بیوی نہایت حسین تھیں، مولانا سے پوچھا جنس لطیف میں کن کن اوصاف کی ضرورت ہے؟ مولانا نے کہا اُسے صرف "حسین" ہونا چاہئے، اس فقرے کا یہاں بیوی پر جو اثر ہوا تھا، آج تک سمان آنکھوں میں ہے۔

"بہر حال خطوں میں نسبتاً کم کھلتے تھے، لیکن مجھ پر خاص عنایت تھی، اس لئے راز نہیں کتے

تھے، تاہم تصریحات کی جگہ آپ دیکھیں گے، چشم سخن صرف اشاروں سے کام لیتی ہے، میں اس

لطف کو کھونا نہیں چاہتا، اور یہی وجہ ہے کہ بعض مقامات پر تصریح طلب نکتون کی بے نقابی

میں نے جائز نہیں رکھی، میرا خیال ہے، آفتابِ علم کی یہ ضیاء یکطرفہ (

خطوط) ان کی مستقل تصنیفات کے مقابلہ میں نسبتاً کم وچپ نہیں ہے۔" م

اب ہم پھر اپنی جگہ پر آتے ہیں:-

مختصر الفاظ میں مولانا کے خطوط نویسی کی حسب ذیل خصوصیتیں تھیں،

(۱) نہایت مختصر لکھتے تھے، کبھی کبھی صرف "ہاں" "نان" پر اکتفا کرتے تھے، مفصل اور طویل

سوالوں کا جواب بھی ایک دو فقروں میں دیتے تھے، اس قسم کے سینکڑوں خطوط میرے

پاس میں، لیکن میں نے ان کو قصداً اس مجموعہ میں شامل نہیں کیا، میری مرحوم بیوی (خدا

اسکو غریقِ رحمت کرے) مولانا کے خط کو "تار" کہتی تھی، نمونہ کے طور پر اس قسم کے تار مہدی حسن

صاحب کے خطوط میں نظر آئیں گے،

(۲) لیکن حقیقت مختصر نویسی کوئی ایسی خوبی کی بات نہیں ہے، اصل خوبی یہ ہے کہ مختصراً

لفظ کے ساتھ معنی میں پوری وسعت موجود ہو، یہی خصوصیت مولانا کی انشا پر دازی اور بلاغت کی جان ہے، وہ انہیں ایک دو فقرہ میں جو کچھ کہہ جاتے ہیں، ہم صفحہ میں ان کو نہیں کھپا سکتے، وہ چند لفظوں میں جو جا دو پھونک دیتے ہیں، اس زمانہ کے سامری سینکڑوں مسترون میں وہ روح نہیں پیدا کر سکتے، ضرورت تھی کہ اس مسئلہ کو مثالوں سے واضح کرتے، لیکن اس خوف سے کہ یہ مختصر دیباچہ مسطول نہ بن جائے، اس کو ارباب ذوق سلیم پر چھوڑ دینے ہیں،

(۱۲) آداب و القاب کی پروا نہیں کرتے تھے، اکثر بلا تہید مطلب شروع کر دیتے تھے، قدما کا یہی طرز تھا، جس کا بڑا خیال کیا، اس کو صرف ایک دو لفظ القاب کے لکھ دیئے،

۴۔ خطوط کے جواب نہایت پابندی کے ساتھ اور نہایت جلد بکا، اسی دن لکھتے تھے، اکثر ایسا ہوا ہے کہ خط لکھا، اور آنے جانے کا حساب لگا کر جو دن مقرر کیا اسی دن جواب آگیا، بیماری تک میں بھی وہ اس وسنداری کو نباتے تھے، بہت مجبور ہوتے تو دوسروں سے لکھا دیتے چنانچہ مکاتیب کی دونوں جلدوں میں اس قسم کے خطوط ملیں گے،

(۵) ابتداً مولانا کا خط اس کے تھا، پھر خوشخط نستعلیق لکھنے لگے تھے، آخر میں شکستہ اور نستعلیق مل کر ایک عجیب خوش سواد خط پیدا ہو گیا تھا، یہ خط اس قدر خوبصورت اور حسین تھا کہ مسیون سلیقہ شعار اشخاص نے اس کی نقلیں کیں، اور بہت سے اس میں کامیاب ہوئے، چنانچہ ندوہ کے طلبہ، مولانا کے شاگردوں اور بعض دوستوں نے یہ مشق ہم پر بونچائی ہے، کہ بہت مشکل سے ان میں تیز ہو سکتی ہے،

(۶) تمام مکاتیب کو پڑھ کر یہ اندازہ ہو گا کہ مولانا ہر شخص سے لوسکے مذاق اور تعلقات

کے مطابق گفتگو کرتے تھے، شاگردوں کے خطوط میں علمی و اصلاحی مشورے نظر آئیں گے، مولوی حبیب الرحمان خان کے خطوط میں زیادہ تر فارسی شاعری، نوادر کتب، اور ندوہ کے متعلق باتیں ہیں، پروفیسر عبدالقادر سے ”ادب تیارخ فارسی“ کے مباحث پر گفتگو ہے، مولانا حمید الدین صاحب سے تفسیر اور سیرت پر مکالمات ہیں، مسٹر عبدالماجد سے ”مغربیات“ کی باتیں ہیں، مسٹر مہدی حسن صاحب مصنف ”دائرۃ ادبیہ“ کے خطوط میں ”محارس ادبی“ اور ”لطافت شعری“ پر گفتگو ہے۔

آخر میں، مجھ کو خطوط کے انتخاب میں جو اصول مرعی رہا، اس کو بھی ظاہر کر دینا چاہئے، میں نے صرف اُن خطوط کو انتخاب کیا ہے جن سے یا تو مولانا کے ذاتی سوانح کا کوئی واقعہ ظاہر ہوتا ہے، یا ان میں کسی علمی، اصلاحی اور قومی مسئلہ کا ذکر ہے، یا انشا پر دازی کا ان میں کوئی نمونہ موجود ہے، انھیں اھونہائے ثلثہ کی رہبری سے ہزاروں خطوط کے انبار سے یہ چند دانے بچھا کر لگائے گئے ہیں، ورنہ ایک سچے مومن کے نزدیک تو قرآن کی سب سورتیں برابر ہی ہیں،

سید سلیمان ندوی،

۶ اکتوبر ۱۹۱۷ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱۔ سرسید احمد خان کے نام،

(از قسطنطنیہ)

(۱)

سیدی،

تسلیم، مین ۲۲ مئی کو یہاں پہونچا، لیکن ترددات کی وجہ سے خط لکھنے کی مہلت نہ مل سکی۔
یہ خط بھی مختصر اور پراٹھ ہے، کچھ کچھ باتیں آپ انتخاب فرما کر چھاپ دیں تو ممکن ہے، مین نے
سردست ایک مختصر سا جرحہ دے دیا ہے، مین نے کراہے لیا ہے، لیکن کھانے کا صرف یہاں بہت زیادہ
سب سے ضروری بات یہ ہے کہ آپ دو تین سو یا اس سے زیادہ روپے بھیج دیں کہ جو کتاب
جس وقت ہاتھ آئے لے لی جائے، یا نقل و کتابت کا انتظام کیا جاسکے، کتابیں یہاں بہت ہیں، اور
نادر ہیں، لیکن کہاں تک لکھوائی جاسکتی ہیں، امام غزالی کی تصنیفیں یہاں موجود ہیں، اور ابو علی سینا
کی تو شاید کل تصنیفات مل سکتی ہیں، امام غزالی کے خطوط بھی موجود ہیں، خیر جو ممکن ہو گا کیا جائیگا
یہاں اکثر لوگوں سے ملاقات ہو سکتی ہے، لیکن مشکل زبان کی ہے، بعض بڑے کالج دیکھے مگر زبان
کی اجنیت کی وجہ سے حالات معلوم کرنے میں نہایت دقت ہوتی ہے، مین نے ترکی پڑھنی شروع
کی ہے، اور انشاء اللہ کچھ نہ کچھ بقدر ضرورت واپسی کے وقت سیکھ لوں گا، اس وقت تمام کالجوں

وغیرہ کی رپورٹ تیار کر سکون گا،

حالات دھچپ ہیں اور سفر نامہ کیلئے بہت سامان مل جائیگا لیکن ہر وقت بلکہ زمانہ قیام تک مطلق فرصت نہیں مل سکتی، ہر روز تین چار میل کا چکر کرنا پڑتا ہے، بہت بڑا شہر ہے اور تمام کتب خانے وغیرہ دور دور واقع ہیں،

روپیہ بھیجنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ لک کمپنی کے ہاں سے نوٹ منگوا کر میرے یہاں رجسٹرڈ بھیج دیجئے، میں بھی لک کے نوٹ ساتھ لایا ہوں اور وہ یہاں لک کے کارخانے میں بے تکلف چل سکتے ہیں،

یہاں راج کل عینی کی شرح بخاری چھپ رہی ہے، و جلدین چھپ چکی ہیں، بہت بڑی کتاب ہے جنیفون کو اس کی تلاش تھی، وہاں کسی متصائب حنفی کو درکار ہو تو منگوا سکتے ہیں، یروت کے علمائے تمام نصاریٰ عرب خواہ جاہلیت کے ہوں خواہ اسلام کے ان سب کے اشعار کا ایک مجموعہ تیار کر کے چھاپنا شروع کیا ہے، ایک جلد چھپ چکی ہے، اسی میں اخطل کا دیوان بھی ہے، لیکن وہ مستقل تین جلدوں میں چھپ چکا ہے، یہ آج تک کہیں نہیں مل سکا تھا، یورپ میں بھی اس کی تلاش تھی،

معتزلہ کی کتابیں یہاں بھی نہیں ہیں،

وہاں کے حالات جس قدر تحریر فرمائے گا میری تشفی کا باعث ہوگا، لڑکوں کو میں حضور کے بھروسہ پر چھوڑ آیا ہوں، میان حمید کو نگرانی کی تاکید فرمائیے گا، یہ خط والد قبلاہ کو بھیج دیا جائے یا اس کی نقل متعدد خطوط لکھنے کی فرصت نہیں، حالات سفر میں

ایک قیصدہ موزون ہو گیا ہے، وہ خط کے ساتھ شامل ہے، مطبع مفید عام میں چھاپ کر علی گڑھ گزٹ کے ساتھ شائع کر دیا جائے، تو مناسب ہوگا، اس کی چند کاپیاں والد قبلہ کو بھی بھیج دیجے گا، یہاں کا اخبار اختر جو فارسی زبان میں ہے اور جس کی اشاعت دو ہزار ہے میں نے آپ کے نام روانہ کرنے کیلئے کہہ دیا ہے، اس کی ششماہی قیمت سے ہے، وہ انھیں روپیہ ۱۰ کے ساتھ بھیج دیجے گا، ممکن ہے کہ اس اخبار میں ہمارے کلچر کے حالات چھپتے رہیں، اور وہ ضرور کچھ نہ کچھ فائدہ دین گے، یہاں اکثر لوگ ہندوستان کے نام سے بھی واقف نہیں، اور نہ اگر مسلمانوں کے تمام حالات اور ضرورتیں معلوم ہوں تو کلچر کو مدد ملنا یقیناً مشکل نہیں، ہزاروں میل تک یہاں کے اوقات کا فائدہ پہونچتا ہے،

شبلی نعمانی، ۲۵ مئی ۱۸۹۲ء

قسطنطنیہ، مقام تھمہ خان، قریب خان محمود پاشا،

(۲)

سیدی دہلوی

یہ قیصر خط ہے جو اتبول سے لکھا ہوا ہوں، آپ کو اور بزرگان وطن کو میرے خطوط کا انتظار نہ کرنا چاہئے، یعنی سکوت کی حالت میں قیاس بلکہ یقین کر لیجئے کہ میں بحیریت ہوں باقی حالات سفر اس کی نسبت میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ یہاں سے کچھ نہ لکھوں گا،

قلمی کتابیں یہاں بہت کم ہیں، ہر مہر میں کبھی کبھی ہاتھ آجاتی ہیں اس لئے صرف مطبوع کتابیں خریدی جاسکتی ہیں لیکن ان کی تعداد بھی معتد بہ ہے، یہاں امام غزالی کی تمام کتابیں اور سارے موجود ہیں، مکاتبات کا نسخہ بھی ہے، بوعلی سینا کی اس قدر تصنیفات ہیں کہ کہیں نہ ہونگی، ارسطو وغیرہ کی کتابوں کے

اصلی ترجمے نہایت قدیم خط میں موجود ہیں لیکن کیا حاصل؟ کتابت کی شرح للہ جز سے کسی حال میں کم نہیں
مستزاد کی کتابیں البتہ ناپید ہیں، عبدالقادر جبر جانی کی تفسیر ہے مگر اس میں کوئی نئی بات نہیں،

پرسوں میں عثمان پاشا سے ملا، نہایت اخلاق سے ملے، عربی سمجھ لیتے ہیں اور دو چار معمولی باتیں
بھی کر سکتے ہیں، میں نے ان کے ہاتھ کا بوسہ دینا چاہا لیکن راضی نہ ہوئے بلکہ الٹی خود میری تقلید
کر فی چاہی، خضعت کے وقت فرمایا کہ آپ جب چاہیں تشریف لائیں، بہت خوشی سے ملونگا، تمام
اور بڑے بڑے پاشاؤں سے بھی ملاقات ہو سکتی ہے، لیکن اول تو زبان کی اجنبیت تانیاً مجھ کو اور
کسی کی ملاقات کا شوق بھی نہیں،

یہاں کا ٹائپ بے انتہا عمدہ ہے، تمام دنیا میں اس کا نظیر نہیں، علی گڑھ گزٹ کے لئے یا
مستقل مطبع کے لئے ضرور خریدنا چاہئے، بیروت و ہالینڈ کے حروف میں بھی یہ نوک پلاک نہیں،
افسوس ہے کہ عربی تعلیم کا پیمانہ یہاں بہت ہی چھوٹا ہے اور جو قدیم طریقہ تعلیم تھا اس میں
یورپ کا ذرا پر تو نہیں جدید تعلیم وسعت کے ساتھ ہے، لیکن دونوں کے حدود جدا رکھی گئی ہیں، اور
جب تک یہ دونوں ڈانڈے نہ ملیں گے اصلی ترقی نہ ہو سکے گی، یہی کمی تو ہمارے ملک میں ہے
جس کا رونا ہے،

میں نے کالج کا نتیجہ اکل الاخبار میں دیکھا اور بے انتہا خوش ہوا بلکہ سچ یہ ہے کہ اسی عالم میں خط
لکھنے بیٹھ گیا اور نہ معمولی باتیں روز روز کیا لکھوں،

روپے فوراً جس قدر کتاب کے لئے بھیجے ہوں بھیجے، یہاں سے میں اٹھا تو پھر مجھ کو خط وغیرہ
کوئی چیز نہ مل سکے گی، یہاں کی جو چیزیں مشہور ہیں وہ آپ کو معلوم ہیں، اگر کوئی چیز مطلوب ہو تو تحریر

فرمائیے کہ میں لینا آؤں میں چاہتا ہوں کہ کالج کے لئے چنتر کی زبان کی عمدہ کتابیں خریدی جائیں جن سے یہاں کی علمی ترقی کا اندازہ ہو سکے گا،

یہ خط والد قبلہ کے پاس بھیجا جا جائے، میان حمید کو تاکید فرمائیے کہ مجھ کو نہایت مفصل خط لکھیں اور عزیزوں کے امتحانات کے نتیجے بھی لکھیں،

میری تصنیفات تیار ہو جائیں تو چند نسخے یہاں کے چاہئیں، لیکن دیر ہوگی تو مجھ کو نہ مل سکیں گی، میں انشاء اللہ ۱۵ اگست تک یہاں رہوں گا،

ہاں آج میں حسین حبیب آفندی سے جویمئی میں سفیر تھے اور اب یہاں پولیس جنرل ہیں، ملا، بے انتہا مہربانی کی، گھر کے تمام کمرے دکھائے، دعوت کی، اور بہت سی مہربانیاں کیں، وہ اُردو بخوبی بولتے ہیں، آپ فوراً سیرۃ النعمان کا ایک نسخہ جو وہاں میں دیکھ آیا ہوں اور اس پر کالج کی مہر نہیں لگی ہے بھیج دیجئے، ضرور میں ان کو ہدیہ دوں گا، وہ اسی مذاق کے آدمی ہیں، والسلام،

۱۵ جون ۱۹۴۲ء، شبلی قسطنطنیہ

باب عالی، اوارہ اختر،

(۳)

مطاعی،

افسوس ہے سفر کی روداروسی میں اب تک عریضہ نہیں لکھ سکا، علی گڑھ گزٹ مہینہ بھر کے لئے میرے نام جاری کر دیا جائے کہ کالج کے حالات معلوم ہوتے رہیں، اگست کی تنخواہ بھیج دی جائے،

عین کا معاملہ خدا کرے بخیر انجام ہو،

ہم لوگ بایمان و یقین جانتے ہیں کہ اور صیغون میں بھی نہایت اتری ہے، مگر جراثیم اظہار نہ
تھی، کم سے کم سال میں قاعدے کے موافق جانچ تو ہونی چاہئے، والسلام

شلی، ۱۲ ستمبر ۱۸۹۵ء

”اعظم گدھ“

اے سید صاحب اس کے جواب میں لکھتے ہیں:-

مخدومی،

جن صیغون میں آپ کے نزدیک اتری ہے، ان کے نام بتانے ضروری ہیں امید کہ اس سے مطلع فرادین گے

والسلام،

سید احمد

علی گدھ، ۱۵ ستمبر ۱۸۹۵ء

۲ نواب محسن الملک مولوی مہدی علی خان مرحوم کے نام،

(۱)

جناب من،

آپ کا خط پڑھ کر بے اختیار ہنسی آگئی، آپ لوگ مجھ کو اس قدر بھولا اور سادہ دل سمجھتے ہیں، اسکول کے لئے میرا بیان رہنا مفید ہوتا تو کیا رہتا، لیکن یہاں کاروبار ہمیشہ ہمیں خرچ ہوتا ہے باہر نہیں جاتا، مجھ کو سر دست صاف ماہوار سے زیادہ نہیں مل سکتے اور یہی بیان کا بیج ہے پھر جس قدر خواہ بڑھتی ہے خرچ بڑھتا جاتا ہے، البتہ اگر یہاں کی سوسائٹی میں مبتذل، بدچیت، بے وقعت ہو کر رہیں تو پس انداز ہو سکتا ہے، باقی دامن کے لئے یہاں کے لوگوں سے چندہ یہ کس قدر حماقت کا خیال ہے، مولوی صاحب روپیہ اور دولت کی قدر مجھ سے زیادہ کسی کو نہیں، میں کچھ ابراہیم، ادھم اور بابو نہیں ہوں، میرا تو روانہ دانا دینا کی خواہشوں سے جکڑا ہے، لیکن دینا کو سلیقہ کے ساتھ حاصل کرنا چاہتا ہوں، مجھ سے جوڑ، توڑ، سازش، دیار واری، خوشامد، لوگوں کی جھوٹی ادبگت، نہیں ہو سکتی، اور بغیر اس کے کامیابی معلوم،

اس لئے میں نے گوشہ عافیت پسند کیا،

یہاں مجھ سے میری خواہش کا انتشار ہوا میں نے کہا موجودہ آمدنی کے ساتھ کالج کے تعلق سے

سے خط پر سنہ مرقوم نہیں لیکن عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ سنہ ۱۹۱۶ء کا ہے جبکہ کالج چھوڑ کر اعظم گڑھ آئے ہیں اور

حیدرآباد سے مار کا منصب تقرر ہوا ہے، یہاں سے مقصود حیدرآباد ہے، سکہ نئی نیشنل اسکول اعظم گڑھ،

آزادی چنانچہ اسی قدر ماہوار کا منصب مقرر ہو گیا، الفاروق کے بعد غالباً مافقہ یا تار ہو جائے،
 رو بکار میں بھی اضافہ کا وعدہ درج کر دیا گیا ہے، گو مقدار کی تعین نہیں، بس میری تنہا زندگی کو یہ بہت
 متاہل کا ارادہ نہیں، زیادہ دھوم دھام کی خواہش نہیں، بے زحمت خدا نے اس قدر دیا تو لاکھ لاکھ شکر ہو
 اور یوں توسع کا سہ چشم حویلیان الہیہ ہا قوم کی خدمت کرنی، اس کی تدبیر یہ نہیں کہ جھوٹی سفارش کر کے
 دو چار کو نوکری دلا دیجائے، ان کو اس قابل بنانا چاہئے کہ وہ خود اپنی سفارش کر سکیں۔

زیادہ نیازِ شبلی نعمانی،

۱۵ ستمبر ۱۸۹۴ء

(۳)

جناب من،

والا نامہ ورو فرما ہوا، سنٹرل کمیٹی کی ممبری میرے لئے موجب فخر ہے لیکن میں اس کو پسند نہیں کرتا
 کہ بغیر کسی خدمت اور محنت کے محض فخر کے لئے اپنا نام اس فہرست میں لکھواؤں،
 میں سال بھر سے بیمار اور ضعیف ہوں، کوئی وماغی کام نہیں کر سکتا، تصنیف کا شغل
 بالکل بند ہے، جب کسی کام کرنے کے قابل ہوں گا تو نہایت فخر سے اس عہدہ کو

لے مولانا نے اس کے بعد متاہل سلسلہ میں اختیار کیا، جس سے سلسلہ کو بھر آزادی ملی، اسلئے یہ نواب صاحب پر ترجیح
 ہے، اسلئے مولانا علی گڑھ کالج چھوڑ کر سلسلہ میں اعظم گڑھ اپنے وطن میں مقیم ہوئے، یہاں ایک انگریزی اسکول (نیشنل اسکول)
 قائم کیا تھا، اعظم گڑھ میں اس وقت الفاروق کی تصنیف کے علاوہ اس اسکول کا اہتمام و انتظام شغل تھا، اسی زمانہ
 میں حیدر آباد گئے تھے کہ کالج سے جو ملتا تھا (مار) اتنے ہی کا یہاں وظیفہ ہو جائے،

نواب صاحب نے شاید یہ لکھا ہے کہ وہ کالج میں دوبارہ قیام کریں، اور تیرہ لکھا ہے کہ شاید آپ حیدر آباد میں
 رہنا چاہتے ہیں کہ نیشنل اسکول کو وہاں سے فوائد پہنچ سکیں،

قبول کروں گا،

شبلی، اعظم گڑھ،

۱۹ مارچ ۱۹۰۵ء

سید شیخ حبیب اللہ صاحب کے نام

(۱)

قبلہ ام، تسلیم

گو میرا قلم، خامہ نقاش کی ہمسری کرے جس سے میں اس عجیب و غریب مقام دینی تالی کی پوری تصویر کھینچ سکوں، تاہم مجھ کو یہ اُمید نہیں کہ اس کوشش سے عزیزان وطن کو جو میرے خط پر آنکھ لگائے بیٹھے ہوں گے اپنے شوق و انتظار کا صلہ مل جائے گا،

میں بے تکلف تسلیم کرتا ہوں کہ دینی تالی ایک عجیب اور حیرت انگیز مقام ہے لیکن اگر ”عجب انگیز“ اور ”دبچپ و فرحت ز آہو ناودودا“ گانہ چیزیں ہیں تو مجھ ایسے ایشیائی خیال آدمی سے یہ اُمید رکھنا عجیب ہے کہ میں اس کو ”فرحت ز“ بھی مان لوں گا، ان جو لوگ انگریزوں کی ہر ادھر جان دیتے ہیں ان کا مذہب کیا پوچھنا؟ ہر چہ آید و ردلم غیر تو نیست،

اب حالات سنئے،

لے جواب صاحب اس کے جواب میں لکھتے ہیں:-

کرمی،

یہ خط واپس ہے منظوری کا غایت نامہ غایت جو، عذرا سموع براہ کرم صرف منظور فرمائیے، تجھ پر احسان ہوگا،

۱۹ مارچ ۱۹۰۵ء کے رئیس وکیل تھے، ۱۹۰۵ء میں وفات پائی،

کاٹ گودام تک ریل ختم ہوتی ہے اور پہاڑوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے، اکاٹ گودام سے نیچے ہل
 ۱۲ میل ہے مگر تھم راستہ قدرت الہی کی نیرنگی و عظمت کا مرقع ہے عرض میں پانچ چھ ہاتھ زمین چھوٹی ہوئی
 ہے جس پر رستہ چلتا ہے، باقی ایک طرف پہاڑ کی وہ ہدیت ناک دیوار ہے جس کی طرف دیکھنے سے نگاہ
 کانپ جاتی ہے، دوسری جانب نہایت عمیق ہولناک غاروں کا سلسلہ ہے اور اگر اس پہاڑ میں سخت
 سردی لہوتی تو یہ غار بڑے بڑے آذر اور سو ذی جانوروں کے دار السلطنہ ہوتے، انہی تال جب تین میل
 رہ جاتا ہے تو پہاڑ کی چڑھائی شروع ہوتی ہے سطح زمین سے اس مقام کا ارتفاع تین میل سے کم نہیں مگر
 اس کے پیچ سے راہ نکالی ہے کہ بے اختیار انگریزوں کی ہمت پر آفرین کی صدا بلند ہوتی ہے آپ خود
 خیال کر سکتے ہیں کہ جو کوٹھائیں میل کا اونچا ہو گا اس کے زینے کیسے پر پیچ اور دشوار گزار ہوں گے،
 کوئی شخص کیسا ہی محسوس مستقل دل رکھتا ہو یہاں پہنچ کر ممکن نہیں کہ حیرت کے صدمہ سے بچ سکے، تال
 جو ایک میل سے زیادہ لمبا ہے یہ ایک نہایت گہرا غار تھا جس کی تھاہ اب بھی غیر معلوم ہے، اس میں بہت
 سے قدرتی چشموں کا پانی گرتا ہے اور اب وہ بھر گیا ہے اور تال کے لقب سے ممتاز ہے، شام کو اس کے
 کنارے میمون اور مسون کا مجمع ہوتا ہے، اور مختلف طرح کے کھیل کھیلتے ہیں، سامنے ایک میدان ہے
 جس میں انگریز کرکٹ کھیلتے ہیں یہ سب کچھ ہے مگر چونکہ اس کے دونوں طرف پہاڑ کی نہایت اونچی
 دیواریں کھڑی ہیں، مجھ کو یہ جگہ ہر طرف سے نہایت بند اور گھٹی ہوئی معلوم ہوئی مجھ کو یقین ہے کہ جو
 شخص صحرائیت اور فضائیت کا دلدادہ ہے میرے دعویٰ کی شہادت پر فوراً آمادہ ہو گا، جس کو کھٹی
 مین مین ہون بہت بلند ہی پر نہیں ہے تاہم دو دن کی مشق میں نیچے تک پہنچنے اور واپس آنے میں
 میرا دم ٹوٹ جاتا ہے، اور کئی جگہ ٹھہرنا پڑتا ہے، ہر ایک کو کھٹی سے انگریزوں کی بے روک ہمت اور

پر جوش محنت کی شہادت ملتی ہے، یہاں جو کچھ آرام ہے صرف یہ ہے کہ کسی وقت یہاں آفتاب کی عکاسی
 نہیں ہونے پاتی، یہی بات ہے جس کے لئے انگریزوں نے لاکھوں کروڑوں روپے صرف کر دیئے ہیں،
 حقیقت ہم کو انگریزوں سے سبق سیکھنا چاہیے، کہ صحت سب چیزوں پر مقدم ہے، اور کوئی کام دنیا میں
 ناممکن نہیں، رمضان تو خوب گزریگا، مجھ کو اگر کچھ دلچسپی ہے تو اسی سے جس کو ٹی مین بیٹن سید صاحب کے
 حقیقی بھتیجے بھی مع اہل و عیال کے تشریف فرما ہیں اور مجھ کو بھی مشکل سے جگہ ملی یقیناً اگر میان محمد سید
 تو نہایت تکلیف اور سید صاحب پر بار ہوتا، تحریر فرمائیے کہ مدرسہ کیسے کیا ہوا منشی جی نے رقم لکھایا نہیں
 میرا خط محمد سمیع کو عنایت ہوتا کہ تمام لوگ یہاں کے حالات سے مطلع ہو سکیں، میرا پتہ یہ ہے، یمنی نال
 کوٹھی نمبر ۱۶۰، ایڈونیسٹو ایار پانامہ فرد گاہ سید احمد خان، "بشلی نہانی"

۲۵ مئی ۱۹۸۸ء

(۲)

از قسطنطنیہ،

قبلہ ام، تسلیم،

مین بفضلہ اچھا ہوں اب مین ایک دوسرے مکان مین اکٹھا آیا ہوں جو نہایت خوش منظر اور
 تمام ضروریات کا جامع ہے کرایہ زیادہ تھا مگر بغیر اس کے چارہ نہ تھا یہاں کے حالات خط مین
 نہیں سما سکتے اس لئے اس کو سرے سے موقوف رکھتا ہوں افسوس ہے کہ بیان یحزتری زبان
 کے کسی اور زبان کا رواج نہیں، تمام چیزوں مین وقت پیش آتی ہے، اور اکابر کی ملاقات تو بالکل
 بے معنی ہوتی ہے، نہ میری بھتیجے ہیں نہ مین انکی،

کتابین یہاں عجائب و غرائب ہیں لیکن حسرت کے سوا کچھ حاصل نہیں، نہ نقل ہو سکتی ہے، نہ حافظہ ان کے لئے کافی ہے، میں ہر روز دو تین میل پیادہ سیر کرتا ہوں کیونکہ کتنے دور و درو واقعات ہیں، یہ سیر صحت کے لئے بہت مفید ہے، ترک کی پڑھنی میں نے شروع تو کی ہے دیکھئے پوری بھی کر سکتا ہوں یا نہیں، یہاں بعض بعض ہندوستانی بھی ہیں اور سرکاری عہدوں پر مامور ہیں لیکن تنخواہیں کم ہیں، یہاں تنخواہیں عموماً کم ہوتی ہیں چونکہ میں زیادہ قیام کرنا نہیں چاہتا اس لئے خط بھیجنے میں مطلق تاخیر نہ ہونا چاہئے اور نہ مجھ کو ہینن مل کے گا، ۲۰-۲۲ دن میں خط پہنچتا ہے،

امون صاحب سے فرمادیجئے کہ آج کل یہاں عینی، بخاری کی شرح چھپ رہی ہے، وہ جلد میں چھپ چکین، نہایت عمدہ چھپ رہی ہے میں خیال کرتا ہوں کہ بعض تحقیقات اس میں ایسی ہیں جو فتح الباری میں ہینن مل سکتیں قیمت ابھی متعین نہیں ہوئی، ایک مشترک کمپنی ڈیڑھ دو لاکھ سرمایہ کی ہے جس نے ایک عظیم الشان مطبع قائم کیا ہے، اسی میں یہ کتاب چھپ رہی ہے، اس مطبع میں تمام کام انجن اور کلون کے ذریعہ سے ہوتا ہے،

یہاں کے کابجون کی ایک بات مجھ کو بہت پسند آئی ہر کالج کا خاص لباس ہے اور کوٹ پر گریبان کے قریب کالج کا نام لکھا ہوتا ہے، مجھ کو یہ بات نہایت پسند ہوئی، ہمارے کالج میں یہ طریقہ کیون نہیں اختیار کیا جاتا، سید صاحب قبلہ بغیر کسی پس و پیش کے کالج کا ایک خاص لباس قرار دین تو بہت اچھا ہے جناب سلطان المعظم ہر جمعہ کو مسجد حمیدیہ میں تشریف لاتے ہیں اور وہ نہایت عمدہ نظارہ ہے کہتے ہیں کہ عید کے دن عجیب سمان ہوتا ہے، خدا سے امید ہے کہ میں دیکھ سکوں میں یہاں دو تین مہینہ سے زیادہ ٹھہرنا نہیں چاہتا، اس کے بعد انشاء اللہ طرابلس اور دمشق کی سیر کر کے قاہرہ جاؤں گا، اور وہاں

مین حسین آنندی سے جو پہلے سفیر بمبئی تھے اور اب یہاں محکمہ پولیس کے افسر کل ہن مل کر نہایت خوش ہوا ان کے اخلاق نے بھگو نہایت گراں بار کر دیا ہے اور میں کسی قدر سبکدوش ہونا چاہتا ہوں اس لئے عرض ہے کہ نہایت اہتمام نہایت تلاش اور جدوجہد کے ساتھ نظام آباد کے برتن ارسال فرمائے کسی ہوشیار شخص کو نظام آباد بھیجے جو وہاں کے کسی رئیس کی معرفت فرمائی بنا کر لائے، یہاں ہندوستان کے ظروت گلی آتے ہن مگر اچھے نہیں آتے، اگر یہ ممکن نہ ہو تو لکھنؤ کی چکن کا ایک ٹھکانہ مگر نہایت عمدہ فردی بویٹان ہوں، نہایت باریک اور نازک کام ہو اور رسم سے کم قیمت کا نہ ہو خواجہ عزیز الدین صاحب کی معرفت اگر خریدا جائے تو غالباً اچھا ہوگا، میں یہاں آخر اگست تک رہوں گا، اس وقت تک آجائے، یہ بھی نہ ہو تو مراد آباد کا کوئی برتن مگر نہایت عمدہ، غرض کوئی ناچیز ضرور بھیجے، والتیسلم

قسطنطینہ، ادارہ معارف، باب عالی،

»شلی«، ۱۵ جون ۱۸۹۲ء،

(۴)

قبلاً ام،

آج میں نے »عجیب دلاویز« خواب دیکھا ہے، »عجیب« اس لئے کہ دوپہر کا وقت تھا اور آنکھیں بند تھیں اور دلاویزی کی یہ کیفیت ہے کہ جاگے ہوئے مدت ہو چکی ہے اور اب تک آنکھوں میں

اسے نظام آباد ضلع اعظم گڑھ کے مٹی کے برتن مشہور ہوتے ہیں، اسے خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز، پروفیسر کیننگ کالج لکھنؤ، ہندوستان کے مشہور فارسی شاعر، مصنف قیصر نامہ، مولانا کو ان سے اور ان کو مولانا سے

نہایت خلوص تھا،

وہی سماں پھر رہا ہے، مفصل سنئے، آج جمعہ کا دن تھا اور معمول کے موافق مرکبِ سلطانی کا نظارہ گا۔
تھامین بھی ہمہ تن شوق بن کر گیا جامع حمیدیہ میں داخل ہوا سلطان العظم بڑی شوکت و شان سے آئے
لیکن میں کچھ نہ دیکھ سکا کیونکہ یہ سیر صرت ان لوگوں کو نصیب ہو سکتی ہے جو گذرگاہ سلطانی پر
پہلے سے موجود ہوتے ہیں اور پھر نماز کے ختم ہونے تک جگہ سے حرکت نہیں کر سکتے،

محلِ سلطانی سے تھوڑی دور کے فاصلے پر ایک نہایت پر تکلف جامع مسجد ہے جو سلطان
کے نام سے حمیدیہ مشہور ہے اس گذرگاہ میں ایک مکان ہے اور دور دور ملکوں سے آئے ہوئے معزز
سیاح یا عہدہ دار جو مرکب ہمایونی کی سیر کرنا چاہتے ہیں وہ کسی معزز شخص کے ذریعے سے اجازت
حاصل کرتے ہیں اور اس مکان کی چھت پر بیٹھ کر یہ تماشا دیکھتے ہیں اس کے سوا اور کوئی تدبیر نہیں ہے
کیونکہ سواری کے وقت دور تک چاروں طرف فوج کا دائرہ ہوتا ہے، اور کوئی شخص اس کے
اندر داخل نہیں ہو سکتا، حسین حبیبی آفندی (سابق سفیرِ بریٹی) نے مجھ کو اجازت دلانے کا وعدہ کیا
تھا مگر اتفاق سے وہ دیر میں آئے اور سواری کا وقت قریب آگیا اور طریقہ اور دورِ باش کی
صدائیں بلند ہونے لگیں مجبوراً میں مسجد میں داخل ہوا اور صفتِ اول میں جا کر بیٹھا، سلطان
کی گاڑی زینہ تک آتی ہے اور وہ اتر کر فوراً مسجد کے بالائی حصہ پر جہان نہایت مقرب اور مخصوص
لوگوں کے سوا کوئی نہیں جاسکتا تشریف لے جاتے ہیں وہاں ایک مقصورہ ہے جس کا دروازہ
منبر کے بائیں طرف ہے، یہ سلطان کی نماز کی جگہ ہے، جب سلطان تشریف لاتے ہیں تو اٹھلی پر
چھوڑ دیئے جاتے ہیں اور کوئی شخص ان کو دیکھ نہیں سکتا، خطیب نے جب سلطان کے مقصورہ کی

سے جگہ دم و درمیں مولانا چمنڈے انجمن کے ذریعہ سے قرطیہ عینہ بھیجے تھے یہی ذریعہ تجارت تھا۔

طرت نگاہ اٹھا کر بڑے جوش سے یہ کہا کہ اللہم انصر مولا السلطان
 السلطان الغازی عبد الحمید خان تو میرے بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری
 ہوئے اور دیر تک دل کا یہ حال تھا کہ اندھا چلا آتا تھا خطیب نے پہلے صحابہ کا نام پڑھا اور سلطان کا نام
 آیا تو ایک زینہ اتر آیا تاکہ ظاہر ہو کہ سلطان اگرچہ آج ظل اللہ ہیں تاہم ان کا رتبہ حضرت صدیق
 و حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے کچھ نسبت نہیں رکھتا، نماز کے بعد حسین حبیب آفندی نے اتفاقاً مجھ کو دیکھ
 لیا اور مسجد کے صحن میں جہان پاشا اور سرداران فوج حلقہ باندھے کھڑے تھے لیجا کر کھڑا کر دیا اور
 لوگوں سے کہہ دیا کہ ان سے کوئی تعرض نہ کرے سلطان مقصورہ سے اتر کر زینہ کے قریب پردہ کے
 اوٹ میں بیٹھے اور فوجین سامنے سے گذرنی شروع ہوئیں، دو گھنٹہ کامل ایک عجیب تماشا نظر آتا
 رہا، قریباً دس ہزار فوج تھنی مختلف رسالے اور ہر رسالے کے تمام ساز و اسلحہ جدا جدا تھے، میں
 کیا کہوں، ترکی جوانوں کی دلیرانہ مور تین، چمکتے ہوئے اسلحہ موزون اور باقاعدہ رفتار، گھوڑوں کی
 جست و خیز، پاشاؤں کا زر کار لباس، جگمگاتے ہوئے تمغے عجیب سماں تھا جو کسی طرح بیان نہیں
 کیا جاسکتا، اخیر میں دونوں شہزادے آئے بڑے کی عمر نو دس برس کی ہے لیکن جس شان و شوکت
 سے وہ گھوڑے پر سوار تھا بڑے بڑے دلیر دن کے وہ تیور نہیں ہو سکتے، فوجین گذر چکین تو سلطان گارنی
 سوار ہوئے اور ہمارے سامنے سے گذرنے سوار سی مقابل آئی تو تمام حلقہ نے رکوع کے قریب جھک کر سلام
 کیا، سلطان دونوں ہاتھوں سے ان کا جواب دیتے تھے یورپ کے اکثر معزز اشخاص یہ تماشا دیکھنے آئے تھے
 حالانکہ یہ معمولی چیز ہے اور ہر جمیعہ کو ہوتی ہے عید کے دن کہتے ہیں کہ قیامت کا سماں ہوتا ہے خدا وہ دن بھی
 دکھائے، ۱۹ جون ۱۸۹۲ء ”شبلی نعمانی“ قسطنطنیہ

شیخ عجیب اللہ صاحب کے نام،

(۱)

جناب من،

خط آیا رکون نے اکثر نمبر پائے ہیں، دریافت فرمائیے کہ اب کیا شکایت ہے، کیا مدرسین جو
 نہیں پڑھاتے یا پڑھا سکتے ہی نہیں میں نہایت مستعدی سے علاج کر رہا ہوں، تنخیر کی شکایت ہے،
 جرمنی میں اب کی سال ایک عظیم الشان مجلس منعقد ہوگی جو صرف عربی و فارسی وغیرہ پر تحقیقات
 جدیدہ کے دفتر پیش کریگی، حمید اللہ خان کو گورنمنٹ انگریزی نے وہاں سفیر کر کے بھیجا چاہیے ان کا خط
 آیا ہے، کہ مجھ کو بھی مجلس مذکور میں کوئی مضمون پڑھنا چاہئے، حمید اللہ خان نے یہ اعتراف کر کے کہ وہ اس
 کام کو بالکل انجام نہیں دے سکے حمید احمد خان صاحب کو لکھا ہے کہ وہاں کے علماء سے کچھ لکھوا کر ارسال
 فرمائیے بالخصوص میرا نام لکھا ہے، یہ مضمون وہ اپنے نام سے نہیں پڑھیں گے بلکہ جس کا لکھا ہو گا اسی کے
 نام سے، افسوس ہے کہ میری طبیعت صحیح نہیں آپ کو خط لکھ رہا ہوں اور سر بھرنے لگا، فرصت بھی کم رہ گئی
 ہے، شاید نہ لکھ سکوں، آپ دیکھیں گے کہ عوبیت اب بھی موجب شہرت و عزت ہے، اگر آج حمید اللہ خان
 عربی سے واقف ہوتے تو نہ صرف لندن بلکہ تمام یورپ میں ان کی ناموری کا پھر برا اڑتا،
 ایک عرض ہے اگر قبول ہو، اب کی تعطیل میں والد قبلہ، حمید و حامد علی کو لیکر علی گڑھ تشریف لائیں گے،

اے مولانا کے عم محترم حمید اللہ خان سر بلند جنگ پسر سید اللہ خان حیدر آباد دکن میں جج تھے، اگلے سطر جنیدی، اے مال
 ال بی انصاف کان پور برادر و فرزند مولانا، اگلے سطر حامد (علیگ) نائب تحصیلدار گورکھپور فرزند مولانا

نہایت عمدہ موقع ہے، آپ اور سیم بھی ضرور تشریف لائیں، دیکھئے لیست و عمل کے حال میں نہ رہ جائیگا،
 سید محمود صاحب کی نسبت کچھ طے نہیں ہوا، یہ خبر غلط ہے کہ منجری مجھ کو ملی ہے، میں ہمیشہ اس
 ہمد سے پہلو پیا تا رہا ہوں جی تو چاہتا ہے کہ ایسی باتیں کہے ہی جاؤں مگر اب کوئی بات نہیں رہی اور یوں تو
 در بند آن بہاش کہ مضمون نامزد آ صد سال می توان سخن از زلف یار گفت

جواب جلد لکھئے مگر خدا کے لئے دہن یار کی طرح مختصر نہ ہو، سیم کو یہ خط دکھائیگا، وہ آپ کو
 علی گڑھ آنے کیلئے شاید ابھارین، جناب مکرم حافظ حبیب اللہ خان صاحب کی خدمت میں تسلیم دینا
 شبلی نعمانی، ۱۲ اگست ۱۸۸۶ء

(۲)

مکرمی،

تسلیم، نامہ عالی آیا علالت کے حال سے سخت افسوس ہوا، مگر تعجب ہے کہ آپ نے ڈاکٹر کی طرف
 رجوع کیا، حاشا کہ ان امراض میں ڈاکٹر کا کچھ بس چلتا ہو، حکیم حفیظ اللہ صاحب اگرچہ خوشامدین کراہیں گے
 مگر علاج اگر جی لگا کر کریں تو خدا کے فضل سے امید ہے کہ صحت ہو جائے،

کلکٹر کے دستخط اگر جلدی میں نہ ہو سکے تو اب کیا مانع ہے، والد قبلہ کو مجبور کیجئے کہ وہ کلکٹر سے مدرسہ کا
 ملاحظہ کرا کے اس سے رپورٹ لکھوائیں، اس کام میں تعویق مناسب نہیں، مجھ کو بخیر حقیقت رہتا ہے ہولہ
 سید محمد صاحب کا علاج ہوتا رہا مگر کچھ مفید نہ ہوا، پرسون دہلی جاتا ہوں، سید حامد صاحب غلٹ سید احمد خان صاحب

۱۔ سید محمود صاحب کی نسبت خیال تھا کہ لکھنؤ کی جی ان کو ملے گی،

۲۔ علی گڑھ کالج کی منجری مقصود ہے،

دین ہیں، انھوں نے بھی میرے آنے کی تحریک کی ہے، اور اُمید ہے کہ اظہارِ توجہ کریں، گرمیوں میں سید صاحب
 نئی نال جائیں گے، میں بھی ان کے ساتھ جانے کا قصد رکھتا ہوں، آپ نے رذیل قوموں کی نسبت دریافت
 فرمایا ہے ایک گشتی خط کے ذریعہ سے ممبروں سے دریافت کیجئے جو اسے سب کی ہوا میں پھیل کرنا چاہئے،
 سید محمود لکھنؤ گئے ہیں، الہ آباد ہائی کورٹ کی ایک شیخ لکھنؤ میں قائم ہو گئی اُمید کی جاتی ہے کہ سید
 محمود صاحب وہاں حج مقرر ہوں، تنخواہ و اختیارات وہی ہوں گے، جو الہ آباد ہائی کورٹ کے ججوں کے
 ہیں، اب کی ایک اخبار انگریزی سے معلوم ہوا کہ انگریزی مہدی ایک اور امتحان میں پاس ہوئے، اگرچہ برے
 نمبر میں آئے، یعنی درجہ چہارم میں پاس ہوئے، محمد رفیع امتحان داخلہ بیرسٹری میں کامیاب ہو گئے، محمد سمیع
 کی مختصر نویسی نے اب ان سے قطع تعلق کر لیا، گھر کا اتنا بڑا تو مقدمہ اس کو ایک ڈبل کے کارڈ پر ٹالا، خیر میں نے
 تو ان سے خط و کتابت ترک کرنا چاہا ہے،

ملکہ منظر نے اپنی تصنیف دو کتابیں کلمیٰ مدرستہ العلوم کو تحفہ بھیجی ہیں، پرسوں اس کے شکریہ کا
 عظیم الشان جلسہ تھا، معلوم نہیں داروغہ جنگی کا کیا انتظام ہوا؟ مدرسہ کے مفصل حالات، تعدادِ طلبہ اور
 کیفیتِ خواندگی تحریر فرمائیے، یہ خط والد قبلہ کو دکھا دیجئے گا، آپ سے تو قطع اُمید کرنی پڑی دیکھئے اور
 کون بیان آئیںکی ہمت کرتا ہے، سمیع آئینِ مکران کے ساتھ تو کسی ضامن کی ضرورت ہو، اگرچہ وہ خود
 دونوں کے ضامن ہیں، اگر آپ کو یہ احتمال ہو کہ والد قبلہ میری علالت کی خبر سے گھبرا اٹھیں گے تو
 ان کو یہ خط نہ دکھائیے گا کیونکہ میں اچھا ہوں، اور بخار تو آج کل یہاں اس قدر عام ہے کہ ایک فرد

اسے یعنی ان کو مدرسہ میں تعلیم کی اجازت دیجائے یا نہیں، اے سٹر مہدی مرحوم بی اے بیرسٹر، برادر مولانا سٹلہ آریبل عبدالرحمن

صاحب بیرسٹر الہ آباد،

بشر نہیں بچا ہے اور ہر شخص آئے دن بیمار ہو جایا کرتا ہے، ”شبلی نعمانی“

۲۵ اگست ۱۸۸۶ء

(۳)

عم مکرم

تسلیم دیناز، مدت سے قدمبوسی نہیں ہوئی اور بہت جی چاہتا ہے امیر آو آنا نہیں ہو سکتا، اس لئے امید کرتا ہوں کہ آپ ہی قدم رنجہ فرمائیں، اردسمبر سے یہاں نہایت عمدہ جلسہ اور سیرین ہوں گی اور وارڈسمبر تک کالج ایک تماشاکاہ بنا رہے گا، پھر بیچ مین وقفہ ہو کر، ۲ دسمبر سے کانفرنس شروع ہو گی، بہتر یہ ہے کہ آپ اتنا بیک تشریف لائیں بیچ مین دلی اور اگر ہ کی سیر بھی ہو سکے گی اور آپ نہایت محفوظ ہوں گے برادر مر علی احمد و میان سمیع کو بھی ضرور ساتھ لائیے گا، اس سے عمدہ موقع علی گڑھ آنے کا نہیں مل سکتا،

بچھے چا صاحب کو بھی تکلیف دیتا لیکن وہ علی گڑھ دیکھ چکے ہیں اس لئے شاید آنے میں تامل فرمائیں، بہر نوع اگر وہ بھی تشریف لائیں تو بجان اللہ مجھ کو بے انتہا مسرت ہو گی،

زیادہ تسلیم، ۷ دسمبر ۱۸۹۱ء

”شبلی نعمانی“

مامون کے نام،

(۱)

جناب عالی،

تسلیم، مدت ہوئی آپ کا نام مبارک آیا، تاخیر جواب کی معافی چاہتا ہوں، آپ نے مکان پر آنے کو تحریر فرمایا تھا، کیا عوض کروں، میں عجب کشمکش میں رہتا ہوں جس کا حال صرف میں ہی جانتا ہوں، اور اس وجہ سے میری جگہ..... لوگوں کو غلط معلوم ہو.....

..... عنقریب حاضر ہوتا ہوں..... حث وغیرہ

کے باب میں..... عوب سے کم نہیں، افسوس ہے کہ آپ نے ہنوز عہد، وصول نہیں کر دیئے مگر وعدہ کے موافق تو آپ ذمہ دار ہیں، معلوم نہیں وہاں انتظام پردہ میں اب کہاں تک کوشش کی جاتی ہے، ضرور قدغن رکھئے گا اگر یہ بات چل گئی تو آپ کا گادُن مجتہد ہو گا اور دوسرے متعلقہ میں ایک مختصر سی تصنیف میں مشغول ہوں شاید وہاں آنے تک بہت کچھ ہو جائے، اور غائب آپ کو پسند آئے، باقی خیریت ہے، والسلام، شبلی نعمانی،

۱۲ دسمبر ۱۸۹۵ء

۱۔ کرم خوردہ، ۲۔ مولانا پردہ کے سخت مؤند تھے، اسی لئے مسٹر امیر علی کا جواب۔

لکھا، لبنیان پردہ اور اسلام،

۳۔ غالباً کتب خانہ اسکندریہ میں،

(۲)

مامون صاحب قبلہ

لوگوں سے معلوم ہوا کہ آپ کو میری تقریر سے طال ہو جس کی وجہ یہ تھی کہ آپ نے میرے بہم طعن پہنچا
فقر دین کو اپنے اوپر محمول کیا، میری عادت غلط بیانی کی نہیں ہے، اگر میں نے ایسا کیا ہوتا تو میں ہرگز
انکار نہ کرتا، لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ میرے کسی فقرہ سے آپ مقصود نہ تھے اور نہ حاضرین نے آپ کی
طرف اس کا اشارہ سمجھا،

میں دین تک کسی شخص کی نسبت کچھ کہتا سنتا ہوں جب تک وہ وعدہ یا امید کا سلسلہ قائم
رکھتا ہے، ورنہ جب کوئی شخص صاف انکار کر دیتا ہے تو اس کی نسبت ایک حرف بھی جلسہ میں نہیں کہتا
بلکہ ایسا کہنا نہایت بد اخلاقی اور بے تمیزی سمجھتا ہوں، بھائی سعید مدت سے اسکول کو کچھ نہیں دیتے
لیکن میری تقریر میں ایک حرف بھی ان کے متعلق نہ تھا، اسی طرح شیخ عبدالحق وغیرہ کے متعلق،
بہر حال آپ کے متعلق میرا ایک حرف بھی نہ تھا، اور نہ لوگوں نے ایسا سمجھا، واللہ علی ما قولی شہید

والسليم، شبلی،

۱۳ اگست

(۳)

مخدومی،

آپ معاملہ مذکور میں اس قدر کیون متروک دین، میں نے آپ سے پہلے کہ دیا ہے کہ مجھ کو اس باب

لے نیشنل اسکول کے چندہ کیلئے تقریر کی تھی جس میں چندہ نہ دینے والوں پر عتاب تھا بلکہ اپنی دوسری شادی کے متعلق لکھتے ہیں،

مین انکارتے رنج نہ ہوگا،

میرا اصول یہ ہے کہ انسان ہر کام کے نقص و ہنر کا خود فیصلہ کر سکتا ہے، اس کے بعد لوگوں کے اور خصوصاً عوام کے کہنے کی کچھ پروا نہیں کرنی چاہئے،

جو عیب ہے وہ صغیر بن کا ہے اس کے لئے مین یہ خود گوارا کرتا ہوں کہ گویا دو برس تک بڑکی کو اور بٹھا رکھوں یعنی فقط عقد پر اکتفا کیا جائے، کسی قسم کا آنا جانا کچھ نہ ہو، دو برس کے بعد پھر کوئی نقص نہیں رہے گا،

تاہم ہر شخص کے حالات جدا ہیں، مین جس قسم کا ہمیشہ اپنی راہ پر فیصلہ کرتا ہوں اور لوگوں کی کچھ پروا نہیں کرتا یہ ہر شخص کی حالت نہیں ہے، اس لئے آپ پس و پیش نہ کریں، مین سبکی کسی فعل اور تجویز سے اس باب میں ناراض نہ ہوں گا،

۶۔ میٹر محمد اسحاق حبیبی لے ال ال بی کے نام،

(۱)

براہر عزیز،

کانگریس بے مثل اور توقع سے زیادہ کامیاب ہوئی، افسوس کہ تم نہیں تھے، مین نے تمکو نہیں لکھا

اے مولانا کے سچے بھائی، الہ آباد کے مشہور و ممتاز وکیل تھے علی گڑھ مین انگریزی کی تعلیم پائی تھی، ہمدی مرحوم کے بعد مولانا کو ان سے بے حد محبت تھی، موردنی جائیداد کا تمام کاروبار انھیں سے متعلق تھا، مولانا کی وفات سے چند ہی دن پیشتر گشتِ اولیٰ مین بعارضہ تپ محرقہ الہ آباد مین انتقال کیا، مولانا نے ایک نہایت پرورد و مرثیہ لکھا ہے، ان خطوں مین جس اسکول اور خیمہ کا ذکر ہے وہ نیشنل اسکول اعظم گڑھ سے متعلق ہے، اے محمد ن راجو کیشنل کانفرنس کا نام پہلے کانگریس تھا،

مگر اکبر حسین سے تاکید کی تھی کہ تمام حالات سے تم کو اطلاع دیں گے، میرے مضمون علیحدہ چھپ رہا ہے، چھ جز کی منخواست ہو گی، قصیدہ اس مضمون اور ردود و دونوں کے ساتھ چھپے گا، اس وقت ایک نہایت ضروری امر کے لئے لکھتا ہوں،

مولوی محمد عمر صاحب کا ایک خط خط کے ساتھ ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس کا روئے خطاب تم سے بھی اسی قدر ہے جس قدر مجھ سے، تم اپنی پختہ راے سے جو کامل غور کے بعد قائم کرو مجھ کو مطلع کرو، تم کو خاص ان پہلوؤں پر لحاظ رکھنا چاہئے،

(۱) نیشنل اسکول کا قائم رکھنا کیون ضروری ہے،

(۲) کیا بلحاظ حالات موجودہ اور توقعات آئندہ کی وہ مستقل طور پر قائم رہ سکتا ہے،

(۳) ہماری قوم کے تعلیم یافتہ نوجوان جن میں تم بھی ایک بلند پایہ پر ہونے کا حق رکھتے ہو سکول کے کچھ کام آسکیں گے،

یہ امر بھی لحاظ طلب ہے کہ تم کو بی لے کے بعد کہاں بیٹھ کر ایم لے یا قانون کے لئے طیار ہونا چاہئے، غالباً اگر تم اعظم لڈھ کو پسند کرو تو اسکول کو خود تقویت ہو گی، اعظم لڈھ میں رہ کر تم اگر اپنا مالانہ صرف والد قبلہ سے وصول کرتے رہو (جس کا ذمہ میں کر سکتا ہوں) تو الہ آباد کے قیام سے دہان کا قیام مناسب تر ہو گا، کیونکہ تم ان رویوں کو اپنے خاص مذاق اور علمی کتابوں کے خرید کرنے میں صرف کر سکو گے، شاید تم کو معلوم ہو گا کہ میں لوگوں سے تمہاری نسبت کسی قدر علمی زندگی بسر کرنے کا تذکرہ سنتا ہوں،

اب اس بات پر خیال کرو کہ یہ اسکول ہم لوگوں کے خیالات اور حوصلوں کا ایک عمدہ مشغلہ

ہم توقع کرتے ہیں کہ ہم اپنی زندگی کی عملی ترقی کے ساتھ اس کو بھی ترقی دیتے جائیں گے، آخر وہ کیا چیز ہے جس کو محسوس صورت میں ہم ایک قومی کام کہہ سکتے ہیں، ہم میں جو لوگ قومی مذاق پیدا کرتے جائیں گے ان کے لئے اپنی قومی فیاضی کے صرف کرنے کا اس اسکول سے عمدہ تر کیا موقع ہوگا،

سردست میرے نزدیک بھی وہ ایک حقیر صورت رکھتا ہے، لیکن ایک لوہار کی اس میلی ٹپری سے کم حیثیت نہیں ہے جس کو اس نے مدت تک اپنے پاؤں کے محفوظ رکھنے کیلئے استعمال کیا تھا اور جو بعد کو ایک معمولی علم پر چڑھ کر تین ہزار برس تک دانش کا دیانی کے فخر آئینہ لقب پہنچا گیا، خیر جو مختاری اسے ہو اس سے مطلع کرو، اور اس کی نسبت جن امیدوں کا خیال ہو لکھو،

شبلی نعمانی،

والسلام،

۱۲ جنوری ۱۳۳۷ھ

(۲)

برادرِ

خط ملا، میں خود تم کو خط لکھنے والا تھا کہ تم نے اسکول کے لئے کیا کیا جس قدر چندہ میرے نام تجویز کرو میں بھیج دوں گا، البتہ لوگوں سے دلانا مشکل ہے، مامون عبدالحی کا نام تو براہِ بیت ہے، میان احمد علی کا یہ حال ہے کہ سید صاحب کی فرمائش سے سرکہ کی بوتلیں مانگی تھیں، میں نے ہنسنے ہو چکے، ان کا جواب یہ ہے کہ ابھی تیار نہیں، حافظ حبیب اللہ صاحب و حافظ حسن علی صاحب کو خط لکھا ہے، حافظ حبیب اللہ کی مالی حالت اچھی ہوگی تو ورینغ نگر میں گئے، لیکن حافظ حسن علی صاحب زرمی طلبہ سخن درین است

ہاں اس پہلو کو سوچ لو کہ مکان مدرسہ اپنا مکان ہے اس لئے اس پر پبلک کاروپہ لگایا جائے اور آئندہ مدرسہ کہیں اور اٹھ جائے تو لوگوں کو کہنے کا موقع ہوگا، کہ عام چندہ سے اپنا مکان بنوایا گیا، عظیم گڈ مین ایسے ہی بدگمانوں کی زیادہ آبادی ہے، سب مقدم بورڈنگ ہے، چندہ میں مولوی محمد حسین بی بی، مولوی مرزا سلیم، مولوی سلیم ننداوی مولوی محمد نعیم وغیرہ کو چھوڑنا نہ چاہئے،

کمیٹی کی روداد میرے پاس نہیں آئی، والسلام،

۶ جولائی ۱۹۷۷ء

شبلی، علی گڑھ،

(۳)

جیاک اللہ، مین نے سرسری طور سے اقرار نامہ کو دیکھا، اور کچھ امور مامون صاحب کو اس کے متعلق لکھے، اب دوبارہ اس پر نگاہ ڈالتا ہوں تو ڈالکل ایک مہمل اقرار نامہ معلوم ہوتا ہے، اس وقت مولوی عبداللطیف صاحب سید پوری قائم مقام منصف کا سکنج میرے بنگلہ پر ہیں وہ بھی مجھ سے متفق ہیں، تعجب ہے کہ تم نے کیونکر اس کو جائز سمجھا،

اڈل تو یہ بحث ہے کہ والد نے والدہ کو جو ہبہ کیا تھا وہ محض بے سرو پا چیز ہے اس کا ذکر کیا حاصل، اولاً تو اس کا کوئی ثبوت نہیں، ثانیاً وہ تمام کارروائی اس اقرار نامہ سے باطل ہو چکی جو والد اور اعمام میں ہوا اس کی بنیاد کسی بات کو مبنی کرنا بنا الفاسد علی الفاسد ہے بلکہ

بدگمانی پیدا کرنے والا ہے، اب بحث یہ ہے کہ ہم لوگ اس وقت تک کسی جائداد کے مالک نہیں ہیں، کیونکہ والدہ کا ہرہ محض فضول ہے اور تقسیم نامہ اخیر میں ہلو گون کو خود کچھ نہیں دیا گیا بلکہ بڑا ت عاشقان برشلہ آہو، اسی ہرہ مقروضہ والدہ کا حوالہ دیا گیا ہے جب ہم لوگ کسی جائداد کے مالک نہیں ہیں تو دست برداری کیسی اور معاوضہ کیسا، ارباب چھاؤنی کی دست برداری کے مقابلے میں ہماری طرف سے کیا معاوضہ ہے اور اگر نہیں ہے تو یہ کس قسم کا معاوضہ ہے جس کا کوئی بدلہ نہیں، اصل یہ ہے کہ اگر والد قبلہ کو اور زیادہ ترکانوں میں ابھانا ہے، تو وہ جس قدر چاہیں ابھائیں، لیکن اگر صفائی سے کوئی معاملہ کرنا ہے تو اس کی صرف یہ تدبیر ہے کہ جس قدر حصہ زائد فریق سوم کو دیا گیا، ہے وہ بذریعہ بیع کے فریق دوم کی طرف رجوع کرے اور فریق دوم کا اصلی حصہ بذریعہ ہرہ نامہ منتقل کے منتقل کیا جائے، اس کے سوا اور سب تدبیریں سبز باغ میں جس کو میں بہت دیکھ چکا ہوں یہ میں جانتا ہوں کہ یہ تدبیر نہ والد قبلہ کو منظور ہے نہ ارباب چھاؤنی کو، اور سب زیادہ میان ہمدی کو لیکن یہ حالت ہے تو نمائش سے کیا فائدہ، جو ہو چکا ہو چکا، فریق دوم کچھ تلاش فریاد نہیں کرتا بے فائدہ فکر کیوں کی جاتی ہے،

اس قسم کی مہمل دستاویزوں سے جو پھوٹڑی کھیر سے بڑھکر چن کیا حاصل ہے،
باقی تم جانو اور تمھارا کام، یہ خط مامون مولوی محمد سلیم صاحب کو بھی دکھا دینا،
الا پرپل ۲۸، شبلی،

برادرم جی، والد قبلہ کا خط کل اور تمھارا آج ملا، میان ہمدی کی علالت سن کر افسوس ہوا

خدا ان کو صحت دے،

انسوس ہے کہ تم نہ آسکے، دسمبر میں شاید آنے کا قصد اس لئے ہے کہ کافر نس دہلی میں شریک ہو سکو لیکن میرا قصد خود شرکت کا نہیں ہے، کافر نس اب کی غالباً پھینکی ہو گی، مولوی حسرت اللہ و مرزا حیرت کی بڑبہت سن چکے، مولوی حالی صاحب کا کوئی پارٹ نہیں ہے، مولوی نذیر احمد بھی غالباً چپ رہیں اور بولیں بھی تو ان کا طرز اجبرن ہو چکا،

لڑکون نے یہ غضب کیا کہ نہ آئے، نہ عوضی و فیس بھی، نتیجہ یہ کہ ان کا نام خارج ہو گیا، ان کیساتھ فیس و رقم داخلہ غلہ، ادا کرنی ہو گی، بھگو ہیان نئی اکثر چیزیں خرید کرنی یا درست کرنی پڑیں، سفر نامہ کے لئے عام اصرار ہے اور تمام اطراف سے مانگ آنی شروع ہو گئی ہے لیکن میرا ارادہ ابھی تک لکھنے کا نہیں ہے جس کے متعدد اسباب ہیں،

والد قبیلہ کی خدمت میں آداب اجاب مامون صاحب و حافظ حبیب اللہ خان صاحب مولوی محمد عمر صاحب کی خدمت میں تسلیم و نیاز و شوق خدمت، اس سفر کے حالات اس قدر ہیں کہ اگر میں وہاں ہوتا تو مہینوں کی گرمی مجلس کے لئے سامان ہو سکتا تھا، لیکن مجبوری ہے، غلہ گڈھا میری قسمت میں نہیں ہے، اور اب مجھ کو وہ لگاؤ بھی نہیں رہا، گھر جاؤ تو تمام بزرگوں کی خدمت میں سلام نیاز عرض کرو، والسلام

بشلی نعمانی

۲۴ اکتوبر ۱۹۹۲ء

لے سفر طہنہ سے واپس آکر

(۵)

برادرم،

مین نے کئی دفعہ اس بات پر غور کیا اور جانچا کہ تم پانچ روپیہ مہینہ اسکول میں دے نہیں سکتے یا تھکے دل پر اس کی ضرورت کا اثر نہیں ہے، مین نے وقتاً فوقتاً تھکے مصارف پر نظر ڈالی معلوم ہوا کہ تم جس قدر گھر کے بچوں کے فضول کھیل تماشہ کی چیزوں کو ضروری سمجھتے ہو، اسکول کو اس قدر بھی نہیں سمجھتے،

تم کبھی کبھی مجھ کو بھی منظر کو کبھی شیخ کو کئی چیز بھی دیتے ہو، یا ساتھ لاتے ہو، اگر تم اسکول کو ذرا بھی ضروری سمجھتے تو بجائے ان غیر ضروری مصارف کے وہی رقم اسکول میں دیدیتے جس سے دو ایک مہینہ کا چندہ ہو جاتا، ماہوار خرچ کی فہرست میں پانچ روپیہ کی رقم ایک ہفتہ سے بھی کم ہے، لیکن تم کو اسکول کا خیال نہیں، شفیق کو درد نہیں ایمان شوکت کو ہمدردی کی کوئی وجہ نہیں

درچمن از کہ مراعات ادب داری چشم

بلبلان مست و صبا بے خود و گل بے پروا

اسکول کا کام بالکل رک گیا ہے، مین بیمار ہوں اور اب بے اثر بھی، اسکول کا خدا مالک ہے

والسلام، شہلی نعمانی، اعظم گڑھ، ۱۶ فروری،

(۶)

برادرم،

مین جانتا ہوں کہ تمہارا بار بار کا تقاضا جو ش محبت کی وجہ سے ہے مگر کیا کروں کیفیت یہ

کہ طبیعت دوچار گھنٹے بھی یکساں نہیں رہتی، بلکہ دوچار مرتبہ بہت خراب حالت ہو گئی، اور خدا
نخواستہ ایسی کیفیت کہیں سفر میں پیش آگئی تو جان کا خطرہ ہے، اس لئے سفر کرنا ایسی حالت میں
سخت محذو ش ہے، اگر تمہیں تشخیص طبیعت کے لئے اس قدر اصرار ہے تو حکم صاحب کو یہاں بھیج دو
اور بہر حال بنارس کی ریل کھلنے کا تو انتظار کرنا ہی چاہئے، والسلام

شبلی نعمانی، عظم گدۃ

۲۲ مارچ ۱۸۹۸ء

(۷)

برادر،

واقعی میان حمید کے حالات کا انتظار تھا، تم نے اطلاع دی خوب کیا، ان کو لکھو کہ
وہ ان کون کلا سین ان سے متعلق ہیں اور کون بچکٹ،
تم نے عرضی دی یا نہیں؟

مین الفاروق کے چند اجزاء کان پور مطبع نامی میں چھپنے کے لئے دے آیا، تین خط جاتے ہیں،
ایک بے ٹکٹ ہے، اس پر ٹکٹ لگا کر ڈاک میں ڈالوا دینا،
چند اوراق مطبوع ہیں، ان کو پیکٹ کر کے بیرنگ میر ولایت حسین صاحب کے نام
بھیج دو، اور اوپر میرا نام لکھ دینا،

کلکٹر صاحب نے ایڈ کی درخواست خود بورڈ میں پیش کر کے منظوری اصنافہ کراچی لیکن
ابھی تعداد نہیں معین ہوئی، والسلام
شبلی، ۲۳ جون ۱۸۹۸ء

(۸)

پانچ چھ دن سے طبیعت اچھی ہے، نواب محسن الملک میری عیادت کو یہاں آئے اور میرے
بنگلہ میں تین دن رہے، ان کی آؤ بھگت میں مجھ کو بہت چلنا پھرنا پڑا، لیکن میں اس کی بردبار
کر سکا،

گرمی کی وجہ سے بدن میں طاقت معلوم ہوتی ہے، تم آنے میں جلدی نہ کرو، میری اس قدر
ضرورت خواہش ہے کہ کوئی ماہر طبیب یا ڈاکٹر اعضائے رئیسہ کی تشخیص کر لیتا،
نبلی، اعظم گڈھ
۱۸۹۸ء

(۹)

برادرِ م!

آج کل مجھ کو اس قدر کام کرنا پڑا کہ صحت میں بھی اسی قدر کر سکتا، ہڈیاں سڑ صاحب نے مدد
یہ کر رکھا تھا کہ اپنی تنخواہ بڑھاتے جاتے تھے، اور دوسروں کی زبان بندی کیلئے اور مدرسین کی
تنخواہیں بھی بڑھاتے رہے، یہاں تک کہ تین چار مدرسوں کی تنخواہیں دو گنی سے بھی زیادہ کرتے
اس پر یہ نا انصافی بھی کہ بعضوں کی تنخواہیں ایک جہہ کبھی نہیں بڑھائی،
اضافہ تنخواہ سے مستقل خرچ آمدنی سے بڑھ گیا، اس کو وہ قرض وغیرہ سے پورا کرتے
رہے، اب جو الگ ہوئے تو پورا مال صہ قرضہ چھوڑ کر، اور وہ صہ، ماہوار کی کمی علاوہ،

۱۸۹۸ء مراجعت کشمیر کے بعد کی بیماری میں،

مین نے بڑی محنت و جانفشانی کے بعد جمع خرچ برابر کیا، اب بقایا کی فکر ہے، کیونکہ اس کی وجہ سے تنخواہیں رک گئیں اور ایک عام دادیلاہی، اس کی دو تدبیریں اختیار کیں (۱) ممبروں سے بقایا چند وصول کرنا، (۲) غیر ممبروں سے ڈونشن لینا، ابھی تک وصول کچھ نہیں ہوا، آج فکر ہے کہ کسی مہاجن کے ہاں سے قرضہ منگوا کر تنخواہیں ادا کر دی جائیں، پھر آمدنی سے قرضہ ادا کیا جائے دیکھے کیا ہوتا ہے، شبلی، اعظم گڑھ،

۲۲ جولائی ۱۸۹۹ء

(۱۰)

برادرم!

اسکول کے جمع خرچ میں بڑی اتبری ہے، ہر مہینے میں کمی پڑتی جاتی ہے اب ماضیہ کا تقاضا ہے جو تمھارے پاس درخواست کی صورت میں جائے گا، دریافت سے معلوم ہوا کہ یہ ایک مسلسل سازش کا نتیجہ ہے، بہر حال تم تمام کاغذات اور سرکیولر سررشتہ تعلیم اسکول سے منگوا لو اور دو باتوں کو دیکھ کے جمع خرچ برابر کر دو، ٹائم ٹیبل کے لحاظ سے ایک ماسٹر زائد ہے، بشر طیکر ہر استاد کے ۵ گھنٹے رکھے جائیں،

تنخواہوں میں جو اضافہ کیا ہے، اس کو مناسب طور پر گھٹا دیا جائے، مین نے یہاں سبکی تحقیقات شروع کر دی ہے جس کے نتیجے سے تم کو اطلاع دی جائیگی، تمھارے بھیجے ہوئے ماسٹر کو افسوس کہ واپس جانا ہوگا، شبلی،

۵ جولائی ۱۸۹۹ء

برادرم،

اس قدر تکلیفیں اٹھانی ہیں کہ کچھ حد نہیں، چاروں دن سے دن دن بھر بڑے مکان پر جا کر رہتا ہوں اور تمام دن بک بک میں گذرتی ہے، یہاں تک کہ تجیر ہونے لگتی ہے، باوجود اس کے ابھی تک تنخواہوں کا مقول بند و بست نہیں ہوا، ساہ سے قرضہ کیلئے میں نے اور مامون صاحب نے رقم بھیجا، انھوں نے روپیہ دینے سے انکار کیا، اب تنہا مجھ پر پڑی، ادھر اُدھر سے قرض دام لیکر آج ماہ مدرسہ میں بھیجا، اور تنخواہ ادا ہوئی، اتنی بات البتہ اچھی ہوئی کہ جمع خرچ برابر کر دیا گیا اور اب ماہ ماہ ادا ہوگی، اس کی رپورٹ تمھارے پاس جائیگی، اب اس رقم کی وصولی کی یہ شکل ہے کہ ممبروں سے بقایا چندہ وصول کیا جائے، یہاں کے ممبروں کے ہاں ہم لوگ جائیں گے، میان حمید کو تم لکھو، ان کے ہاں شاید ۲۰-۲۵ روپے باقی ہیں، تمھارے ذمہ بھی شاید لاکھ، باقی ہیں، یہ سب رقمیں آئیں تو قرضہ ادا کیا جائے، ادھر اسکول کی عمارت گرتی جاتی ہے اسکا تمام بار تنہا میرے اوپر ہے،

افسوس ہے کہ برسات نکلنے نہیں دیتی اور نہ میں ضرور آج کل یہاں سے نکل جاتا،

ورنہ میری صحت کو خطرہ ہے،

کل خط میں لکھ دیا ہے کہ جب خان کی ضرورت نہیں،

شبلی،

۲۴ جولائی ۱۹۹۹ء

(۱۲)

برادر،

ابکی پریشانیوں نے برسوں کی فکر میں پیش نظر کردین قسط کے ساتھ مکان پر آؤ تو بہت
اہم امور پر غور کرنا ہے، نیشنل اسکول کی ایڈجوری تک پھڑل گئی، مشکل یہ ہے، قحط اور وبا کی وجہ سے
فیس میں صہ، ماہوار کی کمی آگئی جس کی وجہ سے تنخواہ میں رک گئیں، ماسٹروں نے وادیلا کی، اس لئے
چند روزہ چندہ سب پر برقرار رہا، صہ، ماہوار تنخواہ نام بھی لکھا گیا، یہ رقم فوراً بھیج دو، حامد کے
ہر قسم کے مصارف بحر خوراک کے یہاں سے جاتے ہیں، اس تخفیف کی وجہ سے غالباً تھکے جٹ
مین صہ کی جگہ نکل آئیگی، والسلام

شبلی، ۱۸ اگست ۱۹۹۹ء

(۱۳)

برادر،

کاغذات مطلوبہ جس قدر مل سکے کل بھیجے جا چکے، کام سب خیال میں ہیں، لیکن مشکل یہ ہے،
کہ کوئی آدمی نہیں ملتا، نصر احمد نہیں آئے، نہ اور کوئی آدمی کام کا نظر آتا، محمد علی کا حال معلوم
ہے، والد بے حد محبت کرتے ہیں، لیکن آخر پیر ہو چکے، جو ہدایتیں اس خط میں تم نے لکھی ہیں، انکی
کوشش ہوگی، اس قدر غنیمت ہے کہ بھائی سعید کو لاگ ہو گئی ہے،

محمد علی سے والد لکھوانے میں اس لئے کوتاہی کرتے ہیں کہ خرچ بڑھتا جاتا ہے،

حامد کی نسبت تمام دنیا کے برخلاف میرا ہی خیال صحیح تھا، اس کے مفصل حالات عند اللزوم

معلوم ہوں گے،

شیخ ماسٹر اس کو جا کرے آئے لیکن جس لباس میں اس کو دیکھا وہ گیردا کرتہ اور گیردا تہمد
تھا اس نے فقرا اختیار کیا اور صرف اس وجہ سے یہاں آنے پر راضی ہوا کہ اس کے پیرنے اطاعت
والدین پر مجبور کیا، وہ پھر جانے کیلئے مصر ہے اور کسی طرح نہیں ٹھہرتا،

فقر عمدہ چیز ہے، لیکن وہ جو گینا قلب میں جانا چاہتا ہے، اور اس میں کوئی ریا کاری
نہیں صرف دماغ کی خرابی کا تصور ہے، اور اصل چیز میری خوبی قسمت، والسلام

۵ ربی الثانی، شبلی،

اعظم گڑھ

(۱۴)

مولوی عبد الرحمن ڈپٹی کلکٹر الہ آباد میں آئے یا نہیں، آئے تو چند عمارت کیوں نہیں
طلب کیا جاتا،

لوی کی ہسٹری آف فلاسفی میں لکھا ہے کہ "اگر احیاء العلوم کا ترجمہ فریج میں ہو چکا
ہوتا تو ضرور یہ گمان کیا جاتا کہ دیکارٹ کا فلسفہ اخلاق غزالی سے ماخوذ ہے، دوسری کسی
کتاب میں اس کا ذکر تم نے کیا تھا، ہے کہ "کتاب مذکور کا ترجمہ فریج میں ہو گیا تھا، ان دونوں
عبارتوں کا ترجمہ لفظ بلفظ بھیج دو، بہت ضرورت ہے، والسلام

شبلی، اعظم گڑھ ۵ جون ۱۹۰۷ء

۱۷ یعنی احیاء العلوم،

(۱۵)

برادر،

جنت صاحب (بوتاب) نے جو میرے باغ میں مقیم ہیں، بنگلہ کے گرد مکانات اور عطل خانے وغیرہ بنوایا ہے، وہ بناتے ہیں اور میں شرمندہ ہوتا ہوں،

ان کے پاس اور سب چیزیں امیرانہ ہیں، صرف گاڑی خراب ہے جس کی وجہ معلوم نہیں میں نے اپنی گاڑی کا ذکر کیا تو بولے کہ اگر آجاتی تو ساتھ ہو، خوری کا لطف ہوتا،

مصارف متوقعہ کے لحاظ سے توقع نہیں کہ تنہا میں گاڑی کے مصارف اٹھا سکوں، اس لئے اگر گاڑی آجاتی تو چند روز میں بھی مفت لگی نشین بنجاتا، تم کہتے ہو کہ لے، ابھی اور درکار ہی، میں نے کل ۱۸ حصے بھیجے ہیں، کیا یہ رقم اس پر مستزاد ہے، اگر ہے تو بہت گران پڑی، بہر حال فوراً طیارہ کراؤ، تم نے اخیر طیارہ کے لئے طلب کیا تھا، وہ کہیں سے مہیا کر کے بھیج دو،

شبلی،

والسلام،

اعظم گڑھ،

۱۰ جون ۱۹۰۰ء

(۱۶)

استقلال و متانت کی حد ہو گئی، والد کی حالت بیم و امید کی ہو چکی ہے، بلکہ بیم کا پہلو غالب ہے، تمام اطراف کے آدمی روزانہ ان کے دیکھنے کو آتے ہیں، مستورات سب آئین، خود والد ہر وقت تم کو پوچھا کرتے ہیں، اور تمہارا یہ حال کہ نہ کارڈ، نہ خط، نہ پوچھ نہ کچھ، میں نے خط پر خط لکھے جواب لے نہ ارد،

تم سے پوچھا تھا کہ بنک سے کیونکر روپیہ وصول کیا جائے، اس کا بھی کچھ جواب نہیں بہت
ضرورت ہے فوراً مطلع کرو، والسلام، شبلی، اعظم گڑھ
۱۰ نومبر ۱۹۷۷ء

(۱۶)

برادر م،

مولوی مہدی علی کے تحت تقاضے آرہے ہیں چونکہ کانفرنس راپور میں ہے اس لئے
میری شرکت پر ان کو اصرار ہے،
دسمبر میں معاملات کا طے ہونا ضروری تھا، اس لئے یہاں سے ٹلنا گراں ہے بہر حال
اگر مجبور آگیا تو معذور ہوں، اگر خاص کوئی وجہ قیام پر مجبوری کی ہو تو لکھو کہ صاف جواب
لکھ دوں،

دیوارہ میں اگر تقسیم کا انتظار کرو گے تو اس سال کی تحصیل بھی غارت جائیگی میری
دانت میں مناسب ہے کہ ابھی سے اپنا خاص کارندہ مقرر کر دو جو اس سال کے اپنے حصہ کی
تحصیل کرے اور اسامی بٹ کے طور پر کاغذ بھی درست کرتا رہے، باقی علاقہ جات کا دن بٹی
جگہ سیر پور، ڈبکی، بلریا وغیرہ ٹھیکہ دیدینا چاہئے، مصروف سیر، مشاہرہ ملازمان، خرچ مقدما
خرچ ڈیوڑھی بندول کا ایک موازنہ بنا کر مجھ کو بھیج دو تاکہ ماہ باہ اس کے میا کرنے کا بندوبست
کر سکوں، والسلام، شبلی،

اعظم گڑھ،

۱۵ دسمبر ۱۹۷۷ء

(۱۸)

یہاں کے حالات سنو سیر کا خچ کل غلام محمد قرضہ سے کر رہا ہے، سہ سے زاد ہو چکا تو گردن کی تنخواہ پہنچنے میں نے کل اپنے وظیفہ سے تقسیم کی، صہ کلنڈر کی قیمت کے مولوی محمد عمر کو ادا کئے، مظفر کی تعلیم کیلئے میں نے اُن مولوی صاحب کو جو میرے ہاں پہلے لکھتے تھے مقرر کیا، ان کی تنخواہ صہ دیدی گئی،

مقدمہ میں اسم نویسی گواہان کا خچ تو تھا ہی، آج تحصیلدار صاحب کا آدمی پہونچا کہ شیخ جٹ پر بابت سال گذشتہ معیہ، مگس تھا، وہ فوراً ادا ہونا چاہئے، میں نے تھامے آنے تک مہلت طلب کی، کہلا بھیجا کہ نہ ۲ کو سال تمام کا حساب بند ہو گا اس لئے نہیں مل سکتا، یہ رقم کہاں سے دیجائے بذریعہ تار کے مطلع کرو،

بھورو کا مقدمہ جو لڑ رہا ہے، اس میں حکام دورہ میں ہیں، مختار یہاں سے جاتے ہیں، اور عہدہ فی پیشی لیتے ہیں، کسی پیشان ہو چکین یہ تمام فضول مصارف دیوارہ کئے جاتے ہیں، دیوارہ کا حساب میں نے درست کرایا ہے، اسی قسم کے مصارف سے زیر بار ہے، آؤ تو دیوارہ کو فوراً خاص تحصیل کرو، اور مقدمات کا سلسلہ گھٹاؤ، چھوٹے چچا بھی نالان ہیں کہ مقدمات کی وجہ سے وہاں کچھ نہیں بچتا، گاؤں پٹی کی تحصیل مع دھان، مامون سلیم صاحب اپنے قرضہ میں لیتے ہیں، تین سو قرضہ والہ پر کئی برس کا ہے،

جس قدر ممکن ہو جلد آؤ، افکار کا ایک گھنگھو ر باد ل چھایا ہے، دیکھئے کیونکر

چھتا ہے،

والسلام،

”شبلی“

اعظم گدھ، ۲۰ دسمبر ۱۹۰۰ء

(۱۹)

برادر م،

مین نے تم سے مسودہ مختار نامہ ہر دو دستاویز یعنی جمود و چھاؤنی مانگا، تم نے

اتک نہ بھیجا، جلد بھیجو کہ تکمیل کر کے بھیج دوں،

مجھ کو جو کچھ دیتے ہیں، اس میں اس وقت مجھ کو ۴۲۵ روپے ماہوار ملین گئے، لیکن میں نے

اس سے انکار کیا، چونکہ نواب مدار الملہام اس سے زیادہ کے مجاز نہیں ہیں، اس لئے حضور میں بڑے زور کے ساتھ تحریری سفارش بھیجی ہے، اس کا جواب نہیں آیا، اور بہت کم توقع ہے کہ آ

حضور اور مدار الملہام کی ناچاتی بڑھتی جاتی ہے، آج کل سخت واقعہ یہ پیش آیا کہ سید علی حسن (مولوی

مہدی کے بھائی) جو مدار الملہام بہادر کے سب سے بڑے رکن تھے، ان کو دفعۃً حضور نے موقوف

کر دیا، ان کے ساتھ ایک انگریز کو بھی، حیدر آباد میں اس وقت ایک زلزلہ پیدا ہو گیا، تمام

لوگ کانپ اٹھے ہیں خصوصاً ہندوستانی خاص موردِ عتاب ہیں،

اب میرا ارادہ سنو،

مین نے یہ عزم کر لیا ہے کہ کوئی معقول بات نکل آئے تو خیر ورنہ دینا دی خواہشوں سے

صاف دست بردار ہوتا ہوں، سو روپیے ہیں چھاؤنی، عالیہ اسکول وغیرہ کے چالیس پچاس

لے یعنی حیدر آباد میں،

نکل جائیں گے، باقی جس قدر بچے گا، اس سے نئی زندگی خاصی طرح بسر ہو سکتی ہے، لکھنؤ یا علی گڑھ
میں بستر ہو گا اور نذوہ یا کلج کا مشغلہ تنہائی اور بے تعلقی میں انشاء اللہ قوم کی خدمت اچھی طرح
بن آئیگی، کلج تو میری مدد کا محتاج نہیں، لیکن نذوہ کام کرنے کی جگہ ہے، اور بہت کچھ
کیا جاسکتا ہے، والسلام، شبلی، حیدر آباد، ۲۷ اپریل ۱۹۰۷ء
یہ ارادہ اگرچہ کسی کی مخالفت یا موافقت سے بدل نہیں سکتا تاہم تم اپنی رائے لکھو،

(۲۰)

علاقت بڑھتے بڑھتے یہ نوبت پہنچی کہ بدن میں خون نہیں رہا، بالکل سپید ہو گیا ہوں،
گھر کا ارادہ تھا کہ تمہارا تار پونچا مجبوراً دقار آباد چلا آیا، یہ مقام حیدر آباد کا گویا شملہ ہے، یہاں
آکر ایک ٹانگ میں درد پیدا ہو گیا جس سے سخت تکلیف ہے، اور دراز بہت بڑھ گیا ہے، دن
میں بارہ بارہ دفعہ پیشاب آتا ہے، اور مقدار زائد ہوتی ہے،
شبلی ۲۷ جون ۱۹۰۷ء دقار آباد،

(۲۱)

برادر م !
استانی بھوپال گئیں یاد ہیں،
اب کے نذوہ کا جلسہ دلی میں ایسٹر کی تعطیلات میں ہو گا، میں نے بورڈنگ کا ایک
کمرہ تمہارے نام سے لکھ دیا ہے، یادگار مرحومہ، یہ رقم جلسہ میں پیش ہونی چاہئے، کیونکہ اب
سے زوجہ مکتوب الیہ،

بورڈنگ کی تعمیر بھی شروع ہو جائیگی۔ دوسرے جلد تعمیر ہو رہا ہے۔
 میان حمید کو لکھا تھا کہ کچھ ممبری کے ٹکٹ فروخت کر دین بعد اسے برنجاست
 تم نے کسی قومی کام کا ذکر کیا تھا کہ تم نے الہ آباد میں شروع کیا ہے، وہ کیا ہے،
 سلمان زیادتی تعداد ممبری پرست تو ہوئے، لیکن کرتے کیا ہیں، ایک گو کھلے، نوشاد
 دعلی محمد، بکرمیز مرزا اور آفتاب پر بھاری ہے،
 شبلی

۳۱ فروری ۱۹۴۷ء

(۲۲)

برادرم
 خوشی محمد خان وہاں کے گورنر ہیں، ان کو خط لکھ کر معذرت کر دیا ہے، لیکن میرے اصلی
 دوست اور عنایت فرما اور مرید خاص اور کارکن مرزا غلام مصطفیٰ ہیں، وہ رئیس شہر ہیں، لیکن
 آجکل وہاں کسی علاقہ کے حاکم ہیں، ان کو خط لکھا ہے، کہ ان کی غیبت میں کیوں لکھنا
 ہو سکتا ہے، وہ ہر طرح کی مدد دین گے، ان کا خط جلد آئیگا، اس وقت میں تم کو مطلع کر دیا
 نذیر احمد بی بی، میرے شاگرد خاص وہاں سب بچ ہیں، ہر حال دو ہفتہ کے اندر
 تمام امور کے متعلق میں تم کو مطلع کر سکوں گا،
 شبلی

۳۱ جولائی ۱۹۴۷ء، بمبئی، نیونا گپا، رڈ

اسے کونسل کی ممبری مراد ہے جس کے متعلق اس زمانہ میں مسلمانوں میں جوش برپا تھا، کہ مردم شماری کی مناسبت
 زیادہ حق نہ کو دیا جائے، اسے جو دھری خوشی محمد خان، نذر گورز کشمیر، مولانا کے شاگرد، علی گڑھ کے طالب علم،

(۲۳)

برادر م،

بھائی ڈاکٹر وغیرہ اور ان کا علاج محض فضول اور صرف شاعری ہے، میں علاج تو
ہرگز نہیں کروں گا،

تبدیل آب و ہوا بے شک مفید ہے، یہاں قاعدہ ہے، کہ حضور جب کسی کا منصب مقرر
کرتے ہیں تو نذر گذرانہی پڑتی ہے، عماد الملک نے مجھ سے کہا ہے کہ یہ رسم ادا کر کے جانا
ہو گا، حضور اجمیر گئے ہیں، محرم کے عشرہ سے پہلے غالباً باریابی کا موقع نہیں مل سکتا، اس لئے
مجبوری ہو، مہینہ دو مہینہ رکھ کر بھی جاؤں گا،
شبلی،

حیدر آباد، ، نومبر ۱۹۱۳ء

(۲۴)

برادر م،

سب سے بہتر میری زندگی کا خاکہ عظیم گدھ کا قیام ہے، آب و ہوا بالکل موافق، بنگلہ
حسب خواہش، سکون و خاموشی، بنگلہ کو پھر مرتب کر لوں گا تصنیف کا کام نہایت اطمینان
سے ہو گا، اسٹاف ساتھ ہو گا،

لیکن خدا کے لئے کسی طرح بنگلہ دوادو، کنور عبد الکریم نے دائی قبضہ کر لیا ہے، میرے
وہ ارادہ مند شاگرد ہیں، اس لئے خود ان کو لکھ نہیں سکتا، حامد سے یا کسی اور طریقے سے ان کو

لے مولانا کا منصب جو میر محبوب علی خان مرحوم کے عہد میں صرف ایک سو تھا، میر عثمان علیخان نظام حال کے زمانہ میں ۲۰۰ کر دیا تھا

نوش ایک مہینہ کا دلادیا جائے کہ وہ کوئی اور بندہ بست کر سکیں،
 وہاں رہ کر اسکول کا بھی تفریحی مشغلہ ہے، غرض ہر طرح موزون ہے، بنگلہ ملنا چاہئے،
 شبلی، کاجی گورہ، حیدر آباد، نومبر ۱۹۱۳ء

(۲۵)

برادرم،

سلام سنون، شور و غل فی نفسہ یہودہ چیز ہے، لیکن اس کو کیا کیا جائے، کہ کوئی کام
 دنیا میں بے اس کے نہیں چلتا، انبیا اور رفارمرز و دنون کی نظریں دیکھ لو، علی گڑھ کا کالج
 صرف شور و غل سے قائم ہوا، اور اب تک اسی پر قائم ہے،
 تم نے کانفرنس تسلیم تو کر لی، لیکن اس کے لئے، ایک عمدہ پراسپیکٹس انگریزی اور اردو
 میں چھپو اگر تمام برادری کے معزز ملازمین سرکار اور دوسرے دیہات کے پاس بھیجا ضرور ہے
 بڑی ضرورت یہ ہے کہ دکنار منصف، عمدہ دارجو اچھی حالت رکھتے ہیں وہ برادری کی
 تعلیم پر متوجہ ہوں، اب تک یہ گروہ محض بے پرداہی، نیشنل اسکول یا سرائمیر کی ان لوگوں
 کو خبر ہی نہیں، تم پرائیوٹ خطوط لکھ کر بہ اصرار اور تقاضا ان لوگوں کو جمع کرو، مثلاً مولوی
 عبد الحمید سرحدی، مولوی عبد کلام منصف، میان جنید، وغیرہ وغیرہ ان لوگوں پر تمہارا ہی
 اثر پڑ سکتا ہے میرا کہنا تو ان لوگوں کے لئے بھی ایک معمولی عام صدا ہوگی،
 کانفرنس کا مقام اعظم گڑھ نہیں ہوگا، نیشنل اسکول، یا بنگلہ میں، اور اگر سرائمیر
 ملے، اعظم گڑھ، محمد ن کالج،

ہوا تو عامی مذاق غالب رہے گا،

میرے لئے یہ مشکل ہے کہ علی گڑھ والوں کا سخت تقاضا ہے، وعدہ بھی کر چکا ہوں، تاہم زیادہ بلکہ قطعاً یہی ارادہ ہے کہ اعظم گڑھ ہی آؤں،

اعظم گڑھ کا نفرنس میں حکام کو بھی مدعو کیا جاسکتا ہے، بورڈنگ کو اگر وسعت دی جائے تو گورکھپور اور جون پور تک کے لڑکے آ سکتے ہیں تو ض ایک نہایت وسیع پیمانہ خیال میں ہے۔ افسوس ہے، قبل از وقت، معذور سا ہو گیا ہوں، ۲۴ گھنٹہ میں صرف ڈیڑھ دو گھنٹہ کام کر سکتا ہوں، یہ غنیمت وقت صرف سیرت پر صرف کر سکتا ہوں، مصرع،

عمر تھوڑی حسرتیں دل میں بہت

میان حمید کو بھی یہ خط دکھاؤ اور کانفرنس کا اعلان دیر دگراں، دونوں صاحب ملکر لکھو اور چھپوا کر ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کے پاس بھیجوا اور تقسیم کرد،

”شبلی“

۴ دسمبر ۱۹۱۳ء، حیدرآباد،

(۲۶)

برادرِ م،

قابلِ غور یہ مسئلہ ہے کہ نیشنل اسکول کو ہائی اسکول بنانا چاہئے، یا ایک بورڈنگ قائم کرنا چاہئے، اسکول ہر شہر میں سرکاری یا مشن موجود ہوتے ہیں، اور ان کے برابر اسٹاٹس ملے گویا مولانا نے ایک سال پہلے اپنی موت کی پیشینگوئی کی تھی، ۲۷ سلسلہ خط سابق،

کا اسکول بنانا آسان نہیں، اور بہت قوت اور محنت صرف کرنی پڑتی ہے، اب تجربہ کار لوگ اسکول تسلیم کرتے جاتے ہیں، کہ اسلامی بورڈنگ بنانا زیادہ مفید ہے جس میں اخلاقی اور مذہبی تربیت ہو، باقی تعلیم تو کسی اسکول میں حاصل کریں گے، اگر یہ رائے صحیح ہو تو نیشنل کی عمارت کے قریب بورڈنگ کی بنیاد ڈالنا چاہئے جس کو رفتہ رفتہ بہت ترقی دیا جاسکتی ہے، بورڈنگ کی وجہ سے بہت زیادہ بچے تعلیم حاصل کر سکیں گے، اور کفایت شعاری کے ساتھ،

اگر میرا قیام عظیم گڈھ میں ہوا، تو ایک وکٹوریہ فٹن کی بھی ضرورت ہوگی، اس لئے اس طرف بھی خیال مائل رکھنا، گاڈی یا گھوڑا جو موقع سے ہاتھ آجائے پھوڑنا نہیں چاہئے، مولوی محمد عمر صاحب اور سید سال بھر میں نیشن لے لیں گے، یہ لوگ بورڈنگ یا مدرسہ کے قیام و ترقی کے متعلق، اپنا کافی وقت دے سکیں گے، اور ان پر برادری کو اعتماد بھی ہے،

ایک ماما یہاں رکھ لی ہے، روزمرہ کے تمام کھانے اچھا بکاتی ہے، ساتھ تو بہن لاتا، لیکن ضرورت ہوئی تو بلا لون گا،

”شبلی“ حیدر آباد،

۶ دسمبر ۱۹۱۳ء

۔ مولوی حکیم محمد عمر صاحب کے نام،

(۱)

برادر مکرم ما، فخر ما، مقتدا ما،

اس وقت مجھ سے نہ میری طبیعت کا حال پوچھے، نہ کوئی اور واقعہ، آپ سنے اور
 میں دل سے اٹھتے ہوئے جوش سے ایک تازہ کیفیت سناؤں، یوں تو مدرسہ العلوم کے قو
 میں داخل ہے، کہ رٹکے مغرب کی نماز جماعت سے پڑھیں، مگر ان دنوں ہوا کا رخ ہی
 بدل گیا ہے، لڑکوں نے خود ایک مجلس قائم کی ہے جس کو وہ بختہ الصلوٰۃ کہتے ہیں، ایک
 بی لے سکریٹری ہے، اور بہت سے تعلیم یافتہ اس کے ممبر ہیں، چار بجے صبح کے بعد ایک نوجوان
 انگریزی خوان لوگوں کو اس پر اثر فترے سے چونکا دیتا ہے، اَلصَّلٰوۃُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ،
 پانچون وقت کی نمازین جماعت ہوتی ہیں، اور لطف یہ کہ محض اپنی خواہش سے بیرونی
 دباؤ کا نام بھی نہیں،

مغرب کی نماز سجان اللہ کیا شان و شوکت ہوتی ہے، کہ بس دل بھٹا پڑتا ہو، خود سید صاحب
 بھی شریک نماز ہوتے ہیں، اور چونکہ وہ عامل باحدیث ہیں آئین زور سے کہتے ہیں، ان کی آئین
 کی گونج مذہبی جوش کی رگ میں خون بڑھا دیتی ہیں کبھی کبھی اسلام پر لکھ دیتا ہوں، سجدہ بننے

لے مولانا کے ہم تعلیم وہم صحبت، اور عہد شباب کے دوست اعظم گدھ میں محافظ دفتر ہیں، اور نیز مطلب کرنے

ہیں، مدرسہ دیوبند میں تعلیم پائی ہو،

کی طیاری ہے، سید محمود جہا کی سرگرمی نے اس کے پیمانہ تعمیر کو نہایت وسیع کر دیا ہے، وہ مہتمم خاص ہیں، اور تین ہزار چنڈہ خود دین گے، میں نے بھی قصہ دیئے ہیں، سید محمود صاحب خود ہاتھ میں چھاؤڑا لیں گے، اور مسجد کی بنیاد دین گے، لاگت کا تخمینہ ساٹھ ستر ہزار روپیہ ہے، مجھ کو اس بات کا فخر حاصل ہے کہ اس نئی زندگی کے پیدا ہونے میں میرا بھی حصہ ہے، اور اس جوش مذہبی کا براہِ گنجہ کرنا میری قسمت میں بھی تھا، میں اس جوشِ سرست میں اور بھی لکھتا، مگر تھکاویرے بھائی خصوصاً میاں اسحق عثمان یاد آگئے، اور میرا سارا جوش اس طرح ٹھنڈا ہو گیا جس طرح طاؤس کا اپنے پاؤں دیکھنے سے،

ان ۶۰ روزوں نے ترقی دیا، قوت کا طرہٴ فخر صرف لانا مذہبی کو سمجھا ہے، حالانکہ قیامت بھی کچھ دینا سے زالی نہیں، خیر خدا تو فوق دے، میرا یہ خط اور جواب کو بھی دکھلایا گا، والسلام،

شبلی، ۲۔ مارچ ۱۸۸۷ء

(۲)

جناب من،

آپ جانتے ہیں کہ کس مجبوری پر میں خط لکھا کرتا ہوں، اس کا خیال رکھئے، اور جو کچھ لکھتا ہوں اس کی تعمیل فرمائیے گا،

امام ابو حنیفہ کی، سوانح عمری کا پہلا حصہ جو قریباً ۴۰ صفحوں میں ہے ختم ہو گیا، اس حصہ میں یہ مضامین ہیں، تہذیب، کتابیں جو امام ابو حنیفہ کے حالات میں قدار نے لکھیں، امام کی ولادت اور نسب، تابعیت کی تحقیق بوجہ لامرئید علیہ، امام کا بنِ رشد اور تعلیم، ان کے شیوخ حدیث کی تفصیل اور

مختصر تراجم، تعلیم اور افتاء، بقیۃ زندگی اور شاہی تعلقات، وفات اور ان کی اولاد کی تفصیل، ان کے اخلاق و عادات، طرز معاشرت اور عام حالات، ان کے مناظرات و فتاویٰ اور علمی مجلسین ان کی شہرت اور ان کے ہم عصرون کی ان کی نسبت رائیں،

دوسرے حصہ میں صرف ان کے علوم، و ترتیبِ فقہ و طریقۂ اجتہاد کی تفصیل ہوگی، اخیر میں ان کے مشہور شاگردوں کا مختصر تذکرہ ہوگا، لیکن امید ہے کہ دوسرا حصہ پہلے سے ضخامت میں زیادہ ہوگا، اور حقیقت میں میری محنتوں کا وہی تماشا گاہ ہوگا، اس کتاب کی تصنیف میں گو بڑی تھک چھانٹی پڑی، بہت سے کتب خانے دیکھنے پڑے، ہاں اگر کتاب مرضی کے موافق تیار ہوگئی تو ایک ناچیز ہوگی، اور تمام محنت و کاوش کا معاوضہ ہو جائیگا،

آدم بر سر مطلب، حصہ دوم کے لئے جو کتابیں درکار ہیں ان میں چند وہ کتابیں ہیں جو میری کتابوں میں اور مامون صاحب کے کتب خانے میں موجود ہیں، تفسیر کبیر تمام و کمال، نووی شرح مسلم، نصب الراية، تخریج ہدایہ، فتح القدیر، ہدایہ، شرح مسلم، موطا امام محمد، میری کتابوں سے لیجئے، اور میزان الاعتدال، معانی الآثار، زیلعی، ہدایہ، مقدمہ ابن الصلاح، مامون صاحب کے لیکر بذریعہ برن کمپنی روانہ فرمائیے، بے شبہ مامون صاحب کا چند روز کے لئے ہرج ہوگا، مگر میری طرف سے عرض کیجئے کہ اس کو گوارا فرمائیں، ماہ مئی تک انشاء اللہ یہ کتابیں فارغ ہو جائیں گی، اسی مہینہ میں میں قسطنطنیہ روانہ ہو جاؤں گا جس کے تمام سامان ہو گئے ہیں، اور اس وقت تک باقی بھی ہو جائیگا، وہاں سے آکر الفاروق شروع کرونگا،

شبلی، ۲۶ نومبر ۱۳۸۶ھ

(۳)

جناب من،

عنایت نامہ پہونچا، واقعی آپ کو جس قدر تردد اور رنج ہوا، تعجب نہیں، لیکن آپ کے اس
فقرے کو پڑھ کر تعجب ہوا،

”چند امور ضروری تھے جس کی اطلاع آپ کو دینی ضرور تھی، مگر میں کچھ نہیں کر سکتا، اور نہ
مجھ سے ہو سکتا۔“

اور دن کے جرم میں مجھ کو ماغوذ کرنا کیا معنی؟ آپ میرے لئے کیا کرنا چاہتے تھے، اور اب کس
جرم کی سزا میں نہیں کر سکتے؟ صحت صادق سے یہ طرز تحریر عجیب، باقی میری یہ حالت ہے کہ بجز
قومی کاموں کے ذاتی معاملات میں کسی کا ایسا احسان نہیں لینا چاہتا، آج میں نے چچا کو ایک
خط لکھا ہے جس میں اس واقعہ پر اپنا طلال ظاہر کیا ہے، اہل شیخ عبدالرحمن صاحب کو بھی ملامت
کی ہے، والتسلیم

شبلی نعمانی، ۱۴ اپریل ۱۸۹۵ء



لے ایک خانگی معاملہ کی نسبت ہے،

مولوی محمد مسیح صبا کے نام

(۱)

عزیز من سلمہ،

تھکے چند خطوط پہنچے، خط لکھتا کوئی بڑا کام نہیں اور جب ایسے خفیف امور میں بے اعتنائی دیکھی جاتی ہے، تو رنج پیدا ہوتا ہے خیر آئندہ سے عنایت رہے، مدرسہ کی رپورٹ جو آتی ہو، وہ بالکل ناقص، آج تک یہ معلوم نہیں ہوا کہ لڑکوں نے کس قدر کس علم کو پڑھ لیا، مان محمد شریف پر جو جرمانہ ہوا وہ ضرور وصول ہوا، ورنہ اس کو مدرسہ میں آنے کی اجازت نہ ہو، مگر میں جناب مولوی محمد عکرم کی خدمت میں میری یہ عرض پیش کر دینا، اور شفیع بندوئی و خزانہ دین پوری کی فیس اگر وصول نہ ہوئی ہو تو وہ ہرگز مدرسہ میں نہ جانے پائے، مولوی صاحب موصوف کی اجازت لیکر تم ہاسٹر سے کہہ دو کہ وہ ہرگز ان لڑکوں کو آنے نہ دین، مدرسہ ہے، ملجہ نہیں ہو،

مجھ کو تو آج کل تاریخ بنی العباس کی پڑی ہے، یہاں اگر میرے تمام خیالات مضبوط ہو گئے، معلوم ہوا کہ انگریزی خوان فرقہ نہایت مہمل فرقہ ہے، مذہب کو جانے دو، خیالات کی وسعت

اے مولانا کے ایک عزیز اور ابتدائی شاگرد، مولانا نے اسی زمانہ میں مجلس موازنہ قومی قائم کیا تھا جس کا مقصد یہ تھا کہ وہ سالانہ سوانح باشندگان عظیم گدھ کی نیلمی ترقی کا موازنہ پیش کرے، مولوی محمد مسیح صاحب اس کے سکریٹری تھے، مولانا سے ان کو نہایت محبت تھی، بلکہ عشق تھا، بالفعل وہ جون پور کی ججی میں محافظ دفتر ہیں، اے علی گدھ کا بج جانے کے بعد سے خط شروع ہوتا ہے، اس میں جدید فرقہ پر تنقید ہے، اے ان خطوں میں جس مدرسہ کے متعلق باتیں ہیں، وہ فیل سکول ہو، اسی سلسلہ میں وہ قائم ہوا، اے سب سے پہلے مولانا کا خیال دولت عباسیہ کی تاریخ لکھنی تھی، آخر گھٹ کر وہ الامون کی شکل میں رہ گئی۔

پتی آزادی، بلند ہستی، ترقی کا جوش برائے نام نہیں یہاں ان چیزوں کا ذکر تک نہیں آتا، بس
 خالی کوٹ پتوں کی نمائش گاہ ہے، ہمارے شہر کے نو خیز رٹے مجھ کو بی لے کی نسبت یہ خیال
 دلاتے تھے کہ وہ مذہبی باتوں کو تا مہتر ضعیف ثابت کر دیں گے، لا حول و لا وہ غریب تو
 زمین کی حرکت بھی سمجھ نہیں سکتے، سید صاحب نے اگرچہ سے فرمایا کہ ہندوستان کے تمام انگریزی
 تعلیم یافتہ مسلمانوں میں ایک بھی ایسا نہیں جو کسی مجمع میں کچھ کہہ سکے یا لکھ سکے، صرف تین شخصوں
 کو مستثنیٰ کرتے تھے، وہ فرماتے ہیں کہ انگریزی ان کے دماغوں میں کچھ تبدیلی نہیں پیدا کرتی، غزل
 پھر کبھی بھون گئے، ذرا برے خدا خطوط جلد بھیجیو۔

غزل،

تیر قاتل کا یہ احسان رہ گیا	جلے دل سینہ میں پیکان رہ گیا
کی ذرا دست جنوں نے کوتاہی	چاک اگر تابدا مان رہ گیا
وہ قدم چل کر ترے وحشی کے ساتھ	جادو راہِ بیابان رہ گیا
قتل ہو کر بھی بسکد وحشی کہاں	یتیم کا گردن پہ احسان رہ گیا
ہم تو پہونچے بزمِ جانان ناکر	شکوہ بیداد دربان رہ گیا
کیا قیامت ہے کہ کوئے یار سے	ہم تو نیکے اور ارمان رہ گیا

لے مولانا کا مذاق شاعری کا بچ جانے کے بعد بھی قائم رہا آخر صبح، سید سے وہ قومی و تاریخی شاعری کی طرف
 منتقل ہو گیا،

دوسروں پر کیا کھلے راز دہن
 جذبہ دل کا ذرا دیکھو اثر
 جامہ ہستی بھی اب تن پر نہیں
 ضعف مرنے بھی نہیں دیتا مجھے
 لے جنوں تجھ سے بچ لوں گا اگر
 حسن چمکا یا رکھا اب آفتاب
 لوگ پہونچے منزل مقصود تک
 بزم میں ہر سادہ رو، تیرے حضور
 یاد رکھنا دوستو اس بزم میں
 کچھ اور شرتھے مگر یاد نہ آئے مجبور ہی تھی پھر کبھی لکھ بیچوں گا،
 شبلی، ۱۸۸۳ء

(۱)

دوستو نذرین یہ لعل و گہر تھوڑے
 اشک خون تھوڑے اور بخت جگر تھوڑے
 جان میں،

عام قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی اپنا عزیز کہیں باہر ہوتا ہے تو احباب کو اس عزیز کے
 یاد آنے کے ساتھ ضروری خیال ہوتا ہے کہ کس مکان میں ہوگا، کیسے بسر ہوتی ہوگی، کیا شغل ہوگا
 لے خط پڑھائے نہیں ہے، خط کے قرائن سے زماں متعین کیا گیا ہے،

دوست احباب کیسے ہوں گے، بھائی یہ خیال تمہیں ہو یا نہ ہو مگر میں تمہاری طرف سے خوش
 کر کے اپنی طریق معاشرت کا خاکہ کھینچتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ تم عبارت کی رنگینی اور شان
 و شوکت کی تلاش تھوڑی دیر کے لئے پھوڑ دو گے اور سادے فقروں پر قناعت کرو گے، میں جس
 مکان میں رہتا ہوں شہر کے کنارے پر ہے، یہ مکان ایک مختصر سا مگر خوش قطع مکان ہے، دھن کی
 طرف ایک خوش نما خرابدار چھوٹا سادہ الاں ہے، اس میں خاص میں رہتا ہوں، ایک جانب
 یلنگ ہے، اور زمین پر صاف اور پاکیزہ چاندنی کا فرش کھینچا ہوا ہے، صدر مقام کے دائیں جانب
 ٹرکی جانناز اور سامنے ایک زنگین اور ہلکا سا ڈسک رکھا ہوا ہے، دیوار میں لمپ جڑا گیا ہے،
 جو شب کو دیر تک روشن رہتا ہے، اسی دالان کے متصل ایک جانب ایک حجرہ ہے جس میں مولوی
 عبدالغفور صاحب تشریف رکھتے ہیں، اسی دالان کے مقابل دوسری جانب ایک گول کمرہ
 ہے جو عیزی بحق کی سکونت کی جگہ ہے، اور جو کرسیوں اور میز سے آراستہ ہے، کمرے کے متصل
 جو حجرہ ہے، وہ عیزی محمد عثمان کے رہنے کی جگہ ہے،

میرے مکان سے متصل خواجہ محمد یوسف کا مکان ہے، اور وہیں ایک شاعر مشہور
 جو سائے شہر کے استاد اور واقعی سخن سنج اردو ہیں رہتے ہیں، مجھ سے اکثر ملے ہیں اور قیس
 تخلص کرتے ہیں، خواجہ محمد یوسف سے لطف کی ملاقات ہوتی ہے،

مولوی یحییٰ اللہ خان سے بھی ملتا رہتا ہوں اور بفضلہ عمدہ طور سے ملے ہیں، میرا گھر
 صاحب نصف سے تو خوب چھنتی ہے، میرے فارسی اشعار بھی انھوں نے سنے اور داد دی،
 مدرسہ کے لڑکے بھی میری جماعت کے مہذب اور سخن فہم ہیں،

افسوس کہ میرے قصیدہ کی متعدد کاپیاں نہیں، ایک پرچہ جو میرے پاس تھا وہ اس قدر
 سائے مدرسہ میں ہفتوں تک دست بدست پھرا کیا کہ دل کر پرزے پرزے ہو گیا، اگرچہ
 بہت لوگوں نے اس کی نقلیں بھی کر لیں مگر چھپا ہوتا تو خوب ہوتا،
 مرثیہ (جو تم بھی دیکھ چکے ہو گے) جن لوگوں نے اس کی فارسی دیکھی ہے ازیں پسند فرمائی
 ہے، میرا کبر حسین صاحب بھی اُن میں داخل ہیں،

یہاں ایک شخص عبد الحمید نامی اہل محلہ کلکٹری ہیں، یہ صاحب دیوان ہیں اور کتابوں
 کے بڑے شائق، بہت صاحبہ کی تحواہ کا کتابوں میں صرف ہوتا ہے، ان کو دعویٰ تھا کہ کوئی
 دیوان وغیرہ فارسی کا ایسا نہیں جو چھپا ہو اور میرے پاس نہ ہو میں نے ان کو بہت سی کتابیں
 لکھوا دی ہیں، اور وہ بہت جلد ان کو منگوانا چاہتے ہیں، یہ خوب آدمی ہیں، ان کے ذریعے سے
 کتابیں دیکھنے کو خوب ملتی ہیں، یہ چاہے فخریہ کتابیں بھیج دیا کرتے ہیں،

عثمان وغیرہ فارسی دانگریزی پڑھتے ہیں، مگر عجیب بات ہے، میرا الحق فارسی میں بھی
 سبے فائق رہتا ہے، اور مضامین اشعار سب سے بہتر سمجھتا ہے، مرا ہاتھی پھر بھی لاکھ ٹکے کا،
 ممکن ہے کہ سلمان ساؤجی و طالب آملی دیکھنے کو مجھے مل جائے، خبر اچھی گزرتی ہے، اس سے
 بیان تم نے سنا نہیں، مصرع

زمانہ باتوں سازد تو بازمانہ ساز،

سب لوگ بخیریت ہیں اور سلام کہتے ہیں،

بائے تم کو تاریخ فرزند کا مادہ پسند آیا، حمید کا خط آدھا تمہارا بھی تو تھا، جناب حافظ

حبیب اللہ خان صاحب کی خدمت میں بنار اور دست بستہ سلام، اتنی دورے اور کیا
 ہو سکتا ہے حضرت عاقظ حسن علی صاحب اور قبلہ و کعبہ منشی عدا بخش صاحب و مولوی
 احمد اللہ صاحب کو تسلیم، لو بھول گیا، بیان حسن رضا کو سلام، شوق، بھائی مرزا کو بھی، آ
 اور اجاب کے کس خدمت کے قابل ہوں، خالی خولی سلام ہی تھی،
 لو تم سے بھی رخصت ہوتا ہوں، خط بخیر آبرنگ ہے، معاف کرنا،

والسلام

تمہارا نیازمند

شبلی نعمانی، ۲۸ اپریل ۱۳۸۷ھ

(۳)

عزیز من،

تمہارا خط پہنچا، میں نے ابھی ایک خط تم کو لکھا ہے، جس میں ایک غزل بھی درج
 ہے، غالباً تم کو ہنوز وہ خط نہیں ملا، در نہ تم کو طلب عفو کی ضرورت نہ ہوتی، جو امور تم نے
 لکھے تھے، ان کی نسبت جدا گانہ قواعد پریسڈنٹ اور چیرمین کے ملاحظہ کے لئے مرسل
 ہوئے، ان فیس داخلہ کی نسبت میں نے نہیں لکھا، اس میں چند مصلحتیں ہیں، (۱) گریس
 بابو کو ناراض کرنا منظور نہیں، ہمارے مدرسہ کے لڑکے اوپر کی صف میں جب آئیں گے

لے یہ سب مولانا کے زمانہ طالب علمی کے اجاب ہیں، لکھے اس خط پر سند مرقوم نہیں، قریب
 زمانہ متعین کیا گیا ہے، نیشنل اسکول کے بنگالی ماسٹروں کے نام ہیں،

تو شاید مشن مین بھرتی ہون گے، (۲) ابھی مدرسہ کی یہ حالت نہیں کہ دوسرے مدرسوں سے چٹک رکھی جائے، غذا انخواستہ کوئی امر ہو جائے تو لوگوں کو تضحیک کا موقع ہو گا، کہ دو دن کے لئے انھوں نے بھی مدرسہ کھولا تھا، ہاں خدا وہ دن لائے کہ مدرسہ ایک مستقل حالت میں ہوا، پھر لڑکوں کی کیا کمی ہوگی، ادا مان پر شاد کی نسبت جو لفظ تم نے لکھے ہیں ان کی تشریح درکار ہے، اور وزیر سے غالباً تمھاری مراد میان ممتاز الدین سے ہوگی بہ تصریح لکھو،

میں تعطیل سے پہلے کیونکر آسکتا ہوں، دسمبر ۱۸۸۳ء کی تاریخ سے تعطیل ہوگی، اور اسی وقت انشاء اللہ روانہ بھی ہونگا، جہاں تک ممکن ہو قوم کے معزز لوگوں میں مدرسہ کی وقعت اور اسکی ضرورت کا تذکرہ کرنا چاہئے، اور ان کو شرکت پر آمادہ کرنا چاہئے، اگر چند اہل ہمت ساتھ دیں تو مدرسہ ایک مستقل حالت میں ہو سکتا ہے، میں نے خوب تحقیق سے معلوم کیا ہے کہ انٹرنس پاس چوتھی یا تیسری جماعت کو بھی نگلش معقول طریقہ سے اچھی طرح نہیں پڑھا سکتا، پس موجودہ حالت سے کیا تسکین ہو سکتی ہے، جو لڑکے مدرسہ میں نئے داخل ہوں انکا نام و نسب جھکو ضرور لکھا کر داور یہ بھی لکھو کہ ان کی فیس بھی داخل ہوتی ہے یا نہیں،

میں جس حالت میں ہوں اچھا ہوں، سید صاحب نے اپنے کتب خانہ کی نسبت عام اجازت جھکو دی ہے، اور اس وجہ سے جھکو کتب بینی کا بہت عمدہ موقع حاصل ہے، سید صاحب کے پاس تاریخ و جغرافیہ عربی کی چند ایسی کتابیں ہیں جن کو حقیقت میں کیا بڑے بڑے لوگ نہیں جانتے ہوں گے، مگر یہ سب کتابیں جرمنی میں طبع ہوئی ہیں، مصر کے لوگوں کو بھی نصیب

لے مشن اسکول اعظم گڑھ سے مراد ہے،

ہین ہون، گبن صاحب کی تاریخ جس کا ترجمہ سید صاحب نے چھ سو روپیہ کے صرف سے کیا
ہے، اسے مطالعہ میں ہے اور کیا لکھوں،

شبلی نمائی،

۱۹ ستمبر ۱۳۲۷ء، علی گڑھ،

(۴)

عزیزی محمد سمیع سید،

بھائی یہ بخبری تو اچھی نہیں، تمہارا خط ہفتہ میں ایک ضرور آنا چاہئے، اب کی عزیزی
مہدی کی فرمائش تھی کہ راجندر کی تاریخ و مناسبات لکھی جائے، اس خط میں
بس اسی پر اکتفا کرتا ہوں، تمہارا خط آدھے گا تو پھر فیصلی خط لکھوں گا اور پیڈ لکھوں گا اس یا
ایک آنہ کا خون گوارا کر لو، اچی جیگہاں سلامت رہے تو روپیوں کا کیا غم ہے، عزیزی
حمید کو بھی دکھانا،

(از زبان مہدی حسن)

چوراجندر پر شاد در خاک خفت	کہ غافل ز پیچ و خم مرگ بود
مرا بود سرمایہ زندگی	و فابا نش تا دم مرگ بود
جہانے ز مرگش غمین شد، بہ بین	کہ ہم سال مرگش غم مرگ بود

دیگر،

آن گران پایہ یار من راجندر
از جہان رفت وزیر خاک نفست

سے مولانا کے بھیلے بھائی مٹر مہدی حسن مرحوم بے بی بی سٹرائٹ لامرحوم نے عالم شباب میں انتقال کیا،

خوشتن از میان رمید و مرا
خان دمان شکیب پاک برنت
چارہ چون نیست جز شکیبائی
خود چہ آید کنون ز گفت و شنفت
از سر وصل او توان بگذشت
گر چہ این حرف خود نیارم گفت
دنگے سال مرگ او گفتم
کافشانی ز رخاک نہفت
شبلی نعمانی، ۱۲ اپریل ۱۸۸۹ء

(۵)

عزیزی!

امتحان سے آئے، کہو سوالات کیسے تھے جواب کیسے لکھے، افسوس کہ جلسہ انعام میں
تھیں نہ تھے، مگر مجبوری تھی، کیا کہئے لڑکوں نے ماسٹر کو برا بنا دیا ورنہ حکام کو بہت زیادہ
نظرِ لطف تھی، ماسٹر کی تلاش میں ہوں، دیکھو شب و روز مدرسہ کی فکر رہے، ذرا قوم کو اُبھارو،
آج کل تنہائی کی وجہ سے گھبراتا ہوں مگر اتنا ہے کہ اس کی بددلت کبھی کبھی کچھ موزون
کر لیتا ہوں، رات بیٹھے بیٹھے ایک غزل لکھ ڈالی، دو تین شعر مرے کے ہیں، تھیں بھیجتا ہوں،
نظام کا قصیدہ تنہا لکھنے کو جی چاہتا ہے مگر لگتا نہیں،

دہان کے کیا حالات ہیں، جناب حافظ صاحب قبلہ کو تسلیم، بھئی چندہ کا نام لون گا،
تو خفا ہوں گے، اچھا دوسرے وقت کو اٹھا رکھتا ہوں، مگر اتنا کہہ دینا کہ جب ارکانِ مدرسہ
سستی کریں گے، تو دوسرے دن سے کیا اُسید ہے، مصرع

سے سرِ مہل یعنی داؤ کا خرچہ ہے، مصرعہ تاریخ کا عدد ۱۸۸۹ء، اس میں سے ۶ کے خرچہ کے بعد ۱۸۸۹ء حاصل ہوتا ہے،

چو کفسر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمان
ہاں سب سے ضروری بات بھول گیا، جلیلہ وغیرہ کی تعلیم کا خیال رہے، یہ بڑا فرض
تم پر ہے، میرے آنے پر اگر کوئی خاص ترقی معلوم نہیں ہوئی تو نہ تم میرے نہ میں تمہارا،

غزل

یہ.....

.....

غم کو بھی ساتھ لگالائی ہے

ابج تشریف صبا لائی ہے،

آخر اس کو چہ سے کیا لائی ہے

یہ شب مجبر منا لائی ہے

اک تاشا ساد کھالائی ہے

وان سے کیا جانتے کیا لائی ہے

مژدہ وصل صبا لائی ہے

شبلی، ۱۰ جنوری ۱۳۳۷ء

عسلی گدھ

پوچھتے کیا ہو کہ کیا لائی ہے

وان جو جاتا ہوں تو کہتا ہر وہ شوخ

کچھ کیسی نہیں میری قسمت

منتظر دیر سے تھے تم میرے

نکتہ زلف، غبارِ رہ دست

موت بھی روٹھ گئی تھی مجھ سے

جھکو بجائے مری آنکھ وہاں

آہ کو سوے اثر بھیجا تھا

شبلی زار سے کدے کوئی

سے ستر عیند بی لے ال، ال، ال بی مصف کان پور، برادر اصغر مولانا، لکھ یہ مصرعے پھٹ گئے ہیں،

(۶)

۶۶۶

تھار خط آیا، جزاک اللہ، تم نے یہ نہیں لکھا کہ مدرسہ بند دل کا ماسٹر کس درجہ کا پاس
کئے ہے،

حمید سے تعلق نہیں رکھتا، اس سے کہہ دو کہ وہ اپنے کام سے استعفا دیدے اور ساتھ ہی میرے
تعلق سے بھی میں اس کی کاہل طبیعت سے بھر نہ تھا، ادھر عبد الغفور کا ساتھ، احمدا یا بن لکھنؤ
کا جمع ہو گیا، میان حمید کو غفور کی ہنگامی سے فرصت ہی تو نہیں مل سکتی، جب کسی قوم میں
ادبار پھیلتا ہے، تو یوں پھیلتا ہے، فصیر جمیل، میرا پیغام ضرور اس سے کہہ دینا ورنہ مجھ کو
سخت رنج ہو گا،

میرے نزدیک اگر ہاں میرا ہوا رہی پر تین گھنٹہ مدرسہ میں پڑھایا کریں بطور ٹوشنگ
تو ان کو مقرر کر لیا جائے، اور اخیر کی جماعتیں انھیں کے متعلق کر دی جائیں، اس کا
جواب ضرور دینا چاہئے،

میں دو غزلین جو حال میں لکھی گئی ہیں، تم کو بھیجتا ہوں، فارسی غزل جو حمید کو بھیجی ہو
عدہ پرواز پر لکھی گئی ہے، اگرچہ فہم کی توقع نہیں ہے، تاہم تم اسے دیکھنا،
اور بابتیں تھارے جواب خط آنے کے بعد لکھوں گا، مگر یاد رہے کہ مدرسہ کے حالات
اور ان کی نسبت لوگوں کے خیالات زیادہ تر لکھنا چاہئے،

اے مولانا کا وطن واقع اعظم گڑھ،

پوچھتے کیا ہو جو حالِ شب تنہائی تھا
شبِ فرقت میں دلِ غمزدہ بھی پاش تھا
میں تھا یادیدہ خوتا بہ نشان تھی شبِ ہجر
پارہائے دلِ خون کی طلب تھی سیم
رحم تو ایک طرف پایہ شناسی دیکھو
آنکھیں قاتل سہی پر زندہ جو کرنا ہوتا
خون دروئیے بس دوسری قدم میں چھکا
دشمن جان تھے ادھر ہجر میں دردِ غم و رنج
انگلیاں اٹھتی تھیں مڑگانگی اسی رخِ سیم
کون اس راہ سے گزرا ہے کہ ہر نقشِ قدم
خوب وقت آئے نکیرین جزا دے گا خدا
ہم نے بھی حضرتِ نبی کی زیارت کی تھی

رخصتِ صبر تھی یا ترکِ شکیبائی تھا
وہ بھی کیارات تھی کیا عالم تنہائی تھا
ان کو وہاں شعلہٴ الجھن آرائی تھا
شب جو آنکھوں کو مری ذوقِ خود آرائی تھا
فتیس کو کہتے ہیں مجنون تھا صحرائی تھا
لب میں ایجان تو اعجازِ مسحائی تھا
یاں دہی حوصلہٴ باد یہ پیامی تھا
اور اُدھر ایک اکیلا تراشیدائی تھا
جس طرف بزم میں وہ کافر ترسائی تھا
چشمِ عاشق کی طرح اس کا تماشا ئی تھا
لحدِ تیسرہ بین کیا عالم تنہائی تھا
یوں تو ظاہر میں مقدس تھا پر شیدائی تھا

تیس دن کے لئے ترکِ مے دساتی کروں
پھینک دینے کی کوئی چیز نہیں فضل و کمال
اے نکیرین قیامت ہی پہ رکھو پریش
کچھ تو ہو چارہٴ غم بات تو کیسو ہو جائے

واعظِ سادہ کو روزوں میں تو راہنی کروں
ورنہ حاسد تری خاطر سے تین یہ بھی کروں
میں ذرا عمر گزشتہ کی تلا فی کروں
تم حقا ہو تو اجل ہی کو میں راضی کروں

اور پھر کس کو پسند آئے گا ویرانہ دل

غم سے مانا بھی کہ اس گھر کو مین خالی کر لون

جو رگزدون سے جو مرنے کی بھی فرصت بچا

امتحان دم جان پر در عیسیٰ کر لون

دل ہی ملتا نہیں بفلون سے دگر نہ شبتی

خوب گذرے فلکِ دون سے جو یاری کر لون

جناب مولوی محمد عمر صاحب کی کوتاہ قلمی کی شکایت کیا کر دن، کتابوں کی رسید تک

نہ آئی، خیر میرا سلام شوق قبول ہو، ہاں ایک نہایت ضروری کام تم سے ادھر ہے اور وہ یہ

کہ میان احمد اللہ کے پاس میرے یہ جمع ہیں اس کو لیکر میری طرف سے مولوی محمد حسین آزاد پر فیس

لاہور گورنمنٹ کالج کو بھیج دو اور ان کو یہ لکھ دو کہ "برائے مہربانی آپ سنیں الاسلام کی دونوں

جلدیں شاہ اسد علی دیل الہ آباد کے پاس بمقام خلد آباد بھیج دیں، جو خط ان کو لکھنا، عمدہ طور سے

لکھنا، نیچے میرے دستخط میں یہ عبارت رہے "شبلی نعمانی پر فیس محمد ن کالج"

شبلی، ۲۶ جنوری ۱۸۸۴ء

(۷)

مجالس

حاضرانِ مجلس، مولوی محمد عمر صاحب، محمد سمیع، عبدالغفور، حمید، حافظ حسن علی،

صاحب، مولوی احمد اللہ،

باہمی گفتگو،

بھئی کچھ سنا ہے؟ (محمد سمیع) خبر تو ہے، ہاں ایک تازہ واقعہ ہے، میان شبلی کا انتقال ہو گیا

اسے ایک مکالمہ کی صورت میں بہ خط لکھا گیا ہے،

(محمد مسیح) اسے سچ، نین جھوٹ ہوگا، ابھی ہفتہ بھی نہیں ہوا، ان کا ایک خط میرے نام آیا تھا، (مولوی محمد عمر صاحب) لو تم نے آج سنا ہے اچی اس کو تو کئی دن ہوئے انھوں نے جو کتابیں بھی تھیں اس کی رسید بھی تو میں نے اسی وجہ سے نین دی (محمد مسیح) انا لکھنا انہیں ابھی مرنے کے کوئی دن تھے، (حمید) ان واقعی سخت رنج ہے، مگر تقدیر سے کس کا رزق چلتا ہے، (اور دبی زبان سے) ارے میان چلو قصہ پاک ہوا، اُسے دن کی حکومتوں سے دم ہاں میں آگیا، بھلا روئد تو خیر ایک بار کا کام تھا، لکھ بھی لیا، اب روز روز مدرسہ میں رزق کون کو سودہ لکھاتے پھر دے، اس پر طرہ یہ کہ ہفتہ وار مدرسہ کی رپورٹ لکھ کر ان کے پاس بھیجتے رہو، ابھی خاصی بیکاری بھگتا کرو، (عبدالغفور) ارے میان خیر مرنا تو رب کے لئے ہے، ان کے خط کا جواب رہ گیا، مگر یہ بھی کوئی زبردستی ہے، جی نہ چاہے تو مفت کی موت کون گوارا کرے، (حافظ حسن علی صاحب) اب کی ان کو خط لکھتے لکھتے رہ گیا، امتحان کا حال لکھنا تھا، اور جو کچھ ہو، آدمی تو مرنے کا تھا، دو گھڑی کیفیت رہتی تھی، (مولوی محمد عمر صاحب) بھی کیا کہنے دل لگی ہی جاتی رہی، اور تو کس کام کا آدمی تھا، مگر ان ذرا جی ہل جایا کرتا تھا، (مولوی احمد مدد) اچی جی کیا بہلتا تھا، دینا بھر کی شکایتیں ہو کر تھیں، کبھی ان کی نقل کی، کبھی ان کا خاکہ اڑایا، اور اس کے سوا ان کا کام ہی کیا تھا، چلو اچھا ہوا،

یار خوش قسمتی سے ایسے ایسے عزیز احباب ہاتھ آئے ہیں،

لوگ کہیں گے کہ کیا حماقت کی ہے، مگر خدا کی قسم، دل کی چوٹ اور حضرات کی عنایت کا پورا چر بہ ہے، تمہیں انصاف کرو، خط لکھنا کجنت کون سا کام

مگر یہ بھی نہیں ہو سکتا، شش نمائی،

۴ فروری ۱۹۸۳ء

(۸)

عزیز من،

آج تمہارا خط پہنچا، یہ بھی چشم فلک کو بُرا نہ لگے، کہ عزیزوں میں سے ایک شخص تو میرے حال سے محبت رکھتا ہے، زندہ باقی و جادوان باقی،

میان بعد انجید صاحب کا خط آیا، ان پر تو خدا جانے کیا تم ہوا ہے جس کا اُنھوں نے بڑا ماتم لکھا ہے، عشق کے اکھاڑے میں میرا شیر بھی اتر رہا ہے، خدا ہی خیر کرے، لکھتے ہیں کہ میرا دل تو خود ہی تم رسیدہ ہے میں کسی کی بات کی کہاں تاب لا سکتا ہوں، سچ ہے آخر قیس کا کوئی تو درانت وار ہوتا،

کچھ اور سنا، ہمارے حضرت کو گمان ہے کہ چونکہ میں اڈریس خود نہیں لکھ سکتا، اس واسطے میں نے ان کو تکلیف دی، خط میں لکھا ہے، ”آپ نے یہ کیوں یقین کر لیا کہ مجھ سے یہ کام بن آتا ہے، اگر آپ کر سکتے ہوں، تو مجھ پر رحم کیجئے“، ذرا اس کر سکنے کے جملہ کو دیکھو، خیر شاید ایسا ہی ہو، مگر یہ معلوم نہیں کہ ہمارے حضرت کو ابھی سے کیا روگ لگا جس کا دکھڑا گایا جاتا ہے، اگر کچھ ہو تو میری طرف سے مبارکباد دینا، ایسے ننھوں کا دنیا میں پیدا ہو کر آنا خدا جانے کس غرض سے ہے،

تعلیم کے متعلق جو شکایت مدرس فارسی کی ہو اس کو مولوی محمد عمر صاحب بآسانی مدد

فارسی سے ملے کر سکتے ہیں مولوی صاحب سے تم عرض کر دینا،
 معلوم ہونا چاہیے کہ جو لڑکے آج تک جدید داخل ہوئے ہیں، ان میں سے کس شخص نے
 کس قدر فیس داخل کر دی ہے،

عیزی الحق کو ایک خط نظم میں لکھا ہے، ان سے لیلو، اس کی فارسی بھی بڑی نہیں،
 دو شعر اس میں اور بڑھا لو، وہ یہ ہیں ربط کے لئے ایک اور پر کا شعر بھی لکھنا ہوں،

بنود بزمانہ یاد بر من ، نے خواہر و نے برادر من

از جو بر سپہر خستہ باشم در کج غے نشستہ باشم

کس را بنود میں بنائے من باشم دور و جاگداز

لکھو کہ مبرون میں سے کس کے ذمہ کتنا چندہ باقی ہے؟

ایک اردو کی غزل ذیل میں پاؤ گے ایک دن یوں ہی لکھ دی تھی،

مجھے حیرت ہے کہ جو کتاب میان عثمان وغیرہ کے دس میں تجویز کی گئی ہو یعنی،

سفر نامہ ناصر خسرو، وہ جب موجود نہیں تو لڑکے پڑھتے کیا ہیں اور کیوں نہیں مجھ سے طلب کرتے

میان عثمان کو میرا سلام کہو اگر انھوں نے اپنی طرز زندگی کی اصلاح کی ہو تو اس کے

بڑھکر مجھ کو خوشی نہیں ہو سکتی،

جناب مولوی محمد عمر صاحب سے اس تغافل کی امید نہ تھی معلوم نہیں میں نے ایسی

کیا خطا کی ہو، روئے ادا دین وغیرہ کیونکر مرتب ہو میں کچھ عقدہ ہی نہیں کھلتا،

لے مولانا کے پچازاد بھائی،

تم دو قصیدے مانگتے ہو، دو کون؟ ایک عید کا قصیدہ تو البتہ میں نے لکھا تھا، اور وہ میرے پاس
موجود ہے، کبھی تم کو بھیج دوں گا، میرے ہاتھ کا لکھا ہے، اور صاف لکھا ہے، دوسرا میں نہیں جانتا
کیا کسے زمانہ کے موافق نہیں ورنہ اب کی پورا قصیدہ تھا کہ دیوان فارسی مرتب کرو لیجئے،
میں ایک خط تمام طالب علموں کو اس مضمون کا لکھنا چاہتا ہوں کہ وہ نہایت کوشش
سے فارسی کی تحصیل کریں ورنہ سب بیکار ہو گا، تم بھی بطور خود ان کو سمجھا لو،

میان عبدالغفور و میان نصیر احمد کا حال لکھو،

ہفتہ وار ایک خط لکھا کرو اگر کچھ مضمون نہ ہو تو یہی لکھ دو کہ اب کے کوئی مضمون نہیں ہو سکتا
نہیں ٹکٹ کے دام میں بھیج دوں گا،

سید صاحب پنجاب سے واپس آئے اور دس ہزار روپیہ لائے، لوگوں نے خوشی میں ان کو
دیوان بھول برسائے تھے،

ممدی کے قیل ہونے کا رنج کس کو نہیں ہے، مگر اتنا فرق ہے کہ ٹھکوریہ رنج بہت پہلے چکا
تھا، کیونکہ قبل سے ان کا قیل ہونا ٹھکوریہ معلوم ہو چکا تھا، یہ حضرت بھی بس ہو چکے، شاید تین مہینہ
کے بعد یہ لوگ پھر امتحان دیسکین گئے، ان سے کہو ذرا اب ہوش سنبھالیں، اگرچہ امید نہیں ہو
یوں کسی قوم پر ادبار آتا ہے،

میان عبدالرؤف و فضل اللہ اسی عارضہ میں ہلاک ہوئے،
نصیر حبیل،

میں اس کے بعد مرتب ہو گیا اور اسی سال شائع ہوا،

یار کو رغبتِ اغیار نہ ہونے پائے گل تر کو ہوسِ خار نہ ہونے پائے
 اس میں درپردہ بچھے ہیں وہ اپنا ہی گل شکوہِ چرخ بھی زہار نہ ہونے پائے
 فتنہ حشر جو آتا تو بے پاؤں ذرا بختِ خفہ مرا بیدار نہ ہونے پائے
 ٹلے دل کھولے کچھ کہ نہ سکے سوزِ دل آبلے ہمِ سخنِ خار نہ ہونے پائے
 چکے وہ آتے ہیں گلگشت کو لے باڑا سبزہ بھی باغ میں بیدار نہ ہونے پائے
 پھر کہیں جوش میں آجائیں یہ دیدہ دار سامنے ابرِ کسر بار نہ ہونے پائے
 باغ کی سیر کو جاتے تو پیر یا در ہے سبزہ بیگانہ ہے ادوچار نہ ہونے پائے
 جمع کر لیجئے غزون کو مگر خوبیِ بزم بس نہیں تاکئے کہ بازار نہ ہونے پائے

آپ جاتے تو میں اُس بزم میں لیکن شبلی
 حالِ دل دیکھئے اظہار نہ ہونے پائے

والسلام

شبلی نعمانی، ۸۰۔ فروری ۱۸۸۴ء

(۹)

عزیز من،

سید صاحب نے مصطلحات الشعراء طلب کی ہے اس واسطے ضرور ہے کہ فوراً کتاب نہ کو
 عزیز می محمد عثمان سے لیکر یا جہان کہیں ہو تلاش کر کے بذریعہ ڈاک روانہ کر دے سید صاحب
 کی نہایت تاکید ہے،

امور ذیل کا جواب اسی کارڈ پر لکھو، (۱) تمام لڑکے خصوصاً پانچویں صفت کے بقدر امکان
انگریزی بولتے ہیں یا نہیں، پھر دن نے اس طرف توجہ مبذول کی ہے یا نہیں، (۲) چھوٹے لڑکے
مشق خط کرتے ہیں یا نہیں، اور سو وہ لکھایا جاتا ہے یا نہیں، (۳) ممبران باقی دارنے کچھ بھی
زیرچندہ ادا نہیں کیا یا سہ ماہی و ششماہی، (۴) جمعرات کے دن انگریزی ہوتی ہے یا امتحان،
(۵) میں نے کہا تھا کہ ہر ایک لڑکا کاپی رکھے گا جس پر مدرس فارسی کے بتائے ہوئے نوٹ روز
لکھے گا، آیا ایسا ہوتا بھی ہے، اور اگر نہیں ہوتا تو تم مطلع کر دو، (۶) مخدومی مولوی محمد عمر صاحب نے مڈل
کی طبعی شروع کر دی یا امروز فردا ہی، (۷) اگر آملی یا صفی یا ایسے ہی کسی اور اہل زبان کا
دیوان ملے تو تم خریدنا چاہتے ہو، (۸) صاحب حج کب تشریف لیجائیں گے،
کیون تم کو ٹکٹ کے بارے سبکدوش کر دیا گیا یا نہیں، اچھا السلام علیکم،
شبلی نعمانی،

۲۲ فروری ۱۸۹۴ء

(۱۰)

عزیز من،

(۱) میں نے حضرت مولوی فاروق صاحب سے عرض کیا تھا کہ میرا فارسی کلام کسی قدر چھاپا جائیگا
اس واسطے اگر آپ اس کو دیکھ لیں تو بہتر ہے، حضرت موصوف نے منظور فرمایا ہے،
اے مولانا محمد فاروق صاحب چریا کوٹی، مولانا کے استاد، تقریباً ۱۰۰۰ میں وفات پائی، اس وقت بیامین عدالت منصفی
وکیل تھے، دارالعلوم کے چند سال تک مدرس اعلیٰ رہے تھے، آخر آغاز پور میں پھر دکالت شروع کی تھی،

میرے پاس یہاں جو کلام ہے وہ میں بھیج دوں گا، مگر فارسی کے نامے اور غزلیں وغیرہ جو
تھوڑے پاس ہیں، نہایت جلد مولانا کے پاس اس نشان سے بھیج دو، بلیا عدالت منصفی، ان
دونوں میں نے ایک واسوخت لکھا ہے مجھے خود حیرت ہے کہ میں کیونکر اس کو لکھ سکا ہوں اور قلمی
نہایت پرورد ہے۔

نہیں الاسلام جلد اول جناب مامون عبدالکریم صاحب کے پاس ہے، ان سے بذریعہ محمد
لیکھ فوراً بھجکوبھیج دو۔

واسوخت اور ایک اردو نامہ جو قابل دید ہیں خود اپنی زبان سے سناؤں گا، اس لئے
بھیجنا نہیں، ۲۶ مارچ ۱۸۸۷ء

(۱۱)

(۱) مدرسہ میں جو لڑکے نئے داخل ہوئے ہیں ان کے نام و نشان سے واقف کرنا تھا۔
(۲) قصیدے جدید کون سے ہیں وہ واسوخت البتہ ہوگا اس کے سننے کا لطف میری ہی زبان سے
ہے۔ (۳) حزمین تمھارے کس کام کی اس کے جزا اب ایف لے میں بھی داخل ہو گئے ہیں (۴) حمید
کو یہ خط دکھا دو، اور ان سے یہ کہہ دو کہ اتنا تو مجھ سے آزدہ نہ ہوں کہ میری ہی کتاب بھجکودا پس
نہ لے۔ (۵) مولوی محمد عمر صاحب کو بھی خط لکھ چکا ہوں، تم کو برابر لکھتا رہتا ہوں اب کس کو شکایت ہے
ہاں مفت کا الزام مقصود ہے تو کیا علاج، (۶) ہمارے یہاں غالباً آخر مئی میں تعطیل ہوگی، اور غدا
جولائی کے آخر تک رہے، وہی میرے آنے کے دن ہیں، (۷) میں نے اپنی کوٹھی کی دہری بنوائی

اے مصنف پر وفیسر محمد حسین آزاد اگلے افسوس کہ محفوظ نہیں دیکھو ۱۲

ہے جس کا عرض و طول قریب پندرہ گز کے ہے، والد قبلہ سے عرض کر دو کہ اگر میری کوٹھی پر چھت کے لئے حکم فرما دیں تو نہایت عمدہ ہوگا، (۸) سنین الاسلام اگر میان حمید صاحب عنایت فرمادیں تو بہت جلد بھیجے، (۹) اس وقت میں مقصم کا حال لکھ رہا ہوں اور پہلی جلد انشاء اللہ یہیں تک ختم کر دی جائیگی، (۱۰) آئینہ اسکندری خسرو دہلوی اور دیوان آصفی معروض یہ من ہے، دیوان کے دور و میرین، مگر آئینہ اسکندری کے ہنوز معلوم نہیں،

شبلی نعمانی، ۹ اپریل ۱۸۸۷ء
عسلی گدھ

(۱۲)

عزیز من،

مدت سے کوئی خط نہیں آیا، ہمارے مولوی محمد عمر صاحب تو
سہ گویا کہ ان تلون میں کبھی تیل ہی نہ تھا،
میان حمید صاحب تو خفا ہو بیٹھے ہیں، میان عبدالغفور نے سمجھ رکھا ہے کہ دوست کا دشمن
دشمن ہوتا ہے، تم بھی چپ ہو، مولوی صاحب کے پاس اشعار جو بھیجے تو تقویم پارینہ امیر اثرا
یا ناسہ فارسی بھیجا تھا،

چہ کنم کی رویت کی غزل پر بیان ایک لطیفہ ہوا، چند لڑکوں نے کہا کہ استاد کی

لے تیار بنی العباس کے متعلق یہ اطلاع ہے لیکن افسوس کہ اس تاریخ کا خیال بعد کو چھوڑ دیا گیا، اور
”مشاہیر فرمازدایان اسلام“ تک محدود کر دیا گیا،

غزل پر غزل لکھنی اس سے کیا حاصل،

۶ ہمتاے فلک نہ ہو گا بادل،

مین نے کہا :-

۶ دریا نہیں کار بند ساقی،

غرض میری اور علی حنین کی غزل خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز مصنف قیصر نامہ اور تیر
دہوی کے پاس بغرض محاکمہ ارسال کی گئی یہ وہی تیرہن جن کو غالب نے لکھا ہے،
مجھ سے تھیں نفرت سی تیرے لڑائی،

فارسی نہایت عمدہ کہتے ہیں، اور غالب کے تلمیذ ارشد ہیں،

دونوں نے تسلیم کیا کہ اہل زبان کا کلام ہے تیرے تو بہت تعریف لکھی اور لکھا کہ سلف کے

کلام کے ہم پلہ ہے،

دونوں صاحبوں کا خط میں نے رکھ چھوڑا ہے خط میں یہ نہیں ظاہر کیا گیا تھا کہ یہ غزلین کی

تصنیف ہیں، بلکہ اسی لئے دونوں کے مقطع اڑا دیئے تھے،

یہ رنگ خط کا برا نہ مانتا میں ان دونوں دیوالیہ ہوں، ابھی عرصہ ایک تاریخ کی کتاب کیلئے

روانہ کر چکا ہوں،

ان دونوں غزلین اور بہ متبع علی حنین لکھی گئی ہیں، اور دھپ ہیں، افسوس ہے کہ گھر پر نہ رکھ

سکون گا، بہان کچھ سامان پیدا ہو گئے ہیں، اگرچہ ضعیف ہیں،

اے اس غزل کا مطلع یہ ہے۔۔۔ گر کم عقل نہ گیرم من حیران چکرم می دہنچہ ام باوہ فردان چکرم،

داسوخت فارسی کے پندرہ بندہ ہیں یعنی ۴۵ شعر اور اسی قدر نامہ اردو کے حضرت استاد نے بھی خست
کو نہایت پسند کیا، میرا قصد تھا کہ صرف داسوخت اور نامہ سردست چھپ جائے مگر روپیہ نہیں،
کہیں سمجھ نہ سن پائیں نہیں تو روپیوں کے ڈھیر لگا دیں گے، کہ اتنے کے لئے پھینا کیوں بند رہے،
مدرسہ کی مفصل کیفیت معلوم نہیں ہوتی مولوی قربان علی صاحب نے لکھا ہے کہ میں مدرسہ
انگریزی کی تلاش میں سرگرم ہوں، ہاں قواعد مدرسہ کے نہ آئیں کی شکایت لکھی ہے، یہ سچ ہے کہ
میرا کوٹھا گرمی کے قابل نہیں، مگر میں عبد اللہ خان کے مکان پر رہنا پسند نہیں کرتا، مجھ سے تم
لوگوں کے بغیر کہیں رہا جائیگا،

اچھا ذرا سلاموں کا پتہ ہ تو سر پرے لو اور رب کے حصہ کا تقسیم کراؤ، جناب حافظ حبیب اللہ
صاحب، جناب حافظ حسن علی صاحب، جناب منشی خدا بخش صاحب، (بوڑھے تو شاید ہوئے چلو
اب جو اتوں سے شروع کرو) مولوی احمد اللہ صاحب فخر الملتہ والدین کہیں ن اڑا جانا، منشی رضا
خان صاحب، منشی ویجان صاحب، ہماری شادی کھڑا تے ہی رہ گئے، میان خادم حسین صاحب
ہی، سخت غلطی ہوئی ان کا نام کسی کے نام کے ساتھ ملا کر یا نیچے لکھنا تھا، اگرچہ ٹاٹ میں مونج
کا بکینہ سمجھا جاتا، مگر مولوی محمد عمر صاحب کیا خطوں کا جواب نہیں دیتے تو سلام کا جواب بھی دینگے
افتخار القوم حضرت مامون محمد سلیم صاحب دام فیضہ علیہا، جناب مولوی محمد حسین صاحب مگر جانے
وہ کہاں ہوں میرا سلام مفت میں خاک چھانتا پھرے کوئی قبول تو نہیں گیا، آہا مرزاے مختصر
میان سلیم اللہ صاحب رہ گئے، اتنا سا تو قد جمع میں نظر آئیں تو کیونکر، ایک اور میرا مایہ خروماز
لے یعنی مولانا محمد فاروق صاحب نے،

رہ گیا جناب مولوی مرزا محمد سلیم صاحب خبر انجمن کے صدقے مرزا کے مختصر بھی یاد آگئے تھے،

۶ بہ نیکان بہ بخشد کریم،

ابو چھوٹے چھوٹے عزیز رہ گئے، اُن کو میرا سلام و دعا چھوٹے ہی مرزے میں رہے سلام و دعا
دونوں سب کے نام کی تو اب جگہ نہیں (کاغذ میں در نہ دل میں تو سمجھوں کی جگہ ہے) ایک دودکا
نام سن لو، محمد عثمان، دسیلمان، یونس، علاء الحق، والسلام،
شبلی نعمانی،

۲۴ اپریل ۱۳۸۴ء

(۱۳)

لیجئے اب آپ کو بھی چپ لگی، بھائی کوئی قصور تو نہیں ہوا، ناراض کیوں بیٹھے ہو
وہ قصیدہ یہاں نہیں ملتا، دین لکھوالویا میں آؤنگا تو خود لکھ دوں گا،
ہاں خوب تحقیق کر کے یہ لکھو کہ اس سال مال میل لوگ کب روانہ کریں گے، اور قیاساً
کس زمانہ تک بکری ہو جائیگی، اصل یہ ہے کہ مجھ کو نہایت مشکل اور کوشش سے بھی صرف
دو ہفتہ کی رخصت مل سکتی ہے جو ۱۶ جنوری کو ختم ہو جائیگی، اس زمانہ میں اُمید و صولی
چندہ ہو تو بہتر در نہ اپریل میں آسکتا ہوں، تمھاری اور مولوی محمد عمر صاحب وغیرہ کی
جو رائے ہو لکھو،

مولوی صاحب موصوف نے مجھ سے اشار طلب فرمائے ہیں، میں نے ان دنوں کچھ
لکھا نہیں ورنہ ارسال خدمت کرتا، افسوس ہے کہ تم بھی بیٹھ رہے، وہاں کے حالات معلوم

ہی نہیں ہوتے، میں اپنی کیا بتاؤں، وہی تاریخ کا جھگڑا ہے، ہر روز دو چار طریق لکھ لیتا ہوں،
فرحت احمد کے بھتیجا پیدا ہوا، تاریخ کی فراہش تھی میں نے یہ شعر لکھے،

مرحباً مرحباً ملو لو	کہ بود بادۂ ایاغ کمال
باز در پیشگاہ بزم وجود	گشت روشن اند چراغ کمال
مردم دیدہ ہنس، فرحت	کہ توان یافت ز دسراغ کمال
سال تاریخ را چو امر نمود	گشت بشتی بہار باغ کمال

شبلی

۲۶ نومبر ۱۸۸۴ء

(۱۴)

عزیز من،

منو علی انشاء اللہ چھپ کر آتی ہے، چار آنہ قیمت عام ہے، اور عمر قیمت خاص ہے۔
والد صاحب، جناب حافظ حبیب اللہ صاحب، مولوی محمد سعید صاحب، مولوی مرزا محمد سلیم صاحب،
حافظ عبدالغفور، جناب حافظ حسن علی صاحب، میان محمد سمیع، طلباء نیشنل اسکول غرض جو
لوگ جس قیمت کے خریدار ہوں ان سے دام لیکر فوراً بھیج دو الہ آباد سے آٹھ نسخوں کیلئے
بحساب فی نسخہ ۵۰ خط آیا ہے، ہاں عزیز علی احمد کا نام بھول گیا تھا، دیکھئے خاص عام
کی تفریق کیوں کر ہوتی ہے، شبلی، ۵ فروری ۱۸۸۵ء

لے منو علی صبح امید،

(۱۵)

عزیز من،

ایک کتاب حال میں مولوی حالی صاحب نے لکھی ہے، اور مجھ کو تحفہ بھیجی ہے، یہ نسخہ
 سدی کی نہایت دلچسپ محققانہ سوانح عمری ہے،
 میں نے بے اختیار اس کو ٹھارے لئے پسند کیا، اور مولوی حالی صاحب کو لکھ دیا ہے کہ وہ
 تمھارے نام بھیج دیں، دیکھو کہ میں واپس نہ جائے قیمت ہم ہے، واقعی بے مثل ہے، اور تم کو
 اپنے پاس رکھنا نہایت ضروری ہے، باقی خبریت،
 اس کتاب کے اور بھی خریدار پیدا کرنے چاہئیں،

والسلام

شبلی نعمانی، ۱۰ مارچ ۱۸۸۷ء

(۱۶)

بھئی رتبے خط لکھنے کی قسم کھالی ہے، یا کسی منت پر روزہ سکوت رکھا ہے، آخر بات کیا
 ہے۔ مولوی عمر صاحب الگ دم بخود ہیں، تم جدا خاموش ہو، ممدی نے اعظم گڑھ پہنچنے کی
 رسید تک نہیں لکھی، والد قبلہ کو کام سے کہاں فرصت، اس ہنگامی میں بھائی مولوی محمد سعید صاحب
 کی دو سطریں اگرچہ صریح مطلب کی ہیں فہمیت معلوم ہوئیں، کیا سنان کا عالم ہے، گویا ان
 تلون میں تیل ہی نہ تھا، خیر شکایت کیوں کیجئے، دوسرے پر زور کیا جب گھر بار چھوٹے، عزیز
 آشنا چھوٹے، تو غربت میں کوئی کیوں کسی کا ساتھ دے، الو صبر آگیا،

اچھا یہ ذکر جانے دو، کام کی بات سنو، بڑا کمزور جس میں والد قبلہ کچھری کرتے ہیں، اس کے لئے درمی بنوائی مقصود ہے، والد قبلہ کو لکھا تھا، انھوں نے کچھ التفات نہ فرمایا، خیر تم اس کا عرض و طول، انگریزی گرنے کے حساب سے لکھ بیجو، میں انشاء اللہ خود طیار کر اؤں گا اگرچہ مصارف کی کثرت نے دیوالہ نکال دیا، دیکھو تاخیر نہ ہو،

ہاں والد قبلہ سے کہہ کر دفتر کی میز جو چچی صاحبہ کے مکان پر ہے، ہندول سے منگوا لو، اس پر سبز بانات منڈھوانی ہے، ہڈی سے حساب کرانا کہ کتنی بانات درکار ہے، اور پھر مجھے لکھو میں دام بھیج دوں گا، تم طیار کر ادینا ہو سکے تو وہاں کے حالات سے مطلع کرو،

والسلام

شبلی نعمانی، ۲۵ مارچ ۱۸۸۷ء

(۱۶)

عزیزی

کل پہلا خط جب تمہارا آیا تو میں نے اس وقت قصد سفر کیا، دو ہفتہ کی رخصت لی گاڑی منگوانی، تمام سامان سفر ہو چکا تھا کہ تمہارا دوسرا خط آیا، اور سید صاحب کو خبر ہوئی تو انھوں نے روک دیا، اور کہا کہ دوسرے خط.....
مجبوری کا عالم ہے، ورنہ کیا میں گروہ انسانی سے.....
حضور نہ سالار جنگ سے ناراض ہوئے، نہ سالار جنگ نے استعفا دیا، نہ سید صاحب اس لئے

لے یہ سطرین کرم خور وہ ہیں ۲۷ مولانا کی پہلی بیوی کی شدت مرض کی خبر آئی ہے،

وہاں گئے تھے، البتہ اب کی بار خاص حضور نظام نے سید صاحب کی چند بار دعوت کی،
 سید محمود صاحب یہیں ہیں اور کالج میں روزانہ جا کر دو صفوں کو دو گھنٹہ تک پڑھاتے
 ہیں این اے اور بی اے کے رٹکے پڑھتے ہیں اور ان کا بیان ہے کہ ہم نے آج تک
 ایسی تعلیم نہیں دیکھی تھی اور نہ آئندہ توقع ہے، ان کی کثرتِ معلومات، طرزِ ادائے مطلب،
 وسعتِ تحقیقات پر عجیب حیرت سب لوگوں کو ہے،

تھکائے اور چندے کے روپے عنقریب جاتے ہیں، رومال سب کے سب میانِ حمید نے
 گم کر دیئے، نہایت رنج ہوا تم کو بہر حال خطوط میں حالاتِ مرض سے اطلاع دینی چاہئے،
 مولوی محمد عمر صاحب و حافظینِ مجددین کو تسلیم

شبلی، ۶ اگست ۱۸۸۵ء

(۱۸)

برادر عزیز!

برادر مکرم مولوی محمد عمر صاحب کے خط سے معلوم ہوا کہ تمہاری والدہ کا انتقال ہو گیا،
 انا للہ وانا الیہ راجعون، بھائی یہ خط لکھ کر میں تمہارا غم تازہ کرنا نہیں چاہتا، میں اس درد
 سے خوب واقف ہوں، اگر تمہیں صبر آگیا ہو تو وہ بھی ایک مجبوری ہے، ورنہ آدمی کا جگر اور معدہ
 ۶ این غم آ نما یہ نباشد کہ کے برادر

لے سر سید اس زمانہ میں حیدر آباد گئے تھے، لوگوں میں مشہور تھا کہ سالار جنگ کے بجائے سر سید کا
 عہدہ وزارت پر تقرر ہوگا،

مگر آحسہ کیا چارہ ہے، ۶

شار باید زیستن ناشاد باید زیستن

اب تم پورے یتیم ہو اور سچ تو یہ ہے کہ سخت رحم کے قابل ہو، بھائی جو لگ باپ مان کا
اس لئے ماتم کرتے ہیں کہ وہ دینا دی فائدہ دن کے مرکز تھے، ان بے دردوں کا مذکور نہیں
ان کے دل سے پوچھئے جو والدین کی جھڑکیوں میں بھی دوسروں کے مرجہ سے زیادہ مزہ پاتے
ہیں جن کو والدین کے طمانچے بھی اہلی ہمدردی کی یادگار بن کر سامنے آتے ہیں جن کو یہ خیال
پچھین کر دیتا ہے، ہائے وہ کیا ہوئے جو ہماری تکلیفوں میں ہم سے زیادہ تڑپ جاتے تھے، بھائی
یہ لوگ قسمت سے ساتھ رہتے ہیں اور گئے تو پھر اپنا قائم مقام بھی چھوڑ نہیں جاتے، ہائے یہ خیال
اور ستاتا ہے کہ ان کی روحیں اب بھی چین سے نہیں، ہمارا خیال اب بھی ان کے لئے مایہ آزار ہے
خیر میری طرح تمہیں بھی خدا صبر دے،

شبلی، ۲۸ جنوری ۱۸۸۶ء

(۱۹)

آج تمہارا خط آیا، احمدی کے جب ایسے خط آیا کریں تو اس سے مجھ کو مشرف نہ کیا کرو ورنہ
تعلیم و خیریت کے حال سے مطلع کرنا کافی تھا، خیر آئندہ خیال رکھو، شنوی کے بارہ میں اب سے
پہلے لکھ چکا ہوں،

اخبار آفتاب میں مضمون نگاری کیا کرو، مشق ہو جائیگی بلکہ میں اصلاح بھی دیدیا کرونگا
ہیان پر سون ایک عظیم الشان جلسہ ہے جن طالب العلموں نے ولایت میں کامیابی حاصل

کی ہے ان کے لئے خیر مقدم ہو گا، سید محمود صاحب وغیرہ انگریزی میں اور صرف میں اردو میں
 پیسج کے لئے منتخب ہوئے ہیں، دعوت بھی ہوگی، میں شاید کوئی نظم اس وقت پڑھوں، آج کل
 دماغ کے صفت کی سخت شکایت ہے، والسلام

شعبی، ۱۴ فروری ۱۸۸۶ء

(۲۰)

السلام علیکم، تمھاری بے پروائیوں نے اگرچہ دل سرد کر دیا تاہم بیانی کر کے پھر تم کو
 خط لکھتا ہوں، میں انشاء اللہ ۲۶ مارچ کو یہاں سے روانہ ہوں گا، اور آہ آباد ٹھہرنا ہوا اعظم گڑھ
 ہو چو ننگا، اب کی میں نے اسی وجہ سے ایک مدید قسط حاصل کی ہے کہ جگر اپنا علاج کر دے،
 معلوم نہیں تم نے جو کیوں کا بندوبست کیا یا نہیں؟

ان دنوں یہاں ممبر الملک وزیر الدولہ خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر ریاست پٹنہ
 تشریف لائے ہیں، (یہ ریاست پچاس لاکھ کی ہے) ان کے لئے کالج میں خوب جلسے ہوئے
 مجھ سے نہایت شوق سے ملے، وہ مجھ کو پہلے سے جانتے تھے، جلسہ دعوت میں سید محمود کی فرمائش
 سے میں نے چند بند فارسی میں لکھے اور کھانے کے بعد پڑھے، عجیب سمان بندھ گیا تھا، تمام حضرات
 مجلس حقیقت میں بیاب ہو گئے، سید محمود صاحب اٹھ اٹھ کر ہر بند کو کئی بار پڑھوانے سے تھک کر
 لے، بندائی بند ہے۔

آخر این سستی از خار کہ بود؟
 ہوس سرمہ بخار کہ بود؟
 پردہ دیدہ فرخش را کہ بہت؟

اے دل این مایہ انتظار کہ بود؟
 چشم شوق بر ہنگار کہ بود؟
 این بہرین خانہ جلوہ گاہ کہ بہت؟

نے بڑھکر کہا کہ افسوس ہے کہ ان شعرون میں آپ نے میرا ذکر کیا ہے، ورنہ میں اس کی پوری داد دیتا، آج وہ بیان سے روانہ ہوں گے،

شعوی ہنوز چھپ کر نہیں آئی، شاید ساتھ لاسکون، افسوس ہے کہ میں اتنی مدت میں کچھ کام نہ کر سکا، اب کی تعطیل تین مہینے پندرہ دن کی ہے، مگر یہ میرے لئے خاص ہے، ورنہ کچھ کی اصلی تعطیل ڈھائی مہینہ کی ہے،

نیشنل اسکول کی حالت اس اثنا میں بہت کم معلوم ہوئی،

مولوی حالی صاحب نے مسدس پر جو اضافہ کیا ہے، مجھے بھیجا ہے، اٹھائے لئے لاؤنگا،

جناب حافظ حبیب اللہ خان صاحب و دامون مولوی محمد سلیم صاحب کی خدمت میں تسلیم

عرض کرنا، شبلی۔ ۱۷ مارچ ۱۸۸۶ء

علی گڑھ،

(۲۱)

بھائی ایسے شعرون نہ لکھا کرو، تم کو تو ایک دل لگی، یا آرائش نامہ مقصود تھی، مگر مجھ پر سخت

اثر ہوا، اب کی تعطیل میں نہ آسکون گا، نیشنل کانگریس کا جلسہ ہے، ۱۰ اور ۲۸۔ تک ضرور ہی

بیان دہنا ہے، نیشنل اسکول کے بڈل کلاس کا اگر کچھ اور پریوٹ انتظام تعلیم ہو سکے تو کرنا

چاہئے، امتحان انتخاب کے پرچے عویزی محمد اعلیٰ بھیجیں گے، اور وہی جوابات پر نمبر دیں گے مگر امتحان

کے وقت نگرانی کا کام صرف مولوی محمد عمر صاحب کریں،

عویزون کو کسی معقول طریقے سے روانہ کر دینا گا، اور انشاء اللہ دہ ۲۵ دسمبر تک بیان

سے روانہ ہو جائیں گے، اگر شریک امتحان ہو گا یا نہیں، والسلام

شبلی نعمانی،

۱۴ دسمبر ۱۸۸۶ء

(۶۲)

غیر من،

تھارامیش بہادیش قیمت کارڈ آیا، اس اسراف کا نہایت ممنون ہوں، سچ یہ ہے کہ اگر یہ بھی نہ مرحت ہوتا تو میرا کیا زور تھا، آخر مولوی محمد عمر صاحب کا مین نے کیا کر لیا جو ضروری عویضہ کا جواب بھی بے پردائی کے حوالہ کرتے ہیں،

ایک ٹکٹ رکھ دیا ہے، اب جواب آئے تو خط کے پیرایہ مین آئے، ٹکٹ کے بھیجے تھارامیشان کم قیمت ہین ہو جائے گا، آخر سادہ لفافہ تو تھا اے ہی داموں کا ہو گا، لے

.....

درسہ کے حالات تعمیر کی تجویز، منشی محمد اکرام کا رقعہ یہ فور افسوس ہے کہ مین ان کو بھی ضروری خیال کرتا ہوں، افسوس اس لئے کہ تھاری رائے بھی اس خصوص میں شاید مخالف ہوگی،

بھائی سامنے کے بہ نسبت آدمی غائبانہ زیادہ پہچانا جاتا ہے، کارڈ مین جو کم سخی نظر ہوتی ہے اس وقت موزون ہوتی جب سامنے بھی خاموشی مین مولوی فیاض احمد کے ہمزبان

لے دوسطین کرم خوردہ ہیں،

ہوتے، خیر انہم غنیمت است،

مچھکونی تال میں کچھ دھپسی نہیں ہے، بس اتنا ہے کہ روزے یہاں گرمی نہیں دکھاتے
سید محمود کی مستقل تقرری میں چند معزز انگریزوں کی مخالفت کچھ کمزور نہ تھی مگر محبت و
اقبال کی تیز چمک نے یہ ظلمت ہٹا دی،

سید صاحب مجھ سے اصرار کرتے ہیں کہ تم اپنا فوٹو لو، یہاں کا فوٹو گرافر نہایت اُستاد ہے
مگر کم سے کم مٹھے کا خرچ ہے جس میں بارہ تصویریں طیار ہوں گی، دو فوٹو خود سید صاحب
خریدنا چاہتے ہیں، میں نے کہا بھی کہ بھلا آپ سے قیمت کون لے گا، مگر وہ نہیں مانتے، دوس کا پانچ
باقی رہیں، اگر ۱۰ روپے جناب سب خرید لیں تو میں کھجور انے پر آمادہ ہوں، دیکھو اتنے نام خیال
میں آتے ہیں، الحق، علی احمد، محمد، تم، حمید، حافظ حسن علی صاحب، جناب والد قبلہ جناب مولوی
مرزا محمد سلیم صاحب اور کس کا نام بتاؤں، مگر اس تحریر کا یہ مقصد نہیں کہ تم تصویروں کے
بچنے میں دلالی کرتے پھرو، خود بطور خود بچے.....

خواہش کریں تو ادرا بات ہے، جناب سید صاحب اپنے حالات سفر لکھنا چاہتے ہیں، ان کی
تصویریں بھی ہوں گی، میری تصویر اسی غرض سے مانگتے ہیں، مگر ابھی یہ بات کہنے کی
نہیں اپنے ہی تک رکھنا،

اب کی پٹنہ محمدن اسکول سے جو خاص مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے، آٹھ لڑکے انٹرس

لے، اس وقت مولانا سید صاحب کے ساتھ نئی تال میں تھے، دیکھو ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹

مین پاس ہوئے جن مین پانچ مسلمان مین،

محمد بن تعلیمی مجلس اس سال لکھنؤ مین ہوگی، اشتہار مین شایع کیا گیا ہے کہ شہابی مسلمانوں کے گزشتہ تعلیم پر ایک وسیع غمون کھٹے گا، شاید یہ مضمون مین جی لگا کر لکھوں اور گرانایکمون ہاں دیکھنا کہ مین حافظ صاحب (حبیب الدخان صاحب) کی خوشبو تو نہیں آتی اگر میری قوت شامیں صحیح ہے تو ان کو نسیم کہو،

نہانی

۸ مئی ۱۸۸۷ء

(۲۳)

السلام علیکم، اگرچہ اب مجھ کو کسی قسم کے رنج دلانے والی بات سے بہت کم زرخ ہوتا بلکہ اکثر نہیں ہوتا، لیکن تمہارا طرز تحریر غیر متدل تھا اور عذر بھی نامستول، مگر خیر بات کو طول دینے سے کہا فائدہ، اعوذہ فارسی نثر کی بھی ایک کتاب پڑھتے تھے جو ان کے پاس موجود ہوگی، بوستان کے چار شعر کافی مین، بانی ایک وقت وہ کتاب پڑھنی چاہئے، تم میان حمید کو میری طرف سے تاکید کر دو،

مولوی محمد عمر صاحب کا کارڈ مجھ کو نہیں ملا اور نہ توقع ہے کہ ملے، ان کو ترقی کی میری طرف سے مبارکباد دینی چاہئے، اگرچہ ان کی قابلیت کا یہ بہت کم زرخ ہے، مولوی صاحب پر کیا ہے، اگر تھیں ذرا تھیں کر د اور لکھو کہ منشی جی نے رقمہ لکھایا نہیں اور کیوں توقف ہے، مکان مدرسہ کی نسبت کیا کارروائی ہو رہی ہے، کوئی بنا ماسٹر ملایا نہیں، تو کچھ اتنا ہرج نہ ہو گا، مین لے اس زمانہ مین یہ ترقی تعلیمی بھی عنیت بھی جاتی تھی،

مکان پر واپس آنا چاہتا تھا، مگر شاید کوئی خاص فائدہ حاصل نہ ہو جو مضمون میں کانگریس میں دوں گا
وہ کانگریس کی طرف سے چھاپا جادیکا نقل لینے کی کیا ضرورت ہے،

سنئے ایک بہاریہ قصیدہ لکھنا شروع کیا تھا اگرچہ ابھی صرف ۲ شعر ہوئے مگر امید ہے کہ لکھ کر
بڑھ کر ہوئے، غالباً غالب سے کم رتبہ کا نہ ہو، تو اردو کے ڈر سے فصائد غالب تم سے طلب کیا،
شبلی نعمانی، ۶ جولائی ۱۸۸۶ء

(۲۴)

سلام علیکم، میں اپنا مسطورہ مان چھوڑ آیا بڑے کمرے کے صدر جانب جو الماری ہے، اس کے
پہلے تختہ پر ہے، فوراً بھیج دو، اور اگر نہ ملے تو مجھے اطلاع دو، ذرا محمد علی سے بھی دریافت کر لینا،
والد قبلہ سے لکھ کر داد صاحب کی تصویر بھیجو، یا ان سے لیکر تم خود بھیج دو،
سوریزی محمد بیان پانچوین کلاس میں داخل ہو جائیں گے، جنید وغیرہ نے بھی انگریزی شروع
کی ہے،

میری بیاض کا قریباً آدھا حصہ چوری گیا، نہایت افسوس ہے،
ماسٹر کے لئے متعدد جگہ خطوط گئے ہیں، امید ہے کہ کامیابی ہو، حمید کو رائے دو کہ فوراً اپنا
چلنے آئیں اور نہ یہ سارا بھی ضائع ہو گا جس قدر ہو سکے جلد آئیں، مامون صاحب کے اگر مگر میں
نہ رہ جائیں، والسلام،

شبلی نعمانی،

۱۶ جولائی ۱۸۸۶ء

(۲۵)

برادرم،

میں تم کو خط لکھتا ہوں اس لئے نہیں کہ تم محمد آباد میں ہو، اعظم گڑھ میں بھی تم ہوتے تو وہ

ایسا ضروری امر ہے کہ لکھنا ہی پڑتا،

ضامن کو اس زمانہ میں نہایت تکلیف تھی، سردی کھاتا تھا، اور کچھ نہ کر سکتا تھا، مجھ کو معلوم ہوا تو میں نے کچھ روپے بھیج دیئے جس سے اس کی سرمائی سنی، پھر کتا بون کی ضرورت ہوئی، اور نہایت ہرج ہوج ہونے لگا، اس نے مجھ سے کہا تو تم کو وہ خط لکھا گیا، جو بے شبہ سخت تھا،

اگرچہ میں ایک بے ہودہ بحث میں پڑنا نہیں چاہتا، تاہم یہ ہرگز یقین نہیں کر سکتا کہ تمہارے وسائل آمدنی تنخواہ تک محدود ہیں، علی ضامن کو اعظم گڑھ میں گھر سے خرچ آتا تھا، تم نے بند کر دیا، گو دام میں سیکرڈن روپیے کہاں سے لگتے ہیں، خیر اس فضول قصہ کو جانے دو،

تم الہ آباد آؤ گے، اس سے مجھ کو خوشی ہوئی، میں نے اعظم گڑھ والوں کے لئے وہاں کانگریس کے احاطہ میں ایک جد اکمرہ مقرر کرایا ہے، سب دین رہیں گے، اور میں بھی شاید اس زمانہ میں دہلی جان

ہاں وہ ضروری امر جو اس خط لکھنے کا باعث ہے، یہ ہے کہ میں انشاء اللہ مئی ۱۹۱۷ء ضرور قسطنطنیہ روانہ ہو جاؤں گا، اور غالباً چھ مہینے وہاں قیام کر دوں گا، میں چاہتا ہوں کہ تم ساتھ چلو، صرف راہ سے تم کو کچھ تعلق نہیں، علی ضامن کا بھی بندوبست ہو جائیگا، تم کو بلا تنخواہ چھ مہینہ کی رخصت بھی مل سکتی ہے، تم اس تجویز کے ہر پہلو پر غور کر کے مجھ کو جواب لکھو، میرا سفر ہر طرح قطعی ہو چکا ہے، زیادہ تفصیل عند الملاقات معلوم ہوگی،

اے کتب الیہ کے بھائی کا نام ہے،

لائیت آف ابو حنیفہ کا پہلا حصہ میں ختم کر چکا، اب دوسرا حصہ شروع کرونگا، والسلام
شبلی نعمانی، ۱۱ دسمبر ۱۸۸۹ء

(۲۶)

برادر م،

میں نے خوشی کے ساتھ علی حنا من کا نام کامیاب شدہ طلباء کی فہرست میں پڑھا اب کیا
ارادہ ہے، اللہ آباد بھیج سکتے ہو تو اچھا ہے، علی گڑھ کے متعلق دو تجویزیں ہیں،

(۱) کسی قدر وظیفہ یعنی سے، ماہوار مقرر ہو جائے گا، لیکن بورڈنگ کا صرف اس زیادہ ہو،

(۲) میرے مکان پر رہے صرف خوراک کے علاوہ فیس سے، ہوگی، لیکن صرف خوراک سے

تم کو کچھ مطلب نہ ہوگا،

تمہارا عزیز میرا عزیز ہے، اس لئے جو اعانت ہو سکے میرا فرض ہے، اور اس کے قبول کرنے میں

مضائقہ نہ کرنا چاہئے، اگر میں عزیزان قوم کے کام نہ آ سکوں تو کس کام کا؟

والسلام

نعمانی، ۲۴ اپریل ۱۸۸۹ء

(۲۷)

عزیز من،

ایک ہفتہ سے بخار میں مبتلا ہوں جیسی گذرتی ہے، خدا جانتا ہے حمید سے یا تم نے شعرون

کے لئے نہیں کہا یا تو وہ پہلے حمید بن گئے،

بندول کے مدرسہ فارسی کا حال لکھو، میں نے اس کی نسبت ایک خواب پریشان دیکھا ہے،

میان نصیر کا کچھ پتہ لگا،

تخواہ آئے تو بچہ بچہ بچتا ہوں، اور کیا لکھوں ضعف سے لکھنے کا یا راکمان نیلے

وغیرہ کا حال لکھو،

والسلام،

شبلی نعمانی، ۸ ستمبر ۱۸۹۰ء

(۲۸)

عزیزی،

یہ دریافت کرو کہ مولوی محمد فاروق صاحب چریاکوٹ میں ہیں یا نہیں، اگر ہوں تو خود

دہان جا کر ان سے میری طرف سے عرض کرو کہ وہ فوراً یہاں تشریف لائیں، حاجی اسماعیل خان کے

بھائی اپنی تعلیم کے لئے ان کو بلا رہے ہیں، پچاس تخواہ اور کھانا وغیرہ ستراد، مولوی صاحب کو نہایت

آرام ہوگا، یہاں سے وہ جگہ دس بارہ میل ہے،

فوراً لکھو کہ اس تعطیل میں یہاں کون کون حضرات تشریف لانے کا ارادہ رکھتے ہیں چھوٹے

چچا کو ضرور آنا چاہئے،

سیرۃ النعمان یعنی لایف آف ابوحنیفہ بالکل تیار ہے، اخیر دسمبر میں انشاء اللہ مطبع سے شائع

ہوگی، تین سو صفحوں کی کتاب ہے، ایک روپیہ چار آنہ قیمت قرار پائی ہے، اگر تم یا اور کوئی شخص

اکٹھ پچاس جلدین منگولے تو اس کو پانچ روپیہ کا فائدہ ہوگا، کیونکہ سو روپیہ پر بیس روپیہ کمیشن

لے اس زمانہ میں نل کی تجارت ہوتی تھی، اُسے چریاکوٹ اعظم گڑھ مولوی صاحب موصون کا وطن تھا،

مقرر کیا گیا ہے،

یہ کتاب وہاں خوب پھیلائی جا رہی ہے، گو محنت اور جانکاهی بہت ہوئی، لیکن خدا کا شکر ہے کہ کتاب بھی اچھی تیار ہوئی،

اب کی کانفرنس میں جمع تو بہت نہ ہوگا، لیکن بڑے بڑے لایق جمع ہوں گے اور اپنا جو ہر کمال دکھائیں گے، والسلام،

شبلی نعمانی، ۱۲ دسمبر ۱۸۹۱ء

(۲۹)

برادر،

دس جلدیں حسب فرمائش دیو، پی، بھیجی گئیں، چار جلدیں اور قیمت ادا کر کے بھیجتا ہوں، ان کو فروخت کر کے اسکول کا چندہ ادا کر دینا، پانچ روپیہ قیمت ہے اور آٹھ آنہ محصول ڈاک کی حساب سے فی جلد لگا لینا،

اعظم گڑھ اور دیہات و اطراف میں اس کتاب کے بہت سے نسخے شائع ہونے چاہئیں، خفیون کی مزید اطلاع کا باعث ہوگا چند اشتہارات بھی بھیج دیئے ہیں، کچھ ری کے عمال اور سودا گردن کو اس سے واقف ہونا چاہئے،

مولوی محمد فاروق صاحب کا کچھ پتہ نہ چلا، پھر کوشش کرو، والسلام،

شبلی، ۱۲ جنوری ۱۸۹۲ء

لے یعنی سیرۃ النعمان کے،

میان محمد مسیح،

بھائی عجیب معاملہ ہے، ذرا تم بھی سنو اور انصاف کرو کہ کون حق بجانب ہے، میں نے وہ دو سو روپیہ، (ہاں یہ بھی یاد رہے کہ یہ دو سو روپے تھے، کیونکہ ایک سو بیس کی وجہ سے مجھ کو صرف مال غنم یا اس سے کچھ زیادہ پہونچے تھے، میں نے یہاں اگر اپنے پاس سے دو سو روپیہ پورے کر دیئے) مولوی محمد عمر صاحب کے پاس بھیج دیئے کہ داد امر حوم کی یادگار میں چھوٹے چچا کے نام سے جمع کر دین اور چچا کو نہایت شکر گزاری کا خط لکھا، اور اطلاع دی کہ وہ روپیہ آپ کے نام سے اس طرح جمع کر دیئے گئے، چونکہ مجھ کو خیال تھا کہ وہ واپس لینا گوارا نہ کریں گے، اور میں خود اپنے پاس رکھنا پسند نہ کرتا تھا، اس لئے ایسی صورت نکالی کہ وہ نوں مطلب نکل آئیں، اب تماشا یہ ہے کہ چچا صاحب وہ روپیے لئے لیتے ہیں، اور میان الحق بھی ان کی تائید پر آمادہ ہیں، میں سخت حیرت میں ہوں کہ جو روپیہ کسی کو دیدیئے ان کو واپس لینا کون سی ہمت ہے، میان الحق کہتے ہیں کہ بندول کے دائرہ میں ہمت کا یہی پیمانہ ہے، تم علی گڑھ کی باتیں کرتے ہو، مجھ کو افسوس ہوتا ہے کہ آج چچی مرحومہ زندہ نہیں ورنہ میں دکھا دیتا کہ بندول ہی ہمت کا اور بھی معیار ہے، انھوں نے نیشنل اسکول میں پان سو روپیہ دینے کے تھے اور تلو دے بھی دیئے اور تقاضا کیا جاتا تو سب وصول ہو جاتا، واللہ مجھ کو تعجب اور سخت تعجب ہے، غالباً چھوٹی چچی کو ایسی ہمت ہوتی پسند نہ ہو، لیکن میان الحق اور چچا نہیں مانتے، خیر اچھا ہوا، میں سبکدوش ہو گیا، اور بندول کی نئی اصطلاح سمجھ میں آگئی، ذرا تم بھی تو اپنی رائے ظاہر کرو، لیکن خدا لگتی کہنا اور رہا

کو دخل نہ ہو،

والسلام،

شبلی، ۴ فروری ۱۸۹۲ء

(۳۱)

برادر عزیز محمد صبح سلمہ،

خط پہنچا میں تین چار مہینہ سے اکثر صبح نہیں رہتا، آج پانچواں دن ہے، کہ بہت سخت بچا
 آیا، ایک سوچھ درجے پر حرارت تھی، چار دن تک یکساں حالت رہی، اور نہایت سخت تکلیف
 رہی، کلمہ سے کمی ہے لیکن تکلیفیں وہی ہیں، کھانسی بہت ہے، کوئین جو بہت سی کھلا دی ہے تو کان
 سے بہت اونچا سننے لگا ہوں،

مولوی محمد کمال بنین آتے تو مولوی محمد منیر حرپا کوٹی کو لکھو، اور بہت جلدی جواب
 حاصل کر کے میرے پاس بھیج دو،

پچیس^{۲۵} بھیجا ہوں اور آئندہ سے انشاء اللہ التزاماً پانچ بھیجا کروں گا،

سیرۃ النعمان کب کی ہو چکی^{۱۶} دوسری بار چھپ رہی ہے، نتیجہ امتحان سے خوشی ہوئی، میرا
 اسحاق سے رائے لیکر ایک عرضی مزید امداد کے لئے برنار رپورٹ انسپکٹر گورنمنٹ میں بھیجی چاہئے،
 محمد شبلی نعمانی،

یکم اپریل ۱۸۹۲ء

۱۷ یعنی پہلا آڈیشن صرف تین مہینے میں ختم ہو گیا، دیکھو مکتوب ۲۸،

(۳۲)

برادرم،

السلام علیک، تمہارا خط پہونچا، میان میرا مین تو نہایت جلد آئیں، یہاں ان کے رہنے ہنہ
کا بھی بند و بست کر دیا جائیگا،

تمہاری ہمدردی بہت کچھ قابل شکر ہے، دلوں کے عام سکوت میں تمہاری اتنی صدا بہت
غنیمت ہے، میں انشاء اللہ اگر اچھا ہو گیا تو اسی مہینہ میں کشمیر جاؤنگا، اور ڈیڑھ دو مہینے وہاں رہوں گا
اگر تم کشمیر تک چلو تو ضرور چلے آؤ، سفر کا خرچ جو تقریباً چالیس پچاس ہو گا (دونوں طرف کا) تمہارا
ذمے، باقی اقامت کا خرچ میرے ذمے، علاوہ میری ہمراہی دہمدردی کے کشمیر کا دیکھنا کچھ کم نعمت
نہیں، یہاں نہ دیکھا تو قیامت میں اگر چہ جنت اس کا نمونہ دیکھنے میں آئے گا، مگر اصل نقل میں پھر فرق
ہے، بہر حال آتے ہو تو آؤ ورنہ جواب لکھو، کہ انتظار نہ کرنا پڑے،

بخار کے دوڑے ہوتے جاتے ہیں، آج ڈاکٹر صاحب نے بڑے سرد سالان سے بخار کے رد کرنے
کے لئے تیاریاں کی ہیں، مگر دیکھئے میدان کس کے ہاتھ رہتا ہے، والسلام
شبلی،

۵ اپریل ۱۸۹۲ء

(۳۳)

میان مسیح،

میں کشمیر سے بیمار ہو کر واپس آیا، اور خرچ کی سخت زیرباری ہوئی تم نے پتھر کے بھیجے کا وعدہ

کیا تھا، اب یہ حال ہے کہ والد تم کو تقاضا لکھتے ہیں اور تم کو خبر تک نہیں ہوتی، پتھر کے بغیر تمام کام بہرے
اور خراب ہو رہا ہے، جلد توجہ کرو، تم کو اس سے زیادہ لکھنا بھائی ہے، والسلام،

شبلی، عسلی گڈھ، ۳۱ جولائی ۱۸۹۲ء

(۳۴)

میرا مجموعہ نظم فارسی مطبع میں چھپنے کے لئے گیا، اور امید ہے کہ جلد تیار ہو جائے، اخبار کے
پر لے فائلوں اور بعض اور طریقوں سے جہاں تک ہو سکا، اشعار جمع کئے گئے جس کے محرک بلکہ جامع
نواب سید علی حسن خان فرزند نواب صدیق احسن خان مرحوم ہیں،

میان مہدی کے واپس آنے پر میں نے مشن اسکول کے جلسہ کے لئے ایک نظم لکھی تھی، آمد
اس کی رو دین ہے، اگر تم اس کو ہم پہونچا کر بھیجو تو وہ بھی چھپ جائے، تمہارے ذریعہ سے اس مجموعہ
میں اگر کچھ اضافہ ہو سکتا ہو تو اٹھانہ رکھو، لیکن اس کے ساتھ جلدی بھی شرط ہے، کیونکہ عید تک
چھپ کر شائع ہو جانا مقصود ہے،

والسلام،

میں آج کل سفر نامہ لکھ رہا ہوں،

شبلی نعمانی، ۲۶ مارچ ۱۸۹۳ء

(۳۵)

خط پہونچا، ہاں مھکونا رنگیان بہت پسند ہیں، لیکن تمہاری تکلیف کے لحاظ سے کہیں تکلیف
نہیں دی، میں آدمی تو ہوں مگر انا الناس کو پسند نہیں کرتا، روپیوں کی جلدی نہیں آجائیں گے،

لے اتنا اس کو ظرافت انا الناس لکھا ہے،

اب کی صناسن و حمید کی کامیابی کی کافی امید ہے، حامد و حمید کا امتحان سالانہ ابھی ختم ہوا، دونوں پاس ہوئے، اور دوسرے یعنی سکند کلاس میں چڑھا دیئے گئے، نظم فارسی تم کو تحفہ بھیجتا ہوں، میں نے اس کا کاپی رائٹ نیشنل اسکول اعظم گڑھ کو دیدیا ہے، اس خیال سے چاہتا ہوں کہ اس سے معتد بہ رقم آجائے، اعظم گڑھ والوں کے لئے میں نے اس کی قیمت عمرنی کاپی مقرر کی ہے، معمولی قیمت ۴۰ ہے، غالباً معمولی قیمت کے خریدار گورکھپور میں بھی مل جائیں،

الفاروق انشاء اللہ تعالیٰ لکھون گا لیکن وقت کی تعیین نہیں کر سکتا، معلوم نہیں سفر نامہ سے ملک کو کمان تک دیکھی ہوگی، اس کا اندازہ ہوتا تو اسی حساب سے جلدین بھپتیں، امید ہے کہ میں جرن کی تعطیل میں گھر جاؤں،

والسلام،

شبلی نعمانی، ۱۱ اپریل ۱۸۹۲ء

(۳۵)

السلام علیکم، فوراً لکھو کہ حافظ حسن علی صاحب کے روپے وصول ہوئے یا نہیں، اگر نہیں تو تم کو دینا پڑے گا، آج میں نے والد قبلہ کو چند اردو اخبارات بھیجے ہیں، وہ دیکھ چکین تو تم لے لینا، اور اپنے پاس رکھنا، مولوی حالی کی نظم کا پرچہ ضرور محفوظ رہے،

والسلام،

شبلی نعمانی، ۱۱ فروری ۱۸۹۲ء

(۳۶)

یہ..... بھوٹے انشاء اللہ عنقریب مکان آؤنگا، گو مجھے کوئی ظاہر بیماری

لے بہ سطرین کرم خوردہ ہیں،

نہیں، مگر طبیعت میں دہی افسردگی سی ہے،

مدھی کی کامیابی کا حال جو ان کی ترقی مقصود کا مبارک دیباچہ ہے، تم کو معلوم ہوا ہوگا
بیان میں نے مجلسِ مباحثہ میں اس بات پر کچھ دیا کہ ہمارا گزشتہ طرزِ تعلیم موجودہ طرزِ تعلیم سے
عمدہ تھا، اور لطف یہ کہ عموماً طلبہ نے میرا ساتھ دیا اور
سید محمود بالکل مجھ سے موافق تھے،

تم کوئی فرمائش کرو تو بشرط امکان لیتا آؤں، ہمارے کرم مولوی محمد عمر کی خدمت میں تسلیم
کہو، اور حضرت حافظ حبیب اللہ صاحب کی خدمت میں بھی، اگر قبول کریں،
شبلی نعمانی،

۱۹ نومبر ۱۹۶۷ء

(۳۸)

عزیزی

سلام علیکم، تمھاری کوتاہ قلمی میرے تمام جوشون کو برباد کر دیتی ہے، بھائی ٹکٹ کے دام
میرے حساب میں رکھ لے، مگر خدا کے لئے خطوط تو دوسوین پندرھوین دن بھیجا کر،
میں دو ایک مہینے سے بالکل بیکار رہتا ہوں، دماغ سے کچھ کام نہیں ہو سکتا، اب کی
انشاء اللہ مکان پر نہایت مستعدی سے علاج کروں گا، میری خواہش ہے کہ تمام تعطیل اعظم گڑھ
بسر کروں، بند دل دو تین روز سے زیادہ نہ رہوں،

۲۷ یعنی علی گڑھ کالج کے یونین کلب میں،

ہاں دو چوکیاں چھوٹے پالیوں کی طیار کرائی منظور ہیں، عاقظ حسن علی صاحب نے ایک چوکی
 خریدی تھی جواب چھاؤنی پر ہے، ذرا اس سے طول عرض میں زیادہ، والد قبلہ سے لکڑی کے لئے
 کہنا، اگر گودام پر موجود ہو تو فہما، ورنہ خریدنے کا بندوبست کر کے مجھ کو قیمت سے مطلع کرنا، مارچ کے
 اخیر تک دو چوکیاں بالکل تیار رہیں، نہایت تاکید جاننا،

تعطیل میں انشاء اللہ عزیزی جینید وغیرہ میرے ساتھ اعظم گڑھ رہیں گے،
 میان نظیر محمد کا مضمون آفتاب ہند میں بن نے بھی دیکھا، معلوم ہین کس نے لکھا تھا، خیر خج
 تھا، افسوس ہے کہ تم کبھی ہین لکھتے،

بیان ان دنوں خوب چلے ہو گئے، بیرسٹرون کے لئے خیر مقدم ہوئے، میان عبد المجید
 جون پوری بھی تھے، مجھ سے بہت انس پیدا کیا، اصرار کرتے گئے کہ الہ آباد میں ان کے ہاں ٹھہروں،
 اور ان کو پہلے سے مطلع کر دینا، مولوی عبد الغفور شاہ امجد اللہ بھی بیان پہنچے، امجد اللہ کی
 خردماغی پر سخت حیرت ہوئی، ان سبھون کو منھشی اس سے زیادہ مغرور کرتی ہے، جتنا کہ فرعون
 کو مہر، مولوی عبد الغفور نہایت لطف سے ملے، خیر ان حضرات سے کیا مطلب؟
 ہاں ایک لطیفہ سنو، مولوی عبد الغفور نے مجھ سے کہا کہ سنا ہے کہ مہدی نہایت آزادانہ بے تیزی
 کے خطوط اپنے والد قبلہ کو لکھتے ہیں، اور اس خط کا حوالہ دیا، جس میں انھون نے لیڈیوں کے ناچ کا
 ذکر کیا تھا، مجھ کو یہ تعجب ہوا کہ یہ خبریں ان لوگوں کو کیونکر پہنچتی ہیں، والد قبلہ جو مہدی
 کے خطوط ان سبھون کو سناتے ہیں، تو سب ایسی نکتہ چینی کی غرض سے سنتے ہیں، خیر لیڈی دال بار
 لے آزیل نواب عبد المجید الہ آباد، ملے انگریزی محاورہ "کے کو بھوکے دد"

سین مولوی محمد عمر صاحب کے خط میں یہاں کے مذہبی جوش کا حال لکھا ہے، مجھ کو افسوس ہے کہ اس میں اسحاق اور عثمان کا ذکر ناحق لکھا مولوی محمد عمر صاحب اس حصہ خط کو لوگوں کو نہ دکھائیں،

ان دنوں اردو کی ایک غزل لکھی تھی اور تیسرے کو بھیج دی، تم ان سے منگالو، آج کل داغ اور حالی کی دلی میں خوب معرکہ آرائیاں ہیں، دو تین غزلیں اخباروں میں چھپی بھی ہیں، داغ کا دوسرا دیوان بھی چھپ گیا، اور تیسرا چھپ رہا ہے، مثنوی نہایت خراب لکھی ہے میری مثنوی میرے ساتھ آدگی عموماً اہل سخن نے نہایت پسند کیا،

بخدمت جناب حافظ حبیب اللہ صاحب تسلیم قبول باد،

شبلی،

۶ مارچ ۱۸۹۶ء

(۳۹)

عزیز من،

تم نے شاید اس لئے خط و کتابت کو خیر باد کہا کہ میں نے تمہارے ایک پیسہ کی فیاضی کی قدر نہیں کی یعنی تمہارے کارڈ کا جواب نہیں لکھا خیر غلطی ہوئی معاف کرو،

مدرسہ کے حالات بہت کم معلوم ہوتے ہیں، دیکھئے اب کی انسپکٹر کا ملاحظہ کیا ہوتا ہے، جاڑوں کی تعطیل میں ٹل کلاس کو عظیم گڈھ رکھ کر کوئی انتظام تعلیم کا کرنا چاہئے، محمد می کے

لے مولانا نے مرحوم داغ کو بہت پسند کرتے تھے، اور کثرت سے ان کے شعر ان کو یاد تھے،

حالات اگر کچھ معلوم ہوں اور دھپپ بھی ہوں تو لکھوں لیکن اگر چھاؤنی وغیرہ کا آٹھا ہو تو کچھ نہیں
 ۱۰۷۰ اچھے ہیں اور بڑی بات یہ ہے کہ گھبراتے نہیں، اگرچہ گھر چلنے کے دن گنتے رہتے ہیں،
 سید صاحب فرماتے ہیں کہ انگریزی بھی شروع کرادیجائے مگر میں ابھی مناسب خیال نہیں کرتا ہوں
 نثار گج سے آگئے معلوم نہیں بھائی مجید کمان گئے، افسوس ہے کہ عزیز سیاحی اس تعطیل میں مکان
 پر نہ ہوں گے،

میں نے عید یہ قصیدہ میں آج کل ایک تقریب سے کچھ تغیر کیا ہے، کوئی ۲۷ شعر بڑھا دیئے ہیں،
 مگر اتنی ہی اصل سے نکال بھی دیئے، واقعی یہ شعر جو بڑھائے گئے ہیں بلند پایہ ہیں،
 نمونہ بھیجتا ہوں اس کا آدھا تھان لیکر فوراً بھیج دو، اگر رنگ میں کسی قدر تفاوت ہو تو کچھ
 ہرج نہیں،

تعطیل میں تم کمان رہو گے،

نعمانی، ۲۷ نومبر ۱۸۹۶ء

(۴۰)

لو بھائی ہم میں کا ایک عنصر کم ہو گیا، عزیز سیاحی نے جان دی، اور کس حالت کے
 ساتھ کہ کلجے کے ٹکڑے اڑ گئے،

میں بد بخت پاس تھا، اور اس لئے جتنے تیر چپکے سب میرے ہی جگر پر لگے، ہائے اس کی جو اذیت
 ہائے کیا معلوم تھا کہ وہ اس قدر جلد دینا سے جائیگا، ورنہ مجھ پر لعنت اگر میں اس سے ناراض رہتا،

اے ایک قدیم ہندو مذہب کے نظم جس کو گا کر بڑھتے ہیں، اے مولانا اے مرحوم کے منجھلے بھائی،

ہائے سب یوں پر وہ سبک اچھا تھا آج چوتھا دن ہے لیکن خدا کی قسم اس وقت تک
دل نہیں ٹھہرتا، سو بار روچکا ہوں اور دل نہیں ٹھہرتا، اس کی ایک محبوب یاد گار ہے جس کو وہ
یتن کہتا تھا یعنی شافیہ، اس سے بار ہا بیٹ کر دیا ہوں لیکن کچھ بھی تو تسلی نہیں ہوتی، اس کو تسلی دنیا
چاہتا ہوں لیکن خود بیکار ہو جاتا ہوں، ایک اور اس کے نام سے وابستہ بد قسمت ہے جو پہلے چھوٹی
بھانج تھی لیکن اب پیاری بہن ہے،

تم لوگ مرنے سے باہر ہو، ہاں آفت زدوں کو سنبھالنا میرے سر چھوڑا ہے، ہائے مہدی
وائے مہدی، بد بخت ازلی

شبلی نعمانی، ۲ جولائی ۱۸۹۷ء عظم گڑھ،

(۴۱)

میں واقعاتِ حال کی وجہ سے تنگدل ہو کر تفریح کے لئے سفر کرنا چاہتا ہوں،
موازنہ قومی اور والد قبلہ کی صحت یابی کا جلسہ کر کے جانا ہے، تم غالباً نہ آ سکو، اسلئے اس قدر
ضرور کرو کہ نقشہ مطبوعہ مع اصلاح و ترمیم کے بیزنگ میرے پاس بھیج دو، تاکہ میں مجمع میں پیش کر سکوں
جلسہ پانچ چھ دن میں ہوگا،

والسلام،

والد اب بفضلہ اچھے ہیں،

شبلی، ۳ جولائی ۱۸۹۷ء

عظم گڑھ،

اے مہدی مرحوم کی یتیم لڑکی،

(۴۲)

نقشہ پونچا، مختاری محنت اور تحقیق کا مین جلسہ مین خاص طرح پر اظہار کروں گا،
 جو پہلو تھائے خیال مین ہے مین اس سے غافل نہیں ہوں، اصل یہ ہے کہ اسکول کی حالت
 نہایت نازک حالت پر آگئی ہے اور محنت جو شہ پیدائے بغیر اس کا ٹھہرنا مشکل معلوم ہوتا ہے،
 ایک سو ماہوار کی کمی پوری کرنی ہے اس لئے اس کا جلسہ کرنا ضرور تھا، اسی کے ضمن مین یہ جلسہ
 بھی کر دیئے جاتے ہیں کہ لوگ کسی طرح شریک تو ہوں، باقی تعزیت و تہنیت کا اجتماع الصنفین
 مین اس کا پہلو سنبھال کر کارروائی کروں گا،

شبلی، ۱۳ اگست ۱۸۹۶ء

(۴۳)

۶:۰۰ یزی،

چندہ غالباً تم نے بھی دیا ہوگا،

امور ذیل لکھ بھیجو،

مین نے وکالت کا امتحان کس سنہ مین دیا؟

رام پور وغیرہ کا سفر کب کیا؟

اعظم گڑھ مین تحصیلداری کا مدرسہ کس سنہ مین قائم ہوا تھا؟ والسلام

شبلی، ۱۱ نومبر ۱۸۹۶ء، علی گڑھ

لے بغرض طلب علم،

(۴۴)

کارڈ پہونچا، اب کی رپورٹ قدرت علی خان کے ہاں نہیں چھپے گی، مین اس کو نہایت خوشخط اور صاف عمدہ کاغذ پر چھپوا دیا گیا،

تمہارا چندہ کسی کے ذریعہ سے نہیں پہونچا، فوراً بند و بست کرو،
اب کی انسپکٹر نے اسکول کا معائنہ کیا، بہت خوش گئے اور ہائی سکشن کی ایڈ کا حکم دیا لیکن
ساتھ ہی یہ قید لگا دی کہ اگر نومبر شہر تک اسکول کی عمارت پوری نہ بن جائیگی تو ایڈ بند ہو جائیگی، اب
تحت تردد ہے کہ کیا کیا جائے،

دسمبر مین حامد کی شادی ہے، مین اس دن شادی کی حقیقت اور اس کے مراسم پر نہایت
وسیع اور پر زور لکچر دیا گیا، اور انشاء اللہ یہودہ رمون کی جڑ کاٹ دیا گیا،

والسلام،

شبلی انصاری، ۲۴ نومبر ۱۹۹۶ء

(۴۵)

بھائی مسیح! تم ایسے الفاظ کیوں لکھتے ہو، بے شہہ مین لوگوں کو نہیں بلاؤنگا لیکن تم شوق
سے آؤ، اور لکھو، البتہ کھنڈہ جانا مین پسند نہیں کروں گا، ورنہ اور دن کو شکایت ہوگی، لیکن
شادی دسمبر مین ہوتی نظر نہیں آتی، وہاں والے کہتے ہیں کہ ایام بخوس ہیں، اس لئے ۹ جنوری
چاہتے ہیں، خط کتابت ہو رہی ہے،

اے جلسہ سالانہ قومی کی رپورٹ،

مدرسہ حاجی صاحب وغیرہ کے برتہ پر نہیں بن رہا ہے، خدا نے جو چاہا تو وہ بنے گا، اور ضرور
بنے گا، میان مسیح، لوگ اپنے مکان میں عموماً ہزار دو ہزار صرف کر دیتے ہیں اور یہ عام بات ہو رہی ہے
صرف اس قدر فرق ہے کہ لوگ مدرسہ کو اپنا نہیں سمجھتے، بہر حال یہ سٹے شدہ امر ہے کہ اگر اور کوئی صاحب
نئے نوین کل مکرمے صرف اپنی لاگت سے بنواؤں گا، والسلام،

شبلی نعمانی، ۴ دسمبر ۱۸۹۶ء

(۴۶)

میان مسیح،

تاریخ میان عبد الحلیم نے دیا تھا، نقل ان کے پاس ہے، سو اتفاق یہ کہ وہ گورکھ پور چلے گئے،
کج شاید آجائیں، اس وقت صحیح دن گا،

ایک فتویٰ آیا تھا، ان سے کہ دو کہ میں فتویٰ وغیرہ نہیں لکھتا، جس مسئلہ کو پوچھا ہے اس کو
شاہ احق صاحب و مولوی عبد الحی صاحب وغیرہ نے بدعت لکھا ہے، اور علمائے بدایون جالہ سمجھتے ہیں

شبلی، ۲۰ محرم الحرام ۱۳۱۵ھ

اعظم گڑھ،

(۴۷)

خط پہنچا جو خبریں شہر میں وہ صحیح نہیں، بے شبہ یہاں میری بڑی آدھ بھگت ہوئی، میرے
پکڑ میں جو لوگوں کے اصرار سے دیا گیا، بہت بڑا مجمع ہوا، خود وزیر عدالت صدر انجمن ہوئے، نواب

اے بیان سے حیدر آباد کے زمانہ قیام کے خطوط ہیں، اے یعنی حیدر آباد میں،

مدار المہام بہادر یعنی وزیر اعظم نے نہایت احترام سے شرفِ نیاز دیا، اور مجھ کو یہاں کے قیام کی ترغیب دی، لیکن کام کی بات ابھی کوئی نہیں، میری ملازمت کا تحریری حکم ان کا آگیا، لیکن میں نے اس کو منظور نہیں کیا،

بہت بڑی کامیابی ہوتی لیکن قسمتی سے وزیر اعظم اور حضور کے تعلقات کشیدہ ہیں اور وزیر اعظم کے اختیارات حسب قانون حضور نے بالکل گھٹا دیئے ہیں اور اس وجہ سے ہر کام میں حضور کے اجازت لینی پڑتی ہے، یہ صرف چند روز سے ہوا ہے،

بہر حال دیکھئے کیا ہوتا ہے، بے شبہ اگر میں ملازمت کر سکتا اور کسی قدر دنیا داری بھی مجھ سے بن پڑتی تو دنیاوی فائدے بہت حاصل ہوتے، لیکن میانِ سمیعِ اعلیٰ کا بڑا حصہ صرف ہو چکا، چند برسوں کے لئے دامنِ زندگی کو کیا آلودہ کروں، دعا کرو کہ جو گردن ہمیشہ بلند رہی بلند ہی رہے، گھر کے مصائب نے یہاں تک بھی پہنچا تھا، ورنہ میں اپنے گوشہ عافیت کو فلکِ نما سے کم نہیں سمجھتا ہوں،

میان کے تیر و نشتر آتے رہتے ہیں اور کلچے کو چھلنی کئے دیتے ہیں، بہت کچھ ارادہ ہجرت کا ہے، اگر عرب پہنچ گیا تو تمام جھگڑوں سے نجات ہو جائیگی، والسلام،
شبلی نعمانی، ۱۲ اپریل ۱۹۱۷ء، حیدر آباد،

۱۔ مولانا کے والد نے ۲۰-۲۱ ہزار روپیہ قرض چھوڑا تھا، اسی کی خاطر مولانا کو تلاشِ ملازمت کرنی پڑی، دیکھو مکتوب ۵۰
۲۔ حیدر آباد کی ایک مشہور مناز عمارت کا نام جو اب نظام کا سکن ہے،
۳۔ معاملات ندوہ کی پیچیدگیوں کے بعد آخری زمانہ میں بھی یہی غم تھا، لیکن افسوس کہ فرصت نہ ملی،

۶۰۶ زی

مین بیان اگر ایسا پیش گیا کہ مصرع

نہ بھاگا جائے ہے مجھ سے نہ ٹھہرا جائے ہے مجھ سے،

ہمت کہتی ہے، مصرع،

بے تال آستین افشاندن از دنیا خوش است،

مصلحت فریب دیتی ہے کہ تم مین اور بہت سے لوگ شامل مین، ان کا بھی لحاظ رکھنا چاہیے،
افسوس اور سخت افسوس یہ ہے کہ پانچ برس کے انقطاع کے بعد مین نے جو تعلق اختیار کیا وہ
صرت اس لئے تھا کہ ایک زنجیر پاؤں مین پڑ جائے تاکہ مارا مارا نہ پھردن، لیکن بد قسمی دیکھو کہ مصرع
ایک چکر ہے میرے پاؤں مین زنجیر نہیں،

زندگی کے چند نفاس باقی مین، وہ آرام سے کٹ جاتے لیکن ایسے نصیب کہاں؟
ہاں ایک بات اسی سلسلہ مین ضرور ہے، سنو، اور تعمیل کرو، زمانہ غالباً بند دل سے خالص رہ گیا
ہوگا، وہاں تعلیم کے لئے مین نے فاطمہ کو سخت تاکید کی تھی، غالباً کچھ نہ کچھ ہوئی ہوگی، اب یہاں
کا کیا انتظام ہوگا، جو دن رائگان جاتا ہے ایک عمر عزیز کے برابر معلوم ہوتا ہے، تم خاص انتظام
کر دو ورنہ پہلی بنیاد بھی اکھڑ جائیگی،

مین صدمہ ماہوار حبیب خرچ کے لئے بھیجا کرتا تھا، خاصہ یہ کیونکر بھیجوں کہ تو تمھارے پاس

لے یعنی پہلی بیوی کے مرنے سے پانچ برس بعد دوسری شادی کی گئی فاطمہ کو ملائی صاحبزادی کا نام تھا،

بھیجدون، تم پہونچا دینا، اگر تمھاری رائے یہی ہو تو اس مہینے کی رقم اپنے پاس بھیج کر بھکوا اٹھاؤ،
 تم جانتے ہو کہ حسن صورت کی نسبت ہو چکی ہیری قسمت میں دونوں کا اجتماع نہ تھا اب
 کوئی چیز بایہ تسکین ہو سکتی ہے تو صرف حسن سیرت ہے، اس کے لئے سب مقدم تعلیم ہے،
 حیاتِ جاوید کی نسبت رائے پوچھتے ہو، میں کچھ کہنا نہیں چاہتا، تم مقلد نہیں مجتہد ہو، پھر
 تقلید کیوں کرو اور وہ بھی چھوٹی امت کی، والسلام،

شبلی، ۱۰ جون ۱۹۰۱ء

حیدر آباد،

(۴۵)

عزیزی!

ہیان کے حالات غالباً تم نے اخبار دن میں پڑھے ہوں گے، مختصر یہ کہ دینا ادھر کی
 ادھر ہو گئی ہو، لوی سید علی صاحب وغیرہ نکلے اور بیتہ نکلتے جاتے ہیں، میں بھی دو چار روز کا ہمارا
 ہوں، حامد مکان پر چلے گئے اور شاید واپس آئیں،

میں چونکہ بیان سے نکل کر گھر نہ جاؤنگا اس لئے چاہتا ہوں کہ زمانہ پہلے ردانہ کر دوں
 تمھارے ہاں، اسے قسطیں ہوگی اگر تم آجائے تو حیدر آباد بھی دیکھ لیتے اور زمانہ تمھارے ساتھ
 چلا جاتا، تم کو صرف آنے کا کرایہ دینا ہوگا، جواب سے مطلع کرو، میان رشید حسین میں مستقل میں
 داغ شہر، سید علی بلگرامی، سید حسین، یادگار ان زمانہ کو دیکھنا چاہو گے تو سب ہی موجود ہیں،
 شبلی، ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۱ء

(۵۰)

عزیزی،

مین اچھا ہون مگر پریشان ہون، یہاں برسوں میں ایک چیز کا فیصلہ ہوتا ہے، میرے سرشتہ اور دائرۃ المعارف پر ایک کمیشن مینٹی ہے، اس کی رپورٹ پر فیصلہ ہوگا، لیکن میں پہلے اسی بیان کی سازشوں سخت گھبرا گیا ہوں،

سلسلہ آصفیہ میں ایک فریخ مصنف کے دو سفر نامے دکن کے اور ایک خاص دکن کی تاریخ مصنفہ مولوی عبدالغفور ملازم سرشتہ چھی ہے، اور یوں تو میری کتابیں بھی اسی سلسلہ میں داخل ہیں، الغزالی چھینے کے لئے گئی ہے،

اگر دیہات بک کر قرضہ ادا ہو جاتا تو میں دو ہزار پر بھی یہاں کی بلکہ کہیں کی ملازمت نہ کرتا، میں نے مذہب میں رہنے کا عزم جازم کر لیا ہے، دیکھتے یہ آرزو کب پوری ہوتی ہے مولوی سید علی مراد پور کو ولایت روانہ ہوں گے،

یہاں ایک عجیب کتاب دیکھی جو بہت ہی قدر کے قابل ہے، مرزا صاحب نے اپنے انتخاب تمام شعراء کے کلام کا ایک مجموعہ طیار کیا تھا اس کا بہت عمدہ نسخہ ہے، ایسے بے مثل اشعار انتخاب کئے ہیں کہ اس سے بہتر ہونہیں سکتا، افسوس مالک کتاب اس کو جدا نہیں کرتا،

والسلام،

شبلی، ۵ فروری ۱۹۰۲ء

لے بالآخر مولانا نے یہ کتاب خرید لی جو مولانا کے کتبخانہ موقوفہ مذہب میں موجود ہے،

(۵۱)

کارڈ پونچا نیشنل سے معلوم نہیں کوئی قومی لٹاکا پاس ہوا یا نہیں،
 نذر کے روپے اپنے پاس رکھو، اس کے تین مصرف ہیں یا تو موازنہ ترقی قومی کے مصارف
 کے لئے رکھو، یا نیشنل میں اس غرض سے بھیج دو کہ اس سے چھوٹا سے چھوٹا فریج کا سامان لے لیا جائے
 وہاں اس کی بڑی کمی ہے، یا کسی غریب طالب علم کو وظیفہ میں دیدو،
 میرے حالات اب یہاں نہایت خراب ہیں، والسلام

شہلی، ۲۸ اپریل ۱۹۰۲ء

(۵۲)

۶ مئی،

حسب طلب دس جلدیں مرسل ہیں، ان میں درجہ اول کی تین ہیں قیمت بھیج دینا، قیمت کے علاوہ
 دو آنہ جلد کی قیمت ہے، اور محصول علاوہ،

قواعد انجمن اُردو میں اس قدر اب ترمیم ہوئی ہے کہ خریداران مستقل ارکان اعانت قرار دیے
 گئے، تم اپنے خریداروں کو بھی مطلع کر دو، انجمن کی تیار کردہ کتابیں زیر طبع ہیں، میں نے میرا نہیں
 کے کلام پر ایک مفصل ریویو لکھا ہے جو ایک کتاب کی صورت میں شائع ہوگا،
 علم الکلام چھپ رہا ہے، والسلام

شہلی، ۲ نومبر ۱۹۰۳ء

حیدرآباد،

(۵۳)

مین مستغنی ہو کر وطن آگیا، اگرچہ مدار المہارم کو میرے قیام پر اصرار تھا، لیکن مین نے آخر
ہزمت کے جوئے کو اتارنا ہی مناسب سمجھا،

موازنہ ترقی مین جو اضافہ ہوا ہو، بھجودا اور یکشنبہ کو اگر یہاں آسکتے ہو تو مطلع کرو،

والسلام،

شبلی، ۵ فروری ۱۹۰۵ء

(۵۴)

ہو بیڑی،

شعبہ سوم، کانا مقبول ہونا معلوم تھا، لیکن "یک کس مردہ باشد مردہ باشد از قاعدہ"
حکمت بناید گذشت "ایک علی کتاب ناول نہیں بنائی جاسکتی تھی جب سے شائع ہوئی ہے،
ہر طرف سنا ہے حسن ظن کی بنا پر کچھ لوگوں نے منگوائی وہ بھی پھپھکتے ہون گے، لائٹ بھی وصول
ہونے کی امید نہیں، مقدور والوں کو کتاب مستعار دینا یورپ کے اصول کے خلاف ہے،

مسلم لیگ کے تقاضے پر دلی جا رہا ہوں، وہاں سے آکر جون پور آ سکوں گا،

جو خط کسی قدر خاص ہوں ان کو سید سلیمان کے پاس نہ بھیجوں، فرصت کے وقت مین خود

دیکھ کر فیصلہ کر لوں گا،

۱۰ مولانا کا حیدر آباد مین اپریل ۱۹۰۵ء سے جنوری ۱۹۰۶ء تک تین برس ۱۰ مہینے قیام رہا،

۲۰ بھڑنڈ اندراج مکاتیب شبلی،

شعبہ ہجرت کے دوسرے حصے کسی قدر دھپ ہیں،

شبلی

ندوہ

۲۴ جنوری ۱۹۱۰ء

(۵۵)

۶۷۱

الغزالی عبد اللہ خان، کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد کے سپیکٹنگ آفیسر نے بھی دین جا کر
تم میرے پاس آ جاتے تو بڑا آرام ہوتا، اب اس قدر ضعیف ہو گیا ہوں کہ معمولی کھانے پینے کا انتظام
بھی سخت گراں معلوم ہوتا ہے، نوکر معتبر نہیں ملتے،
صرف ایک دو گھنٹے صبح کو کچھ لکھ لیتا ہوں، باقی تمام دن بیکاری میں گزرتا ہے، مطلق کوئی
چیز نہیں لکھ سکتا،

نالہ شبلی، کے چھاپنے والے مدعی ہیں کہ رقم کسی قومی کام میں دین گے مجھ سے
تو پہلے پوچھا تک نہیں،

سیرہ لنبی ۲، بقدر امکان ہوتی جاتی ہے، یہ عمر بھر کا حاصل اور وسیلہ نجات ہے،
عجم کی مدح کی، عباسیوں کی داستان لکھی
مگر اب لکھ رہا ہوں سیرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

مجھے چندے معتم آستان غیر ہونا تھا
خدا کا شکر ہے، یوں خاتمہ باخیر ہونا تھا
شبلی - لکھنؤ،

۲۴ جنوری ۱۹۱۲ء

(۵۶)

ہاں نسبت بہت اچھا ہوں، دو گنی بلکہ چو گنی تر تھی ہوئی ہے، تاہم صرف ایک وقت کی غذا
رہ گئی ہے، اور وہ بھی دو توں،

تمہاری تعطیل کب شروع ہوگی، اب کی تعطیل میں ضرور میٹھی آوا اور شرطیہ کی مولوی جس کا کو لینے آؤ تم نے بیٹی جو
دیکھی وہ کچھ اور تھی اور اب اور ہی، بہر حال مولوی جس کا ضرور آمادہ کرو، میں صحت خیال سے ابھی یہیں رہنا چاہتا ہوں،
سیرۃ بنوی کے چھپنے کا بھی یہیں بندہ دست کرنا چاہتا ہوں،

اردو میں تاریخی نظمیں جو میں نے السلال میں لکھی تھیں علی گڑھ والے علیحدہ مع فوٹو

چھپوا رہے ہیں،

ایک مشہور ہندوستان کا دسی مصوّر جو اپنے کمال فن دکھانے کے لئے ولایت جا رہا ہے
اس نے میری دسی تصویر اپنے شوق سے طیار کی ہے،

شبلی - ۱۔ ستمبر ۱۹۱۳ء

(۵۷)

افسوس ہے کہ تم سے ملاقات نہ ہو سکی، میں اب دائم المرض ہوں، غذا آٹھ مہینہ سے
صرف ایک وقت ہے، ضعف بڑھتا جاتا ہے، اس پر بھی خدا کا شکر ہے کہ صبح کے ایک دو
گھنٹے لکھ لیتا ہوں، اعظم گڑھ کا بنگلہ خالی کر لیا ہے، کسی قدر آراستہ ہو جائے تو قصد ہے کہ گریٹر
میں آکر رہوں، تم اب پیش لو، اور کچھ برادری کا کام کرو یعنی نیشنل اسکول کو سنبھالو، میان
اسحاق بھی تعطیل کا زمانہ اس پر صرف کرنا چاہتے ہیں اور میان حامد نے تو بیان اپنچ

کی لی ہے، کہ میں اگر عظیم گدھ میں رہوں تو وہ پیشکاری چھوڑ کر اسکول کا کام کریں گے بغیر
عمل نہیں نیت تو اچھی ہے،

مضامین عالمگیر کے لئے دفتر ندوہ کو لکھ دیتا ہوں، جدید اردو نظمیں تم اگر ہ سے لائے ہوئے
پولیشیکل نظمیں بھی ایک صاحب چھاپ رہے ہیں یہ بڑھاپے کا زور ہے،
شبلی، لکھنؤ،

۲ جنوری ۱۹۱۴ء



۹۔ مولانا حبیب الرحمن خان صاحب شروانی،

رئیس ہیکم پور (علی گڑھ) کے نام،

(۱)

تسلیم خط پہنچا، سو مطوعہ ارسال ہے، جناب نواب عبدالشکور خان صاحب کو بھی دکھائیے گا، لیکن ابھی زیادہ تقسیم منظور نہیں،

مین نے علم کلام پر لکھنا شروع کر دیا ہے، اس فن کی کتابیں دور دور سے آرہی ہیں اس قلمی کتاب کی نقل کا سامان کیجئے،
والتسلیم

شبلی نعمانی،

۸ فروری ۱۸۹۹ء

(۲)

تسلیم، اصل یہ ہے کہ میری تمام بیماریوں کا سبب معدہ کا فساد ہے اور اب تک نہیں گیا

اے مولانا! مرحوم ادرجناب مولوی صاحب موصوفین تعلقات نہایت راسخ اور قدیم تھے، الامون جب نکلے تو مولوی صاحب نے اس پر ربوبو لکھا تھا، یہ تعلقات کی ابتدا ہے، جیسا کہ مولانا مرحوم خود فرماتے تھے، شکیبائی کی ابتدا اس سے ہوئی ہے، یعنی تقریباً اس زمانے سے جب مولانا نے علی گڑھ چھوڑا،
سے متعلق انجمن ترقی اردو،
تھے علم بزرگوار مکتوب الیہ، جھنوں نے سفر حج میں دفات پائی،

غذا ٹھیک ہضم نہیں ہوتی، کئی کئی وقت بھوک نہیں لگتی، کبھی نفخ رہتا ہے، کبھی قبض، اور اکثر بخیر، ان باب سے نہ قوت آتی ہے، نہ ظاہر حال میں تندرستی معلوم ہوتی ہے، شب و روز پلنگ پر پڑا رہتا ہوں، ضروری ڈاک کے لئے ایک ملازم مبشاہرہ دس روپیہ رکھ لیا ہے، والسلام،
شبلی نعمانی،

۱۵ فروری ۱۸۹۹ء

(۳)

بدستور بیمار ہوں ادو تین دن سے بخار کی شدت ہو گئی ہے،
مسٹر آرٹلڈ نے دیوان منوچہری مبطوعہ یورپ مستعار مانگا ہے، براہ مہربانی آپ اپنا نسخہ ان کے پاس لاہور کالج کے پتہ سے بھیج دیجئے، کیا الفاروق پر ریویو لکھنے کا ارادہ نہیں؟ یا وہ اس قابل نہیں؟
والسلام
شبلی نعمانی،

۱۸ اپریل ۱۸۹۹ء

(۴)

مخدومی امین نے خود الفاروق کی اطلاع آپ کو دی تھی، غالباً خط تلف ہو گیا، میں اب تک صحیح نہیں ہوا، الفاروق بھی جائیگی، لیکن چونکہ آپ درجہ اول کے طالب ہیں، اور وہ اے منوچہری غزنوی دور کا مشہور شاعر ہے، اس کا دیوان ایران میں بھی چھپا ہے، لیکن نہایت غلط، فریج مستشرقین کزمرہ کی نے پرس سے اس کا نہایت عمدہ ادیشن مع ترجمہ فریج و حواشی کے شائع کیا ہے،

مجلد ہو رہی ہے اس لئے ذرا دیر ہوگی،

والسلام،

شبلی نعمانی،

۸ مئی ۱۸۹۹ء

(۵)

بہتر ہے معارف میں بھی دیجئے لیکن پہلے ان سے پوچھ لیجئے کہ چھاپن گئے بھی یا نہیں، ادھر صاحب
مجھ سے خفا ہیں میں اب ڈاکٹری علاج کر رہا ہوں، ایسی زندگی سے تنگ آگیا ہوں جس میں آپ
صاحبوں سے ملنا بھی نہیں ہو سکتا،،
شبلی،

۱۰ مئی ۱۸۹۹ء

(۶)

اب اگلے حق دوستی کا وقت ہے حکیم عبد المجید خان صاحب کو میرے معالجہ کے لئے خط
ان کا جواب آئے تو سفر کا قصد کر دوں، آپ بھی دلی تک چلین ظن غالب ہے کہ نواب محسن الملک
بھی چلین گئے،
شبلی،

۱۸ مئی ۱۸۹۹ء

(۷)

حال میں ایک اسٹنٹ سول سرجن مسلمان آگئے، انھوں نے عجیب گرجو شئی سے علاج کیا
لے الفاروق کے ربوبیہ کے نسبت ہے، کہ رسالہ معارف میں بھی دیجئے، یہ ادھر صاحب وہی ہیں جو آئندہ مسلم گزٹ کے
ادھر ہوئے، ۵۵-۱۲۰۔ لے خاندان دہلی کے مشہور طبیب، سید من دفاتر پائی،

اور اس سے کچھ فائدہ بھی ہے اس لئے میرے دوسرے لیفٹننٹ تک کچھ انتظام فرمائیے، البتہ حکیم صاحب کا جو خط آئے وہ مجنسہ بھیج دیجئے، ریویو کو کہاں بھیجا؟

۱۸۹۹ء

شبلی نعمانی

(۸)

خط پہونچا، مشکور کیا، ڈاکٹری علاج سے بہت فائدہ ہے،
ادب الکاتب ناقص خریدنے کی کیا ضرورت ہے، مصر میں مکمل چھپ گئی ہے، مثل السار
کے حاشیہ پر،

دارالعلوم کی کل میں نہایت ذلیل پرزے لگائے گئے، کیا قوم کو اس قدر امیدیں دلا کر دیں
وغیرہ سے بھی گھٹا مال دینا چاہئے،
شبلی،

۱۸۹۹ء جون ۲ء

(۹)

ابھی تو میں کیا صحیح ہوں لیکن کچھ امید بندھی ہے شاید صحیح ہو جاؤں، آپ اس بات کیلئے
طیار رہیں، کہ اگر خدا نے صحت کامل دی تو میں اپنے تمام خالص دوستوں کو مدعو کروں گا جنہیں
مولانا حالی، خواجہ غزال الدین، میر ولایت حسین، وغیرہ ہوں گے، آپ کو بھی تکلیف کرنی پڑیگی،
ورنہ اپنے نیاز مندوں کی فہرست سے میرا نام آپ کو نکال دینا ہوگا،

شبلی، ۱۸ جون ۱۸۹۹ء

مذوہ کی بیماری لا علاج ہے،

لے الفاروق کارویلو،

(۱۰)

کیا آپ واقعی بیان جلوہ فرما ہوں گے، اور کیا درحقیقت ع
میرے ویرانہ میں ہو جائیگی دم بھر چاندنی،
نامہ والا کو بار بار پڑھتا ہوں اور اس سے مخاطب ہو کر کہتا ہوں، ع
سچ سچ بتا یہ حرف اہنن کے قلم کے ہیں
شبلی، ۲۵ جون ۱۸۹۹ء

(۱۱)

جیسے آج معارف آیا، ریویو پڑھا اور بار بار پڑھا، خدا کی قسم دیر تک ایک کیفیت طاری
رہی، اگر خود ستانی کا پہلو نہ نکلتا تو میں اس کو انفرادی کے ساتھ شامل کر کے شائع کرتا، زورِ قلم
مذرت استعارات واقعہ طرازی، کس کس چیز کی داد دوں، ہاں اب ایک بات سنئے یہ زورِ قلم
مضمون اور رسالوں پر ہی ختم نہیں ہونا چاہئے، وسعت خیال اب مستقل تصنیف کا میدان
چاہتی ہے، متوجہ ہو جائے اور کوئی مفید سلسلہ پھیر دیجئے،

ہاں ایک اور بات ہے، اب کی کافر نس اعلیٰ میں ہے، آرنلڈ ۲۶ جولائی کو روانہ ہو
مجھ کو بلاتے ہیں، میں ضعف کی وجہ سے کہتا ہوں، اگر آپ کی ہمسفری کی امید ہو، تو میں تو
ہو جاؤں گا، کیا آپ قصد کر سکتے ہیں، اسی سیر میں ممالک اسلامیہ کو بھی لپیٹے آئیں گے پانچ
سات سو کا خرچ ہے، آپ چاہیں تو ذرا ٹھہر کر بھی چل سکتے ہیں، والسلام، شبلی ۱۵ جولائی ۱۸۹۹ء

لے ریویو بر الفاروق نوشتہ مکتوب الیہ، شایع شدہ رسالہ معارف، لکھے اور نیشل کافر نس،

(۱۲)

مخدومی میں نسبت بہت اچھا ہوں تاہم ضعف اس قدر ہے کہ اسٹاک بات نہیں کر سکتا
 میں نے اپنے لئے تین تجویزین پیش نظر رکھی تھیں،
 قرآن مجید پر ریویو (غور باللہ صبح مراد نہیں) اس میں فنِ بلاغت و فلسفہ کلامیہ کے دقیق
 مطالب ادا ہوتے، عربی کی شاعری کی تاریخ، امام غزالی کی لائف جس میں علم کلام پر پورا
 ریویو ہوتا کیونکہ موجودہ علم کلام کے مجدد وہی ہیں، ان میں سے آپ جو پسند کریں میں اس کو چھوڑ دوں
 ہاں ایک مضمون اور تھائی یعنی مسلمانوں کے فنِ تاریخ کی تاریخ، لیکن یہ بہت مستقر اچھا ہوتا ہے جس کے
 لئے آپ ابھی طیار نہیں ہو سکتے،

آپ کو اگر مرغوب ہو تو فارسی شاعری کی تاریخ اور عہد لہجہ کی خصوصیتیں اور ترقیان لیجئے
 ان تمام مضامین میں آپ کو اسٹنٹی کا کام دے سکتا ہوں مواد تحریر، عنوانات مضامین وغیرہ
 وغیرہ سب سامان مہیا کر دوں گا، یہ بھی ممکن ہے کہ ہم آپ مل کر کوئی کتاب لکھیں اور ترکون کی طرح
 وہ مرکب نام سے شائع ہو مثلاً حبیب شلی، غرض جدھر رخ کیجئے میں غائشہ برداری کے لئے حاضر ہوں
 یورپ کی سیر سے ناحق آپ نے جی چرایا، ایسا موقع قیامت تک نصیب نہ ہو گا،

شلی، ۱۰ جولائی ۱۸۹۹ء

(۱۳)

مخدومی، معاف کیجئے، اس وقت کاغذ نہ تھا، اس لئے آپ کی زلہ برداری کی، امام غزالی

لے یعنی ادنیئل کالفرنس کی شرکت سے جو اس سال اٹلی میں ہونے والی تھی، دیکھو مکتوب (۱۱)

کی لائف کا پہلا حصہ گو تفحص طلب ہے، لیکن آپ اس کو بخوبی انجام دیں گے، میں تمام ماضی و حال کو دیکھتا ہوں
لیکن اصل چیز ان کی کتاب تہافت الفلاسفہ کا ریویو ہے جس پر ابن رشد نے رد لکھا ہے، میں نے فلسفہ بری
محت اور تدقیق سے پڑھا، اور مدتوں اس میں منہمک رہا، (علی گڑھ آنے سے پہلے) باوجود اس کے
میری سمجھ میں نہ کتاب نہیں آئی، مولوی فاروق صاحب سے پڑھنا چاہا وہ بھی کترا گئے، میں نے چند نسخہ
الغزالی کے کئی کئی صفحے لکھ کر اسی خیال سے چھوڑ دیئے کہ ان کتابوں پر ریویو نہ ہو سکا تو کیا فائدہ
اس کے علاوہ پورے علم کلام کی تاریخ اور مکی ریویو لکھنا پڑ گیا، اس کے سامان کے لئے میں مصر سے کتابیں نقل
کرانا چاہتا ہوں، اس کا بھی ابھی سامان نہیں، فارسی کے لئے میں ابھی سے تیار ہوں،

والسلام،

شبلی، ۱۶ جولائی ۱۸۹۹ء

(۱۴)

مخدومی، امام غزالی کی علمی حالت سنئے فقہ شافعیہ کی علمی تدوین و ترتیب کی بنیاد امام غزالی
نے ڈالی، پھر امام غزالی نے تین کتابیں وسیط، بسیط، وحیز لکھیں، ان کے بعد ان کتابوں کی بے انتہا
شرحیں لکھی گئیں، اور بعد کی تمام تصنیفات انھیں سے ماخوذ ہیں، اور انھیں کی تغیر شدہ شکل میں اصول
فقہ میں نئے طریقے کی سب سے پہلی کتاب امام صاحب نے لکھی، جس کا نام منہول ہے، اور جو مدتوں میرے
مطالعہ میں رہی ہے، یہ نہایت زور کی کتاب ہے، اور بخلاف امام کی اور تصانیف کے عبارت
اس کی دقیق ہے، اصول میں اور بھی ان کی کتابیں ہیں، امرنے سے ایک برس پہلے اسی فن میں
ایک کتاب مستصفیٰ لکھی جو میری نظر سے گزر چکی ہے، تصوف میں بے شمار کتابیں ہیں جن کا استقصا

بھی مشکل ہے علم کلام کے وہ خیال خود موجود ہیں اور اس میں انکی بہت سی تصنیفیں ہیں، انکے بعد شیخ الاشراق نے
 فلسفہ اسلامی کے نام سے کتابیں لکھیں، انہیں حکمۃ الاشراق سب سے عمدہ ہے جو میرے مطالعہ میں بہت رہی ہے، اور
 انکے بعد امام رازی نے مطالب عالیہ، نہایت العقول، اربعین، مباحث مشرقیہ لکھیں، یہ سب کتابیں ضخیم ہیں اور
 بجز دو کے سب میری نظر سے گزری ہیں، امام غزالی نے فلسفہ و منطق کو بھی صاف کر کے دکھا، اس میں ان کی یہ
 کتابیں ہیں، محک النظر، مقاصد الفلاسفہ، متحل وغیرہ،

عیسائیوں کے رد اور انجیل کی تحلیل میں بھی ایک کتاب لکھی ہے، جسکو میں دیکھ چکا ہوں، یہ کتابیں جیتک مہمان ہوں
 اور جیتک ان پر بلکہ اصل علوم پر ریویو نہ کیا جائے انکی لائف لکھنی بیکار ہے، ریویو کیلئے اصل فن پر احاطہ کرنا پڑتا ہے، گو لکھا کم جاتا
 مگر وہ بہت وسعت نظر اور خوض فکر کا نتیجہ ہوتا ہے، ایک بات یہ ہے کہ فلسفہ شریعیہ کے بہت مسائل کی نسبت انکا طرز تحریر
 یہ ہے کہ وہ مسائل انکی ایجاد ہیں، حالانکہ متعدد تحقیقات کو میں نے بوعلی سینا کی کتاب میں پایا، اس لئے انکے کہنے پر کتنا
 نہیں ہو سکتا، بلکہ ہر جگہ سے پتہ لگا پڑ گیا، ان شکلات کو خیال کر کے قلم اٹھائیے، میں بہت کچھ اسکے لئے تیار ہو چکا ہوں
 تاہم بہت نہیں پڑتی بیسیوں صفحے کھڑے ہیں، امام صاحب کی جن تصنیفات کا میں نے نام لکھا ہے، گو اکثر میری نظر
 سے گزری ہیں لیکن نہایت نایاب ہیں اور مشکل سے ہم پہنچیں گی، ہستیار ملنا بھی مشکل ہے،

فارسی پر حقیقت مجھکو صرف عالم خیال سے کام لینا پڑ گیا، کیونکہ فارسی کا ایک دیوان بھی میرے پاس نہیں
 جو کچھ صرف دماغ میں ہے، ابتدائی کام اس کے یہ ہیں،

۱۔ اسکے اودار کی تقسیم، (مجمع الفصحی میں چار دور قرار دئے ہیں) (۲) ہر دور کے خصوصیات شاعری و مرثیہ
 الفاظ و محاورات (۳) بڑے بڑے شعراء کے کلام پر ریویو، (۴) شاعری کی، اخلاقی معاشرتی اثر کیا پیدا ہوئے،

شہلی، نہانی، ۲۶ جولائی ۱۸۹۹ء

(۱۵)

کارڈ پونچا خواجہ صاحب کو لکھ دیا گیا ہے،
 ۱۴ اگست کے اجلاس مذوقہ میں اگر آپ آئے، اور صنعت کی وجہ سے آسکا تو ادھر آنے کے لئے تیار رہئے گا، اس قدر
 قریب اگر آپ بچ نہیں سکتے، علی گڑھ سے بھیم پور تک جس تکلیف سے منہ بڑھتا تھا، عظیم گڑھ آنے میں اس سے کہیں زیادہ
 آسانی ہے لکھنؤ سے بنارس اور بنارس سے عظیم گڑھ، برابر ریل کا سلسلہ ہے، بنارس اور جون پور دیکھنے کے قابل شہر ہیں،
 شبلی نعمانی، ۱۸ اگست ۱۸۹۹ء

(۱۶)

واللہ میرے دل کی بات چھین لی صحابہ کے حالات سے بڑھ کر کوئی چیز ہمارے لئے نمونہ نہیں بن سکتی لیکن ہر پہلو کو لیجئے
 اور ان پہلوؤں کو صاف دکھائیے، جسے آج کل کے مولوی قصداً جستم پوشی کرتے ہیں،
 مفصلہ ذیل کتاب میں اس کے لئے ضروری ہیں، "استیعاب قاضی عبدالبر" "سد الغابہ" "اصابہ" ابن کثیر شامی،
 میں اگر اٹلی جاپ کے قابل ہوں گا تو پہلے ندوہ ہی میں حاضر ہوں گا،
 میری شکایتیں پھر عود کر آئیں، علاج کے لئے یہاں آیا ہوں، اور اپنا ہی میں مقیم ہوں، شبلی نعمانی،
 مقام گونڈہ، ۸ ستمبر ۱۸۹۹ء

(۱۷)

اکبر جہانگیر، شاہجہان کی علمی نفاست پسندیوں کے وہ نمونے آج کل یہاں آگئے ہیں کہ عقل کی وسعت اس کے
 لئے خواجہ عزیز الدین لکھنوی، ۱۱ سیر الصحابہ کا خیال اخیر زمانہ میں بھی پیدا ہوا تھا، منشی محمد امین کے مکاتیب میں ذکر ہے، اور اب اس کے
 علاوہ اس کام کو کر رہے ہیں، اور شیل کانفرنس میں شرکت کے لئے، دیکھو مکتوب ۱۱، ۱۲ لکھنؤ،

اندازہ سے کمی کرتی ہے ہیئت کے نوادر اس میں کتاب الآلات کا بھی ایک عمدہ نسخہ ہے،

لیکن میں جس چیز کی ترغیب دیتا ہوں وہ خوش نویسون کے قطعے اور تصاویر ہیں، خدا بخش
خان وغیرہ کے خزانے بھی ان جواہرات سے خالی ہیں، ابھی قیمتیں متعین نہیں ہوئیں، ایک آدم پرین
بھی حوصلہ آزمائی کر دن گا،
شبلی نعمانی،

۱۸ ستمبر ۱۸۹۹ء

(۱۸)

تسلیم خط اور کارڈ پونپا، یادداشت کا ترجمہ جس طرح چاہے کیجئے، آپ کرین یا منجانب کیٹی،
دونوں ایک سی بات ہے، بے شبہ اور قطعاً حدیث کا حصہ زیادہ ہونا چاہئے، لیکن بغیر انتخاب
کوئی کتاب مستقل اس قابل نہیں ہے،

دینیات کی سوسائٹی عمدہ تجویز ہے، لیکن ابھی نہیں کالج میں مذہبی رنگ آجائے تب،
والتسلیم،
شبلی، ۲۶ محرم ۱۳۲۲ھ

(۱۹)

مخدومی،

میں صحیح ہو چلا ہوں، اور ساتھ ہی دارالعلوم کا خیال آیا، مولوی خلیل الرحمن صاحب عیادت

اے فن میکانکس یعنی آلات سازی پر عربی زبان میں ایک رسالہ ہے، مولوی سید علی بلگرامی کے مشورہ سے آگے اس کا
طبع و اشاعت کا ذکر ہے، اس میں جابجا کلموں کی تصویریں بھی ہیں، اے صاحب کتب خانہ بانگی پور،
اے علی گڑھ کالج کے لکچرار دینیات سے متعلق ہے، جس کے مکتوب الیہ ناظم ہیں، اے فرزند مولانا احمد علی
محدث سہارن پوری مولانا کے استاد زادہ،

کو آئے تھے، اور اُبھارا، بہر حال میں نے عالم خیال میں وہاں جانے کی طہاریاں شروع کیں لیکن
 یہ فرمایے کہ کام کیا کر دن گامشی اطہر علی صاحب، مولوی خلیل الرحمن صاحب، مولوی فاروق صاحب
 پرنسپل دارالعلوم ان لوگوں کے دماغ میں دارالعلوم کا اتنا ہی منشاء ہے کہ اس سے ایسے طلباء
 نکلیں جنہوں نے کتب درسیہ کو سمجھ کر پڑھا ہو، اور بس، اس پر کچھ اضافہ یا اس میں کچھ کمی ان لوگوں
 کو سخت بدگمان کرتی ہے ازبانی گفتگو سے اس راز کا اچھی طرح انکشاف ہو گیا، پس یہ کام
 ارکان موجودہ کر رہے ہیں اور مجھ کو چوکاٹے بے فضول منہ پر عمل کرنا چاہئے، انگریزی کے نام
 سے ان لوگوں کی روح نکل جاتی ہے،

اگر آپ یا اور ارکان مجھ سے کام لینا چاہتے ہیں تو بتائیں کہ میں کیا کام کر دوں، میری
 جو تجویزیں ہیں تو وہاں چلنے نہ پائیں گی، البتہ یہ ہو گا کہ گروہ بندیان اور نرائین قائم ہوں، پھر
 لڑنے بھگڑنے سے کیا فائدہ، سوچ سمجھ کر جواب لکھئے، اور مولوی محمد علی صاحب سے مشورہ کیجئے،
 والسلام، شبلی، گوندہ شفا خانہ

۲۸ ستمبر ۱۸۹۹ء

(۲۰۱)

اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ ندوہ کی خدمت کر سکوں تو دس پندرہ دن کے لئے لکھنؤ میں اگر

لے اور آخر ہی مولانا کے شدید مخالفت ثابت ہوئے، اے خان بہادر منشی اطہر علی صاحب وکیل و سکریٹری انجمن تعلفہ دارال
 ادوہ، ندوہ کے بڑے ہمدرد تھے، صوفی مزاج تھے، ۱۸۹۶ء میں مدینہ منورہ میں وفات پائی، اے یہ پیشینگوئی بالکل سچ
 نکلی، اے مولانا سید محمد علی صاحب ناظم اول ندوۃ العلماء،

قیام کیجئے، میں کارروائی اور طرز عمل کا نقشہ پیش کروں گا، اس پر رائے دیجئے، اور ارکان بھی پورے غور و فکر کے ساتھ بحثیں کریں، پھر جو امر متفق قرار پائے اس پر عمل کیا جائے اور اس کا خاکہ ڈالا جائے، اس وقت جس طرح کام ہو رہا ہے اس میں شریک ہونا میں قومی گناہ سمجھتا ہوں اور لطف یہ کہ بڑے بڑے ارکان کے نزدیک وہی معراج خیال ہے، پھر میری کھیت وہاں کیونکر ہو سکتی ہے،

والسلام،

اتمام حجت کے لئے میں جلد تر لکھنا چاہتا ہوں،

شبلی، گوئدہ شفا خانہ،

۱۳ اکتوبر ۱۸۹۹ء

(۲۱)

جلسہ انتظامیہ میں میں نے باقاعدہ انگریزی کے داخل کرنے کی تحریک کی تھی اور اصرار کیا تھا کہ تحریک درج تحریر کی جائے، البتہ اس پر بحث نہیں ہو سکی، لیکن اس کی کیا وجہ ہے کہ کارروائی میں میری تحریک لکھی بھی نہ جائے،

مولوی عبدالحی صاحب آپ کی اجازت کے طلبگار ہیں، کوئی وجہ نہیں کہ آپ اجازت نہ دیں

والسلام،

شبلی، علی گڑھ،

۱۰ دسمبر ۱۸۹۹ء

لے نائب ناظم سابق و ناظم حال ندوۃ العلماء،

(۲۲)

مخدومی،

بات تو کچھ نہیں لیکن مولوی عبدالحی صاحب کی بہانہ جوئی اور آپ کے خارق العادہ ہونے پر تعجب آتا ہے، یہ امر معمولی حیثیت سے نہیں بلکہ رد و کد کے ساتھ ظہور میں آیا تھا جب بن نے دیکھا کہ انگریزی کے مسئلہ پر گفتگو نہیں ہوتی تو میں نے کسی قدر سختی کے ساتھ کہا کہ اس سے کیوں گریز کیا جاتا ہے، آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص محرک نہیں، میں نے کہا کہ میں ہوں اور میرا نام لکھا جائے، مولوی یونس خان نے کہا میں تائید کرتا ہوں،

البتہ آپ کی خاطر سے میں نے پھر اس پر بحث نہیں کی، اب بحث طلب صرف یہ امر ہے کہ میں نائب ناظم سے کہا یا نہیں کہ میرے نام سے یہ تحریک لکھی جائے، اگر میں نے کہا تو انہوں نے لکھی یا نہیں؟ نہیں لکھی تو کیوں؟ اور لکھی تو اس کے درج کارروائی کرنے سے کیوں انکار ہے؟ صدر انجمن کو یہ حق البتہ ہے کہ کسی تحریک کو پیش کئے جانے سے روک دے، یہ حق نہیں کہ یہ بھی کارروائی میں درج نہ ہونے دے، کہ فلاں شخص نے اس کو پیش کرنا چاہا تھا، یا پیش کیا،

جلسہ کے بعد میں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کیوں اس قدر اس بحث سے کتراتے ہیں، آپ نے کہا تمہاری بدنامی کے ڈر سے، باوجود ان تمام باتوں کے اگر آپ کو یہ تمام معرکہ بھول گیا تو نظریاتی کا یہ مصرع سمجھ میں آگیا، ع

آنکہ لسیان آورد خاصیت یاد من است

مجھ کو اس تمام بے اعتنائی پر واقعی رنج و افسوس ہے، والسلام، شبلی، علی گڑھ،
(دسمبر ۱۸۹۰ء)

(۲۳)

مکرمی،

عزیزی مولوی حمید الدین کا کچھ کلام چھاپا گیا ہے، ایک نسخہ ارسال خدمت ہے، اخیر کے
دونوں قصیدے ملاحظہ فرمائیے، فارسی زبان اس کا نام ہے، والتسلیم،
شبلی، ۱۴ رجبی ۱۲۹۷ھ

(۲۴)

مکرمی،

دنیات کی رپورٹ کا کیا نتیجہ ہوا، اس کا انگریزی ترجمہ ہو کر پیش ہوا، یا نہیں؟ اور کارروائی
ممبروں نے کیا کین بند وہ کے جلسہ میں کیا آپ لکھنؤ آئیں گے؟
سیوطی کی اشباہ والنظائر فن تخمین جو ایک کتاب ہے، اور فن نحو کی تاریخ اور فلسفہ ہے
چھپ گئی ہے، آپ نے نہ منگوائی ہو تو میں بھیج دوں یہ قیمت ہے، بڑی کتاب ہے، مصرے آج کل
چند جدید کتابیں آئی ہیں ان میں سے ایک فلسفہ جدیدہ پر ہے، والسلام
شبلی، ۱۵ رجبی ۱۲۹۷ھ

(۲۵)

مکرمی،

والانامہ پہونچا، اختلاف آرا بھی کیا چیز ہے، حیات جاوید کو میں لائف نہیں

ملے دیکھو مکتوب ۱۶۔

بلکہ کتاب المناقب سمجھتا ہوں، اور وہ بھی غیر مکمل، خیر، وللناس فیما یشتقون مذاہب، کتاب الآلات
سرشتہ علوم و فنون کی طرف سے چھپوانا مقصود ہے، آپ وہ نسخہ بھیج دیجئے اور اگر اپنے نسخہ منقولہ میں
تصویر بن بنوانی ہوں تو وہ بھی یہاں بہت اچھی بن سکتی ہیں۔

غزل دیکھی بعض شعر بہت اچھے ہیں مثلاً، "چو آشنا نگے کرد"، "خجوا الفاظ بیکار اور بھدے ہیں
ان پر خط کھینچ دیا ہے، "ضیائے شمع تراشب چراغ ویرانہ"، محض شمع ہونا چاہئے، اور ضرورت ہی ہوتی
"ضیاء" کے بجائے "فروغ" ہونا چاہئے، "دیدہ مجبور" کے بجائے "زگس مجبور" ہونا چاہئے، "انداز
ناز جانا نہ" یاد نہیں کہ "انداز" کے جو معنی اردو میں فارسی میں بھی آئے ہیں، "قلب خویش" "قلب"
کا لفظ بہت بجا ہے، "صفت لشکری" ہی بالکل ناجائز ہے، محض لشکر کہئے، عودض کے روئے

شبلی نعمانی،

والسلیم

بھی جائز ہے،

۴ اگست ۱۹۰۷ء

(۲۶)

تسلیم،

کتاب الآلات کی تصاویر کے لئے رعد کو لکھے وہ کوئی انتظام کر دیں گے، یا علی جتہری
والے کو جہانگیر کا مرقع عیش بھیجئے، لیکن بہت جلد کیونکہ میں عنقریب یہاں سے روانہ ہوتا ہوں،

لے فن آلات سازی (میکانکس) پر عربی زبان میں وہی کتاب ہے جس کا ذکر مکتوب ۱۶ میں گزر چکا ہے،
سرشتہ علوم و فنون کی طرف سے چھپوانا چاہتا تھا، لیکن مولوی سید علی کے ریاست سے نکلنے کے بعد یہ تجویز یوں ہی
رہ گئی، دیکھو مکتوب ۲۶ و ۲۷، ۲۸ مکتوب الیہ کے پاس قدیم تصویر دن کے بہت سے شاہی نادر مرقع ہیں جن میں سے
ایک یہ بھی ہے، جہانگیر بیٹھا ہے، کینرین ادب سے کھڑی ہیں، شراب کا دور ہے،

یورپ کی مطبوعات اس دفعہ تو میں نے نہیں منگوائیں بلکہ مولوی سید علی کی ہفتہ وار ڈاک میں آئی
 محققین، اور حقیقت یہ ہے کہ کوئی کہان تک منگوائے گا، یورپ نے ارادہ کر لیا ہے کہ قدمائے اسلام کی
 کل تصنیفات چھاپ دے، اسی کے ساتھ قیمتیں بہت گران ہیں، حال میں جو کتابیں چھپ کر آئیں، ان
 میں سے ایک کا نام بھی میں نے نہیں سنا تھا، اور یہ سب اعلیٰ قدیم تصنیفات ہیں، ان کے نام یہ ہیں،
 تاریخ ایران غلبی جس کے ایک حصہ کی قیمت لے رہے، کتاب الحارث والمساوی بھی
 عجیب کتاب ہے، عیون الاخبار ابن قتیبہ، کتاب البخلاء، اللجج خط وغیرہ وغیرہ،

آپ کے جواب پر میں نے ایک مفصل خط مولوی عبدالحی صاحب کو لکھا تھا، وہ شاید آپ تک
 نہیں پہنچا، حقیقت یہ ہے کہ ندوہ کی حالت دیکھ کر بہت ٹوٹ جاتی ہے، بوسیدہ ارکانوں کا
 تو یہ حال ہے کہ اس دفعہ بھی شرح عقائد نسفی، ہدیہ سعیدیہ، نور الانوار، درس میں تجویز کی گئی
 ہے، اور مولوی حفیظ اللہ نے کی ہے، بیچائے نے ان کتابوں کے سوا اور نام بھی تو نہیں سنے ہیں،
 ایک ہمارے روشن خیال شروانی ہیں، جن کو میں اپنا امام کہتا ہوں، ان کا یہ حال ہے
 کہ انگریزی کے نام سے ان کو لرزہ آتا ہے، بڑی مشکل سے مسلمانوں کے پھسلانے کو تجویز پر راضی
 ہوئے تو عمل درآمد میں حیران ہیں، حالانکہ تمام طالب العلموں کو انگریزی پڑھانا مقصود
 نہیں، نہ میرا یہ خیال ہے، صرف اس قدر مقصود ہے، کہ دو چار لڑکے انگریزی بھی
 پڑھیں، اتنی ذرا سی بات ان کے نزدیک اتنی عظیم الشان ہے جس قدر محسن الملک
 کی فرضی یونیورسٹی!

لے عزت تاریخ الفرس نام ہے، دیکھو سلیمان ۵۸۔

ان ہمتوں پر کوئی کیا کر باندھے،
 و السلام،
 شبلی نعمانی، حیدر آباد، ۲۵ مئی ۱۹۰۱ء،

(۲۷)

مکرمی،

ندوہ کے لئے یہ بڑا نازک موقع ہے، نظامت کے خلوئے بہت سے ناستحق اشخاص پیدا ہو گئے ہیں، حقانی اور مابعد القیوم کی طرف انگلیاں اٹھ رہی ہیں، دونوں میں سے کوئی ہوا تو ندوہ کا خاتمہ ہے، ارکان سے خط و کتابت کیجئے اور اس موقع کو سنبھال لے، مولوی یحییٰ الزمان اور وکے بہتر ہیں، شاہ سلیمان تک بھی مضائقہ نہیں،

بہر حال یہ موقع سستی اور بے پروائی کا نہیں ہے،

شبلی، حیدر آباد،

۲۷ جون ۱۹۰۱ء

(۲۸)

مکرمی،

حیدر آباد کی پولیسک زمین میں سخت بھونچال آیا، وزارت کا قبلہ مغرب سے مشرق کی طرف بدل گیا، کتاب پھونچی، لیکن یہ دیکھ کر سخت تعجب ہوا کہ جلد پر کتب خانہ مشردانی کی تقریبی

لے بعض سبائے مولانا محمد علی صاحب ناظم ندوہ نے استعفاء دیدیا تھا، اور نظامت کی جگہ خالی تھی حقانی سے مراد مولوی ابو محمد عبدالحی دہلوی مولف تفسیر حقانی ہیں لے وقار الامراء کی جگہ راجہ کشن پرشاد وزیر ہوئے لے شاید کتاب آلات دیکھو،

چٹ لگی ہوئی ہے،

غزل دیکھی، شاید نامہ و پیام ہو چکا ہے، صرف عقدہ رہ گیا ہے، اگر ایسا ہے، تو خدا مبارک کرے، غزل کے متعلق اپنی رائے گذارش کرتا ہوں،

ہندوستان میں آنکھوں میں محبت بولتے ہیں، ایران میں یاد نہیں آتا، اس لئے، پچھتم شوخ یار صہبائے اُلفت موجزن خواہ شدن، کھٹکتا ہے، وہاں ہر و محبت کو نگاہ کے ساتھ باندھتے ہیں، "جان تازہ وصلِ جاغم" انج تازہ کی ہ کو اتنا لبیا اور پورا نہیں ادا کرتے بلکہ اس لیے مین ادا کرتے ہیں،

کہ بہ دام آمدہ ام تازہ گرفتار امشب

"دل کہ پامال و خراب" انج اس شعر کی بڑی خوبی یہ تھی کہ ویرانہ انجمن ہو جائے خرابِ یرانہ کو بھی کہتے ہیں، اس لحاظ سے مقصد ادا ہوتا تھا، لیکن پامال کے لفظ نے یہ پہلو کمزور کر دیا، صرف خراب ہوتا تو خوب ہوتا، یا یون کر دیجئے،

دل کہ دیران کردہ صدر ترکتا ز حسرت است،

"بوسہ از لبکہ گرم بحیاب و بیدریغ" بحیاب اور بیدریغ دونوں یکجا ہو کر کایستہ کی زبان ہو گئی ہے، یون کر دیجئے،

لبکہ خواہد گشت صرف بوسہائے بیدریغ

یہ مصرع بھی چپت نہیں اور کچھ کر لیجئے گا،

ہاں میں نے نظامتِ علوم و فنون کی خدمت قبول تو کر لی ہے لیکن اس انقلاب میں

دیکھئے یہ خدمت بھی مجھ کو قبول کرتی ہے یا نہیں، والسلام،
شبلی، ۲۴ اگست ۱۹۰۱ء

(۲۹)

مکرمی،

تسلیم، انقلابی حال نے تمام امیدیں خاک میں ملا دیں، اب ایام گزاری ہے، وہ بھی دیکھئے
کب تک، کتاب الآلات کا چھپنا اب رہا، اسی دریا دل کے بھروسے پر یہ کام بھی اٹھایا گیا تھا، ابن
خلکان وغیرہ تو مجھ کو مدت سے صاحبِ دل لکھتے اور سمجھتے تھے، آپ نے آج سمجھا ہے، سچ ہے، ایمان
بالحضور ایمان بالغیب کو کب پہنچ سکتا ہے، آپ کی تحسین میرے عیب خورد گیری اور ناتوان بینی کو
راخ کرتی جاتی ہے، مصرع

ہر عیب کہ سلطان بہ پسند و ہزار است،

باقی عزت لین بھی بھیجے، اور اگر دیوان پورا کرنا منظور ہے تو وصال کی تاریخ طے کر جائے، ورنہ
وہ ناسور بند ہو جائیگا، ایک ہم بے نصیب ہیں کہ، مصرع

سرمایہ شت دین دل زار ہمان الخ

یورپ نے نہایت نادر تصانیف اسلامی آج کل شائع کی ہیں، کافر نس مدراس میں ہے
آپ نے تو ادھر بھی آنے کا موقع ہے، میرا پتہ اب کوٹھی معتمد تعمیرات نہیں ہے، مین الگ مکان میں
رہتا ہوں، صرف میرا نام کافی ہے یا سررشتہ علوم و فنون، ان آپ کا وہ مصرع بہت اچھا ہے

سید آباد کے انقلابِ وزارت نے سید مولوی سید علی بلگرامی، دیکھو ۳۰ دسمبر، ۱۹۰۱ء دیکھو مکتوب ۲۴۔

ع چون بخواد داشت تاب بوسه بیدریغ

والسليم،

شبلی،

۸ ستمبر ۱۹۰۱ء

(۳۰)

مکرمی،

دو نوں خط پہونچے، "انداز کا لفظ مرزا غالب کے اشار میں یاد تھا، لیکن چونکہ وہ اہل زبان نہیں اس لئے شبہ تھا نئی غزل غلطی اور گرفت سے خالی ہے، لیکن چونکہ ایک خاص مضمون یعنی آرزو کا التزام ہے اس لئے طبیعت کو جولانی کا کم موقع ملا، ایسی طرح اختیار کیے جن میں وسعت کافی ہو یہاں ہر روز ایک نیا شگوفہ کھلتا ہے، سید علی نکل چکے اور لوگ نکلتے جاتے ہیں، میرا بھی نفس باز پسین ہے، والسلام،

شبلی، ۷ اکتوبر ۱۹۰۱ء،

(۳۱)

تسلیم، والا نامہ پہونچا میری حالت اب بھی کا لمعلقہ ہے، شاید دو ایک مہینہ کوئی فیصلہ ہو، نصابِ نیا کے متعلق آپ نے جو مجھ پر بیان لکھیں ان کا علاج میری سمجھ میں بھی کچھ نہیں آتا، علم کلام کے متعلق میری کتاب اگر کبھی طیار ہوئی تو شاید اس کے کچھ اجزاء آپ کے کام کے نکلیں، عہد الواسع پہونچ گیا، اس کی نقل کا انتظام کیا جا رہا ہے،

اے دیکھو مکتوب ۲۵۔ ۲۷ تمس العلماء مولوی سید علی بلگرامی صاحب مدد عوب، ۳۷ دیکھو ۱۹۰۱ء،

ہاں مولوی سید علی صاحب کی علیحدگی کی وجہ سے کتاب الآلات کی تصاویر کا کوئی
انتظام نہیں ہو سکتا، اب آپ کی کتاب واپس بھیج دوں یا کیا کروں،
غزل دیکھی ماثار اللہ اب تو آپ بہت بختہ کہنے لگے، اب کے بھی نکتہ چینیاں کرتا ہوں
لیکن زبردستی دھونڈھ کر نکالی ہیں،

زرباشک حسن تو تلخ است عیش شیرین را ز تاب و سیاہ است رخسے لیلی را
ترصیع کا توازن چاہتا ہے کہ دوسرے مصرعے میں بھی خطاب کا حرف ہو، یعنی،
ز تاب زلف تو الخ،

ز عکس رخسے تو آئینہ ردش گلزار بہ لطف شاد کن طوطی مشکر خارا
پہلے مصرعے میں فعل نہیں اور دوسرے میں ہے، اس سے دونوں مصرعوں کا توازن اور تقابل
کم ہو جاتا ہے، ترصیع میں اس کا لحاظ رکھتے ہیں،

میں نے بھی ایک نظم لکھنی شروع کی ہے، جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے،
اے دکن! ایک بہارِ حنینِ جان از تست،

جان قافیہ اس کا ایک شعر زمانہ حال کے موافق ہے،
چون تواند کہ زہر پردہ بر آرد صد نقش گر نہ نیرنگی این گنبد گردان از تست
اور سینے، حیدر آباد کی جامعیت جہان بیان کی ہے، اس انداز سے بیان
کی ہے،

ہندیاں نیز چو از حلقہ بگوشان تواند ہر چہ زیشان بود آن نیز کنون ہاں از تست

ہاں تو دعویٰ کن دمانیسز مسلم داریم شبلی سحر فن و دماغ غزل خوان از لست

والتسلیم

شبلی حیدر آباد

(۳۲)

مکرمی

یہ ایک ضروری جواب طلب و لیضہ ہے

(۱۱) کلکتہ میں جہان آپ ٹھہرتے تھے اس کا پتہ کیا ہے قاضی صاحب جن کے ذریعہ آپ وہاں ٹھہرے تھے، ان سے خط کتابت مقصود ہے

(۱۲) کتاب الآلات کی نسبت کیا ارادہ ہے مولوی سید علی صاحب کے کتب خانہ میں عربی مطبوعات یورپ دیکھ کر میں سخت حیرت زدہ ہو گیا ہوں اعلیٰ زمین نے اپنے خزانے اگل دیئے ہیں کیا کہوں اپنے علماء کی بد قسمتی اور اپنی مغفلی پر افسوس آتا ہے

آج کل یہاں کی حالت سخت نازک ہے بڑے بڑے عہدہ دار حضور نظام کے دیرینہ عتاب نکال دیئے گئے، اور یہ سلسلہ ہنوز قائم ہے حسن صاحب مالک رسالہ حسن کے اخراج کا بھی حکم ہو چکا ہے

والتسلیم، شبلی، ۶ نومبر ۱۹۰۱ء

(۳۳)

مکرمی

والانامہ اور اشعار پہونچے علماء ادب کہتے ہیں کہ حسان جاہلیت کے نامور شعراء میں تھے

لیکن اسلام آیا اورنت کسی شروع کی، تو ان کا کلام رتبہ سے گر گیا، فارسی میں دیکھیے، لغت گو بہت کم پھیلے ہیں اختر د کے سوا اور خیر جامی بھی سہی، باقی جتنے ہیں نہایت کم رتبہ ہیں، اور صاف نظر آتا ہے کہ لغت گوئی نے ان کو ایسا بنادیا ہے سچ ہے، رع رہہ بردم تیغ است قدم را، مقصود اس دراز نفی سے یہ ہے کہ آپ بھی اس میدان میں نہ آئیے، ثواب مقصود ہے تو درود پڑھ لیا کیجئے، مزایے لغت کی غزل صرف بھسکی نہیں بلکہ غلطیوں سے مملو ہے، سینے سے براستان پاک رسان ارنا لیم زارنالی اردو ہے فارسی نہیں، یا شاید میری نظر کا قصور ہو، لغت وغیرہ میں ہو تو لکھ بیجئے گا، رع لے فخر ادلین و مباہات آخرین موجب مباہات، یا اس قسم کا اور کوئی لفظ مباہات سے پہلے چاہئے ورنہ معنی صحیح نہ ہوں گے،

جو دہد امان خالیم، خالی جو د کو بد امن کہنا صحیح نہیں،
 "حب و دلائے تو لبیر خاکسار من" اس موقع پر سر کے ساتھ خاکسار کی قید خلاف مذاق ہے
 "روسخ شکر حق ز تو لای الیم" روسخ کی ترکیب بدمرہ ہے خصوصاً اس موقع پر، بدینہ کی غزل بھی بہت بھسکی ہے، اس کو یوں ہی چھوڑتا ہوں،

مزملیہ غزل نہایت چست اور فارسی انداز پر ہے،
 بردمان بذلہ سنج و پستہ لب غنچہ کے دار و محبال برتری
 بستہ لب کو غنچہ سے کیا مناسبت؟ رع "جان قربان ادای دلبری" میں جان کی توفیق کا اعلان جائز بھی ہو تو یہاں بالکل خلاف فصاحت ہے،

لے عرفی کے اس مشہور مصرع کی طرف اشارہ ہے، ہشدار کہ رہہ بردم تیغ است قدم را،

”از پر تو حسن محبوب است کہ افتادہ“، ساقط الوزن ہے،

یا بی ہر قطرہ بکفت ریختہ عمانی را کردی قربان بہ ہر شہ صفا ہانی را

یا بی من ی گرتی ہے، کردی، ایضاً،

مدرس ضرور تشریف لائیے، مجاز قطرہ الحقیقتہ ہے،

شہلی کا گھر بھی خانہ دشمن کے پاس ہے خشر خرام اور بھی دواک قدم سی

دسمبر ۱۹۰۱ء

(۱۳۴)

مکرمی،

والا نامہ پہونچا حیات جاوید میں مولانا نے سید صاحب کی ایک نئی تصویر دکھائی ہے اکثر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ کسی کے معائب دکھانے تنگ خیالی اور بد طبعی ہے، لیکن اگر یہ صحیح ہو تو موجودہ یورپ کا مذاق اور علمی ترقیان سب برباد ہو جائیں، پھر انیشائی شاعر و نرین کیا برائی ہے ہولے اس کے کہ وہ محض دعویٰ کرتے تھے، واقعات کی شہادت پیش نہیں کرتے تھے، بہر حال میں حیات جاوید کو محض مدلل مداحی سمجھتا ہوں،

میں نے مدرس میں نئی وادی میں قدم نہیں رکھا، بلکہ یہ پرانا کوچہ تھا جس کی مدون خاک چھانی، رع ماہم ازستان این مے بودہ ایم، زمانہ کے ہاتھوں دوسروں کے لئے اپنی جگہ خالی کرتی پڑی تھی، ہے

مے مولانا حالی مکتوب ۲۵ بھی پڑھو،

از ہمان بزم کہ جز من و گرے راہ نہ داشت بایدم رفت کہ بہر دگران جا باشد
 ندوہ اب راہ پر آتا جانا ہے، انگریزی جاری ہو گئی، سرمایہ الہ آباد بنک میں رکھا گیا،
 خیر، بعد از خرابی بسیار سی، اب ندوہ میں رہنے کو بھی چاہتا ہے،
 اب نکتہ عینی کی خدمت ادا کرتا ہوں،
 خوشم انداز قد سر و پا در گل نمی آید
 خوشم پیچھے آتا تو اچھا ہوتا، قد کا لفظ بھی کچھ ضروری نہیں، اس کے نکلنے سے تو الٹی اضافات
 کا بار بھی ذرا کم ہو جائیگا،

بہ پہلویم روان آن سر و خوش رفتار باستی
 پہلو میں چلنا ٹھیک نہیں، سامنے سے گزرنا چاہئے، کیا خوب کہا ہے،
 گاہ گاہ از نظرم ست و غزلخوان بگذر در نہ بر عہدہ من نیست کہ رسوا باشم،
 ”باغوش بتے بودی و باردار با لستی“
 واد کو اس طرح متحرک لانا فردوسی تک ختم ہو چکا اب جائز نہیں، مقطع کا اخیر
 مصرع رنگ میں ڈوبا ہوا ہے، والتسلیم، شبلی،

۱۹ جنوری ۱۹۰۲ء

(۳۵)

مکرمی،

خط پہونچا، خانہ ملاح در چین است و کشتی در فرنگ،

مین نے رسالہ کا مسودہ بھیجا وہ دفتر میں پڑا رہا، ناظم نے مدراس میں کہا کہ مجھ کو اس کی خبر بھی نہیں ہوئی،

آپ کا نصاب بھی یوں ہی کہیں پڑا اٹھو کرین کھاتا ہوگا، منشی علی صاحب مہتمم میں انصاب ان کے پاس گیا ہوگا، وہ کیا کر سکتے ہیں، نتیجہ یہ ہوگا کہ

اگلے بھی دن بہار کے یوں ہی گذر گئے

مولوی عبدالحی صاحب کے دو عملہ قیام کی وجہ سے خط نہ لکھنے کے پتہ سے پہنچتا ہے، نہ شاہجہانپور کے پتہ سے، آپ اتنا کیجئے کہ فوراً ناظم صاحب کو خط لکھ کر ہدایت کیجئے کہ نصاب منگو اور جاری کر دیں، یا فیصلہ اخیر کے لئے میرے پاس بھیج دیں، کیونکہ طلبہ انتظامیہ مدراس میں یہی سٹے پایا تھا کہ فیصلہ اخیر کے لئے نصاب میرے پاس بھیج دیا جائے تاکہ ارکانِ ندوہ موجودہ حیدرآباد سے اس کا فیصلہ کرا لیا جائے،

جلدی فرمائیے، دیر کی حد ہو چکی، ورنہ یہ سال بھی آپ کے نذر ہوگا، غزل کے آپ نے جو دور قائم کئے ہیں، اس کا ٹھاٹھ اس سے بہتر کیا ہو سکتا تھا، دیکھنا یہ ہے کہ عہدہ برائی کہاں تک ہوتی ہے، ورنہ عند ان جس قدر مقرر کیا گیا ہے اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے،

ناظم حال حال رسالہ ندوہ کی درخواست دیتے ہوئے بہت ہچکچتے ہیں، ڈرتے ہیں کہ

اے ندوہ کی طرف سے ایک رسالہ نکالنا منظور تھا، جو آخر ندوہ کے نام سے نکلا، مولانا نے اس کا مسودہ بھیجا ہوگا، اے منشی اطر علی صاحب دیکھو مکتوب ۱۱۹،

میرے خط کا جواب نہیں دیا،

والسلام

شعبی، ۱۸ اپریل ۱۹۰۳ء

(۳۹)

بھادرج کی علالت سے افسوس ہوا، جلد ترخیریت مزاج سے مطلع فرمائیے، حامد کے لئے
جا بجا آدمی دوڑائے، پتہ چلا ہے، کاش واپس آجائیں،
اعظم گدھ مستقل حیثیت سے مدعو کرنے کی نسبت صرف یہ تردد ہے کہ اس قدر بار منت اٹھانے
کے قابل میں ہوں بھی یا نہیں، بنارس اور مرزاپور آپ کتنے دن رہے اور اعظم گدھ کو رمضان پڑالاً
شاید بنارس وغیرہ میں رمضان نہ نشر لیں رکھتے ہوں گے،

انوری کے دیوان کا کیا پتہ ہے، میں بھی منگواؤں گا، جو شعر آپ نے لکھا ہے اس کا ہم مضمون
میرا ایک شعر نازِ جاہلیت کا ہے، سے

بغزدی رصل کی، خط کب مجھے لینے دیتی وہ جو آتے بھی تو میں آپ سے باہر ہوتا

مصر میں ایک پرچہ اسلام کے نبوت اور فلسفہ احوال کی تطبیق پر نکلا ہے، اور ماہوار نکلتا
ہے، ازور کا پرچہ ہے اور واقعی عمدہ ہے، اڈیٹر فریج وجرمن زبان کا ماہر ہے، میں نے منگوا یا ہے
اور سلسل آ رہا ہے، ماہوار ہے، لیکن صفحے کم ہوتے ہیں،

اب کی البشیر میں ایک نہایت عمدہ خبر شائقینِ علم کے لئے نظر سے گزریگی
میں اس سے خاص فائدہ اٹھاؤں گا، تاہرہ میں تفسیر ابن جریر طبری

سے یعنی مولوی صاحب مکتوب الیہ کی نظم مختصرہ مکہ یعنی الاسلام فی عصر العلم، اڈیٹر فرید وجدی،

چھپ رہی ہے،

والتسلیم،

شبلی،

۲۵ اپریل ۱۹۰۲ء

(۴۰)

ندوہ کی پھیلی کارروائیوں نے مجھ کو یقین دلایا کہ ارکانِ ندوہ مجھ سے بدظن رہتے ہیں اور اس لئے کسی عملی کام میں میرے شریک ہونے سے ڈرتے ہیں، میں کسی کے خیالات پر کوئی بار نہیں ڈال سکتا، لیکن خود منافع بنانا اور دوسروں کو منافع بنانا کیا ضرور ہے، میں مودی عبدالحی صاحب کو اس معاملہ میں ایک خط لکھا ہے، ان سے منگو کر پڑھئے اور اب مجھ کو باقاعدہ آزاد کر دیجئے، والسلام،

شبلی، حیدرآباد،

۲۴ اگست ۱۹۰۲ء

(۴۱)

مکرمی،

اس ہفتہ میں نواب محسن الملک کا خط آیا کہ وہ نواب لفٹنٹ گورنر سے ملے اور معلوم ہوا کہ لفٹنٹ صاحب نے میرے متعلق جو گورنمنٹ کو شکوک تھے رفع کر دیئے، اور یہ بھی کہا کہ اب ان کو علی گڑھ کالج اگر بلانا چاہیے تو بلا سکتا ہے، محسن الملک نے مجھ کو اس اطلاع کے بعد لکھا کہ کالج میں آجاؤ، وظیفہ حیدرآباد بھی جاری ہو جائیگا، اور سوردیہ کالج سے بھی ملین گئے، لیکن میں منظور نہیں کیا، اور کوشش میں تھا اور ہوں کہ وظیفہ جاری ہو جائے تو ندوہ میں آجاؤں،

ندوہ کی نسبت ہمیشہ میرا ہی خیال رہا اور سچ یہ ہے کہ صرف ندوہ کے لئے مین نے کالج
چھوڑا تھا، گو واقعات اتفاقی کی وجہ سے اس کا موقع نصیب نہ ہوا،

یہ تو میری حالت ہے، اب آپ لوگوں کی کیفیت یہ ہے کہ جس کام پر مین نے برسوں غور
کیا ہے، اس کے سامان ہم پہنچائے مین اس کو اچھی طرح کر سکتا ہوں، اس مین بھی آپ ہاتھ
لگانے نہیں دیتے، اس سالہ ندوہ اور نصاب تعلیم دونوں چیزیں میرے خاص مذاق کی تھیں اور
مین اس کام کو کسی قدر انجام بھی دے سکتا تھا، دونوں سے آپ نے مجھ کو الگ رکھا، مجھ کو ان کی
شرکت سے عزت و ناموری مقصود ہوتی، تو اس کے لئے علی گڑھ سے بہتر میدان نہیں،
مقصود یہ تھا کہ یہ کام اچھی طرح انجام پائے، لیکن آپ لوگ ایسا ڈرتے ہیں کہ مین شریک ہوا
اور مین نے مذہب کو اور طرزِ تعلیم کو الٹ دیا، بہر حال مجھ کو کسی کے ظن اور خیال پر اعتراض
نہیں، لیکن جب یہ کیفیت ہے تو بے فائدہ دخل در معقولات سے کیا حاصل ہے، مجھ کو اب ندوہ
سے معاف کر دیجئے، مجھ سے صرف نقارچی کا کام لینا مقصود ہے تو اور بھی بہت لوگ ہیں،
انہوں سے ہم مسلمانوں کے قلوب کی یہ کیفیت رہ گئی ہے، اب کی جلسہ کے لئے مین سامان
کر لیا تھا، لیکن ایسے مجمع مین شرکت سے کیا فائدہ جہاں سب لوگ مجھ سے
بدظن ہوں،
والسلیم،

شبلی،

حیدرآباد،

۲۴ اگست ۱۹۰۲ء

(۴۲)

مکرمی،

ندوہ کا اب نفس و پسین نظر آتا ہے اس بنا پر بطور حرکت مذبوحی کے یہ ارادہ ہوتا ہے کہ دو مہینہ کی رخصت لے کر لکھنؤ آؤں اور کم از کم دو چیزوں کو درست اور جاری کرادوں، نصاب اور رسالہ مانا نہ، اس کے سوا عام تدابیر بھی سوچی جائیں، لیکن شرط یہ ہے کہ آپ کم از کم ایک مہینہ لکھنؤ میں ٹوکرہ میں، مین بغیر آپ کے کچھ کام کرنا نہیں چاہتا، اور نہ کر سکتا، اگر آپ اپنے کام کا ذاتی ہرج کر کے آسکیں تو فوراً لکھئے، ورنہ ندوہ کو الوداع کیلئے میرا اس وقت آنے میں سخت نقصان ہے، تنخواہ کی بحرانی الگ، میری ملازمت کے استقلال کا مسئلہ اس وقت پیش ہے، اس کو چھوڑنا الگ نقصان رسان ہو، زمانہ کا الگ بکھیرا ہے، لیکن غالباً ان سب کو میں برداشت کر سکوں گا، آپ فوراً جواب دیجئے،

مین مدت قیام لکھنؤ میں ہر روز کسی فن پر طلباء کے سامنے لکچر بھی دوں گا، قدام کے طریقہ پر،

شبلی،

۵ ستمبر ۱۹۰۲ء

(۴۳)

مکرمی،

کسی اور کی جو نیت ہو وہ ہوا، لیکن مین ندوہ میں شریک ہونا چاہتا ہوں تو صرف اس لئے کہ

کہیں پکڑا نہ جاؤں، مشکل یہ ہے کہ ناظم کے سوا اور کوئی شخص درخواست نہیں دے سکتا اور نہ میں سو فہم
درخواست دے چکتا، اب کیا کیا جائے کوئی کل ٹھیک نہیں مٹھی،

شبلی، ۲۲۔ جنوری ۱۹۰۲ء

(۳۶)

کرمی،

آپ کا نشر ریزوالا نامہ پہونچا، میں جن حالات میں گرفتار ہوں، دوسرے شخص ان بیوقوف
کے ساتھ اس قسم کا خیال بھی نہ باندھ سکتا، تاہم چونکہ یہ کانٹا دل میں ہے، کبھی نہ کبھی نکلے گا،
اور شاید جلد نکلے،

فقہی چھپ گئی ہے، نسخہ کے لحاظ سے جو عمدگی ہوگی اس کا آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں،
آپ جو طریق اختیار کرتے ہیں وہ مقید اور محدود ہوتی ہیں، آپ کو قافیہ اور ردیف کے
بنا ہونے کے لئے سفر کئے ہوتے ہیں، طریق ایسی لیجئے کہ جو خیال دل میں بے تکلف بند
جائے، یا ایسی نگفتہ کہ جو شعر نکلے خواہ خواہ روان اور برجستہ ہو،

مرزا صاحب کا ایک انتخابی مجموعہ ایک شناسا کے پاس ہے، عجیب چیز ہے، عرفی کے بعض اشعار
جو اس انتخاب میں ہیں آپ کو سناتا ہوں،
وہ کہ از دوختن این چاک گریبان رفت است
این نگاہ نیست کہ تا دامن ایمان رفت است

—•••—

لے اور اب ندوہ کے کیتخانہ میں ہے، مولانا کے موقوفہ کتابوں میں تھا،

قانع بھوی دوست نگر دید شوق ما
این جنس را بفلس کنعان فرو خیم

من ازین درد گرانمایہ چہ لذت یابم
کہ با نذاذہ آن صبر و ثباتم دادند

فریاد کہ غمہائے تو در سینه تنگم
اندک بنور دلائق و بسیار ننگم

از جلوہ بیارام دمی کاین ہمہ خوبی
در حوصلہ دیدہ بہ یکبار ننگم
والتسلیم، شبلی

۱۴ فروردی ۱۲۹۴

(۳۶)

مکرمی،

بخارچہ ہر ہے، اسی حالت میں نامہ والا کا جواب لکھتا ہوں، لاہور کے حملہ کی خبر میں نے اخبار
میں پڑھی تھی، اچھا ہے ندوۃ العلماء کے جلسہ کی ایک تہید ہو گئی، آپ نے بہت اچھا مضمون لیا، پائنت
بھی سب نے لئے البتہ اگر ممکن ہو تو یہ دکھلائیے کہ یورپ کے فلسفہ اخلاق میں اور اسلام میں کیا فرق ہے
آپ نے یورپ کے اخلاق نگار دن کو لیا ہے وہ کوئی چیز نہیں، فلاسفرز کو لیجئے، حکماء یورپ کا بیان
کہ اسلام کا اخلاق ایک دھڑی قوم کو مہذب بناتا ہے، لیکن مہذب کو مہذب تر نہیں کر سکتا بلکہ اعلیٰ
تہذیب کا ساتھ نہیں دے سکتا،

میں خصائص ابن حنیٰ باجرت (سورہ پیہ) نقل کر رہا ہوں، مختصر کتاب ہے لیکن فلسفہ عربیت
 ابن حنیٰ مثنوی کا شاگرد تھا، یہاں کتابوں کی نقل کا انتظام اچھا ہو سکتا ہے، اگرچہ اجرت بہت زیادہ
 ہے، کتاب خوب ہے اور عربی دان، مصر میں جو جو کتابیں چھپتی ہیں محض معمولی ہوتی ہیں، ان کے لئے نواب
 محسن الملک نے سورہ پیہ جو رکھے ہیں، بیکار ہیں، ایک کتاب بھی اب تک کام کی نہیں لکھی گئی،
 البتہ بعض قدیم کتابیں چھپ رہی ہیں مثلاً قسطاس المستقیم عزالی، میزان العمل عزالی منطلق میں احاطہ
 فی تاریخ غناطہ للسان الدین الخطیب وزیر اندلس، شخص لابن سیدہ ان کتابوں کو میں نے
 منگوا یا ہے، لیکن ابھی آئی نہیں،

ہاں ایک امر بڑا ضروری ہے کہ میں علم کلام کا خاص حصہ لکھ رہا ہوں، آپ کے پانچوں گانوں
 (اور اس شاگردی کی نسبت میں نے آج تک کسی کے ساتھ گوارا نہیں کی) آپ دیکھ کر بتائیگا
 کہ کونسا حصہ رکھنے کے قابل ہے کونسا نہیں، لیکن اس وقت دریافت طلب امر یہ ہے کہ عقائد
 کے مسائل ہیں کیا؟ توحید لکھ چکا ہوں، نبوت لکھ رہا ہوں، اس کے بعد صرف معادہ جاتا ہے، باقی
 کیا لکھوں؟ کتب کلام میں جو عقائد لکھے ہیں وہ درحقیقت عقائد میں داخل نہیں، مثلاً حدیث عالم،
 صفات باری، کالاعین لا غیر ہونا وغیرہ وغیرہ اس لئے درخواست ہے کہ آپ کے نزدیک جو مسائل
 عقائد ضروری الیحت ہوں، ان کے عنوان لکھ بھیجئے، آپ سے ملاقات تو بہت جلد ہوگی، اور
 اکثر ہوگی، کیونکہ ندوہ یا کالج میں کہیں نہ کہیں رہنا ہے،

امتحان دینیات اچھا ہوا، لیکن نگرانی اور پرچون کے بھیجنے کا انتظام اگر مولوی عبد اللہ صاحب

علی عربی زبان میں نحو و ادب کی کتاب ہے، مولانا کا یہ نسخہ کتب خانہ ندوہ میں ہے، اسے مدرس دینیات علی گڑھ کلج

کے ذمہ تھا تو وہ محض نمائشی ہے، والتسلیم، شبلی،

۱۴ مارچ ۱۹۰۲ء، حیدرآباد،

(۳۸)

مکرمی، مبارک، مبارک، سلامت، سلامت،

مگر حضرت یہ اکل کھراپن کیسا؟ خبر تک نہ کی، دعوت میں بلانا تو بڑی بات ہے، خیر خوش رہئے، نیاز مندوں کی خدمت بڑھ گئی، یعنی ایک جان کے ساتھ دو جانوں کی سلامتی کی دعا ذمہ ٹھہری،

قرید و جدی کے رسالہ کی قیمت سات شلنگ ہے، کچھ ڈاک کا صرف ہوگا، المرأۃ المسلمۃ کی قیمت انھوں نے خود نہیں لکھی، لیکن غالباً دو روپیہ ہے، بہر حال ان کا مجموعہ ملا کر بھیج دیجئے، ندوہ کا تلون مکانی واقعی قابل اعتراض ہے، لیکن اس کے بغیر ایک نادان دوست کے تسلط سے بجات نہیں مل سکتی، اگرچہ مجھ کو معلوم نہیں کہ لوگوں کے ذہن میں اصلی وجہ کیا تھی، الغزالی کے ریویو میں نکتہ چینی کا حصہ اچھا ہے مشتبہ باتوں کو آپ نے عمدگی سے صاف کیا، دوسرے اڈیشن میں اس کے مطابق اصلاح کی جائیگی،

علم الکلام کی فرمائش کی غالباً تعمیل ہو چکی ہوگی، دفتر میرے مکان سے دور ہے، اس لئے میرے سامنے فرمائشوں کی تعمیل نہیں ہوتی، میں پھر دریافت کروں گا، آج کل تو محرم کی تعطیل ہے، ہاں آپ نے اپنے ہاں کے فارسی تذکرہ کے نام نہیں لکھے، اور اس کے متعلق

اے مولوی صاحب مدفوع (مکتوب ایہ) نے شادی کی ہے لے لکھنؤ سے شاہجہان پور اٹھ گیا،

کہ ایک مذہبی خدمت انجام دون، دینوی جاہ و اعزاز ناموری و شہرت کے لئے علی گڑھ کا میدان بہت اچھا ہے، ابھی ابھی نواب محسن الملک کا خط آیا کہ لفٹنٹ گورنر حال نے میرے متعلق فیصلہ کر دیا اور رائے دی کہ چاہو تو علی گڑھ ان کو بلا لو اس صورت میں مالی فائدہ بھی ہے اور شہرت بھی، باوجود اس کے ندوہ میں اگر آنا چاہتا ہوں تو اس میں کیا خود غرضی ہو سکتی ہے، باوجود اس کے میرے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا ہے کہ ایک بار میں نے ندوہ میں قیام کر کے ہنسٹ اسما طلب کیا کہ لوگوں کے نام مراسلات متعلق ندوہ کر سکون، باوجود اصرار کے ناظم صاحب اوہد گکا صاحب نے نقل کیا اور بڑی مشکل سے ۱۲ نام عنایت کئے،

نصاب سلیم میں برسوں غور کر چکا ہوں، مصر کی اصلاحات کو دیکھتا رہتا ہوں، وہاں سے جدید کتابیں جواب تک کسی کے پاس نہیں پہنچیں ان کو منگوایا ہے، باوجود اس کے میں اس کمیٹی سے خارج رکھا گیا ہوں، رسالہ میں مجھ کو دخل نہیں تو کیا مجھ سے دعا گوئی اور پبل نوازی کا کام لینا مقصود ہے، مجھ کو یہ پسند نہیں کہ ایک مذہبی مجلس میں شریک ہو کر جوڑ توڑ کر دن اپنا اثر بڑھاؤں مخالف کو شکست دون، اس جنت سے تو دوزخ بھی، اس مردی سے نامردی بہتر، مجھے اہم مسلمانوں کی فطرت خدا نے بالکل تباہ کر دی ہے، آپ کیا کریں گے اور کوئی کیا کرے گا جس کا جی چاہے ہکر پڑی مددگار ناظم وغیرہ بنے اور اس عزت پر اترے، باقی کام ہونا تو یہ قسمت ہی میں نہیں، پھر کیا فائدہ، والسلام،

شبلی،

۴ ستمبر ۱۹۰۲ء

(۴۴)

تسلیم۔ میں نے یہ کب کہا کہ آپ بھی ندوہ سے علیحدہ ہوں، آپ پر ندوہ کو پورا اعتبار ہے،
 آپ سب کچھ کر سکتے ہیں اور آپ کو کرنا چاہئے، میرے لئے پہلی شرط تو یہ ہے کہ میں حیدر آباد چھوڑ دوں
 اور یہ شرط خود آپ کے اس عنایت نامہ میں بھی درج ہے، نصاب کا کام لاہور سے انجام
 ہو سکتا ہے، اور حیدر آباد سے نہیں ہو سکتا،

میں ندوہ کا دشمن نہیں ہوں کہ اپنی علیحدگی سے اس کے نقصان رسانی میں مدد
 لوں، میں امرتسر آؤنگا، لکھنؤ میں کبھی لکھ کر نہیں دے سکا، اس لئے اگر زبانی منظور ہو
 تو حاضر ہوں ورنہ معاف،

ندوہ میں جو لوگ میرے خلاف ہیں، ان میں خود میرے ہم وطن اور عزیز بھی ہیں، اور
 جس وجہ سے خلاف ہیں اس سے بھی میں واقف ہوں، لیکن ان باتوں کی طرف توجہ کرنے سے کیا
 حاصل، آپ سے البتہ تعجب ہے کہ ہر قسم کے کام کے لئے ترکِ محاش کی شرط کو ضروری قرار دین،
 الفزالی غالباً پہونچی ہوگی،

والسلام،

میں اس وقت اعظم گڑھ میں ہوں

شبلی،

۱۸ ستمبر ۱۹۱۲ء

(۴۵)

ہاں میں بیمار ہو گیا اور اب تک اس کا خمیازہ باقی ہے، نصاب کے متعلق ریمارک اصل

نقشہ پر لکھ دیئے ہیں اور وہ بعینہ مرسل ہے،

اگر علی گڑھ کا نفرنس سے پہلے آسکا تو ضرور رسالت پر لکچر و ڈنگا،

رسالہ کے ایڈیٹر دن میں مولوی محمد علی صاحب غالباً میرا نام پسند نہ کریں پھر آپ مہمان را
بافضولی چہ کاریوں کرتے ہیں، اور سچ یہ ہے کہ میں رسالہ کے لئے موجودہ حالت میں طیار بھی نہیں
مذوہ نے اپنی تجویز دن کے جو نمونے دکھائے یعنی دارالعلوم و دارالافتاء وغیرہ وغیرہ کیا رسالہ بھی آئے
مؤثر پر نکالنا مقصود ہے، مجھ کو تو ایسے ہی سامان نظر آتے ہیں، علمدار میں کون صاحب لکھنے کے قابل
ہیں، اور نہیں ہیں تو کیا مذوہ کا رسالہ بھی بخیر یوں کی مدد سے نکلے گا، اور وحید الدین و مولوی عبدالعلی
مر تقضی سے دریوزہ گری کیجئے گا، ایک آپ کیا کیا کریں گے،

الغزالی کے لئے جبر آباد لکھتے لکھتے تھک گیا، عجب پاچی لوگ ہیں اب تو سر دست آپ
ڈیوٹی سے منگو ایسے، والسلام،

شبلی، ۸ نومبر ۱۹۰۲ء،

(۴۷)

جناب من! یادداشت و مینات مرسل ہے، اس کا انگریزی ترجمہ ہو کر مارلین صاحب کی
نظر سے گذرنا ہے، میں نے کچے حالات لکھے ہیں، اور اس حصہ کا شائع کرنا مناسب نہ ہوگا، لیکن
ممبروں کو اصل حقیقت سے مطلع کرنا ضرور تھا، رپورٹ میں چھپنے کے لئے آپ قابل اشاعت حصہ منتخب
کر لیں، دیوان انوری آگیا لیکن رع

لئے رسالہ الذوہ جس کا مذوہ کی طرف سے نکالنا زیر تجویز تھا،

سنا جیسا اُسے ویسا نہ پایا ؟

والسلام ، شبلی ،

۱۴ نومبر ۱۹۰۲ء

(۴۷)

مکرمی ،

خط پہونچا، خدا کی قسم غزل کی غزل مرصع ہے، اور یہ شعر تو دل میں رکھ لینے کا ہے، رع

اگر برا فگند از رخ نقاب راجہ کتم

لیکن داد دینے کا مزہ رو در رو ہے، خدا کے لئے مدد اس ضرور آئے، حیدر آباد

گرچہ دیکھنے کے قابل نہیں رہا، سید حسن، سید علی میں سے کوئی نہیں، عزیز مرزا بابا ہر

میں تاہم مصرع ،

خزان کشمیر ہم بہاری دارد

آپ کی کتاب میں بھیج دوں گا لیکن بلا تصویر، ایک راز کی بات کہتا ہوں اپنے ہی تک کھئے گا

آپ کو معلوم ہے، والد قبلہ نے تیس ہزار قرض چھوڑا تھا اس میں سے اب چھ ہزار اور رہ گئے ہیں،

اس کے مائے میں غنیمت کی خاک چھانتا پھر تا ہوں، اور کس کمبخت کو نوکری کی غرض ہے، میں چاہتا

ہوں کہ اپنا کتب خانہ کل فروخت کر ڈالوں، کتابیں مرے پاس تعداد میں بہت ہیں میں

لیکن اکثر نایاب، مطبوعات یورپ، اور بعض نایاب قسلی کتابیں ہیں، باقی میں ہزار

کا اور کچھ سامان کروں گا، اگر یہ سامان استقلال ہو جاتا تو میں کل سامان کر لیتا لیکن

ہر نفس داپسین ہے

والسلام

شبلی

۱۹ دسمبر ۱۹۰۲ء

(۴۸)

مکرمی

آج ایک نقشہ نصاب جاریہ دارالعلوم ندوہ کا آیا، اس میں یہ کتابیں ہیں :-

ملا جلال، شرح جامی، فضول اکبری، کافیہ، میبذی، شافیہ،

مکرمی، ہم آپ خدا کو کیا جواب دیں گے، کیا ندوہ کا یہی دعویٰ تھا کہ دیوبند کی فرسودہ عمارت کو ہم کعبہ بنائیں گے، آپ نصاب کے ناظم ہیں، کیا اس لئے؟ مانتا کہ نصاب کے متعلق بعض چیزوں میں اختلاف تھا لیکن جس میں اتفاق تھا وہ کہاں ہیں، مدرسوں کو کہئے کہ یہ کیا کر رہے ہیں "ان ظالمون کو شرم نہیں آتی، افسوس، افسوس"

شبلی، ۲۲ جون ۱۹۰۳ء

(۴۹)

مکرمی

والا نامہ پہونچا، میں اگر نظامت کے قابل ہوتا تو خود اپنا نام کسی دوست سے پیش کرتا کیونکہ اس موقع پر خاکساری کرنا ایمانداری کے خلاف تھا، لیکن میں اس عہدہ کے ناقابل ہوں، میں بادشاہ بن کر کام نہیں کر سکتا بلکہ وزیر بن کر کر سکتا ہوں، بجز امیری نظامت سے ابھی ندوہ کو کوئی فائدہ نہیں پہونچے گا بلکہ اسے نقصان ہوگا،

ہاں ایسا شخص منتخب کیجئے کہ جب میں کام کرنا چاہوں تو وہ میری خواہ مخواہ مخالفت نہ کرے
اور ذاتی تعلقات کو دخل نہ دے،

میرے خیال میں کوئی معقول شخص موجود نہیں جس پر بار ڈالا جائے، دیکھئے خدا
کو کیا منظور ہے،

شبلی، ۹ جولائی ۱۹۰۳ء

(۵۰)

مکرمی،

میں نے مدرس اعلیٰ دارالعلوم کو نہایت سخت خط لکھا تھا کہ قدیم نصاب کیوں پڑھایا جاتا ہے
امر تسر میں جو طے ہوا وہ کیوں نہیں پڑھایا جاتا، و مان سے جواب آیا کہ جدید نصاب ہم لوگوں
کو دکھلایا تک نہیں گیا، ہم لوگ کیا کر سکتے ہیں، آپ نے مدرسہ میں غالباً نصاب نہیں بھجا،
جس کی وجہ یہ ہوگی کہ نصاب میں کچھ اختلافات تھے، لیکن بہر حال کچھ کتابیں متفق علیہ عام تھیں انکی
اطلاع تو آپ کو دینی چاہئے تھی، یہ نہایت تعجب کی بات ہے، کہ آپ کمیٹی نصاب کے ناظم اور
آج تک وہی اندھیر ہے،

خدا کے لئے فوراً دارالعلوم کو نصاب مقررہ سے مطلع کیجئے اور تاکید کیجئے کہ اس کو درس میں کھینچ
جو کتابیں مختلف فیہ ہوں، ان کو رہنے دیجئے،

شبلی،

جولائی ۱۹۰۳ء

(۵۱)

جلد انتظامیہ میں یہ تو اصولاً طے ہو گیا تھا کہ کسی علم کو مخلوط کر کے نہ پڑھایا جائے اس سے
 شرح سلم وغیرہ خود خارج ہوتی ہیں، اس کے علاوہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ آپ یہ کیوں نہیں کرتے
 کہ مثلاً کتب ذیل کی نسبت تمام ممبروں سے پوچھئے کہ درس میں رکھی جائیں یا نہیں، مثلاً فیہ، فصول الکبریٰ
 شرح ملا، لاسن، میرزا، ملا جلال وغیرہ،

تہمید میں یہ وجہ لکھئے کہ زمانہ درس کا اختصار ضروری ہے، اسی کے ساتھ ہر فن کی ایسی کتابیں
 جو تمام مسائل کو حاوی ہوں، اور اس میں دوسرے علوم کی بحثیں بیچ میں نہ آئیں، میں پوچھتا ہوں
 کہ آخر جب ندوہ بھی دیوبند سے تو قوم کا رویہ کیوں تباہ کیا جا رہا ہے،

شبلی، ۱۹۰۳ء

(۵۲)

مکرمی،

مسلمان بے سود بے تکلف دیتے ہیں، لیکن لیتے نہیں، حرام دونوں ہیں، لیکن پہلی صورت
 میں چونکہ نقصان ہے، اس لئے اس کے مرتکب، اور دوسری صورت میں چونکہ فائدہ ہے
 اس لئے اس سے مجتنب ہیں، بعینہ یہی حالت ندوہ کی ہے، اور ایک خاص حصہ کے متعلق
 یہ حالت آپ کی وجہ سے ہے،

ندوہ میں سیکڑوں امور بے ضابطہ ہوتے رہتے ہیں، اس کی تو کچھ برس دجو نہیں،
 لیکن نصاب کی نسبت آپ کو اس قدر ضابطہ کی پابندی ہے کہ ایک ایک حرف پر رب کا اتفاق

جب تک نہ ہوئے کچھ کیا نہیں جاسکتا۔

مکرمی اس طرح کام نہیں چلتا، سید صاحب نے اس طرح کام نہیں چلایا، امرتسر میں اھولی تپے
 طے ہو چکے تھے، مثلاً یہ کہ مخلوط الفن کتابیں خارج کر دی جائیں گی، اس کے مطابق، آپ ملاحظہ،
 میرزاہد، حمد اللہ قاضی کو فوراً خارج کر سکتے ہیں، شرح ملا وغیرہ بہ تصریح خارج ہو چکی ہیں، بین بین
 کو لکھتا ہوں وہ لکھتے ہیں کہ بغیر محمد کے حکم کے ہم کیونکر تبدیلی کریں، آپ فوراً لکھ بیجیے، کہ فلان
 فلان کتابیں موقوف اور ان کے بجائے فلان فلان کتابیں، اور اگر آپ اتفاق کی راہ دیکھتے رہے
 تو خدا کی قسم قیامت تک کچھ نہ ہوگا، ایسی حالت میں معتمدی نصاب کا نام کیونکر بیٹھا
 شبلی - ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۳ء

(۵۳)

مکرمی،

آپ کی اس تحریر سے کہ آپ غزل گوئی کی تاریخ لکھ رہے ہیں، نہایت خوشی اور انبساط ہوتا
 لیکن اسی خط میں وہ ناپاک اور نجس کورس بھی تھا جو نہ وہ میں جاری ہے،
 میرے محبوب! کیا آپ کا یہ کام تھا کہ سال بھر سے وہ کتابیں جو قطعاً امرتسر میں خارج
 کر دی گئی تھیں، جاری رہیں، اور آپ مکمل نصاب کے متفق علیہ ہونے کا انتظار کرتے
 رہیں، خیر اب سنئے،

درجہ متوسط سال سیوم میں سے ملاحظہ، میرزاہد، رسالہ میرزاہد، ملا جلال، قاضی مبارک،
 صدر، سب خارج کر دینا چاہئے، ان کے بجائے، شرح مطالع کے بعض حصے، حمد اللہ، شرح

ہدایہ الحکمت از خیر آبادی، رسائل ابن رشد مطبوعہ مصر، حماسہ العجاز القرآن باقلانی، اور ہدایہ معاملات
(بشرط گنجائش) ہونا چاہئے،

درجہ متوسط سال دوم میں سے میبذی (یہ سب سے زیادہ نالائق کتاب) شرح عقائد نسفی تصحیح
الافلاک، خارج ہونی چاہئے، موطائے امام محمد، سبغہ معلقہ، جلالین، قائم رہنا چاہئے، اور رسائل
اربعہ امام غزالی، اوالغزوالا صغیر لابن سکویہ مطبوعہ بیروت جو لکھنؤ میں بھی مطبع یوسفی
میں مل سکتی ہے پڑھانا چاہئے،

درجہ متوسط سال اول میں مشکوٰۃ کی ضرورت نہیں مختصر معانی قطعاً خارج کرنا چاہئے اور حسن التوکل
فی ہمتہ الترسل مطبوعہ مصر اس کی بجائے رکھنا چاہئے، مستقی الا بحر کی بھی ضرورت نہیں، دیوان
ابولتاہیہ اس میں اضافہ کرنا چاہئے،

درجہ ابتدائی سال سوم میں تلخیص اور دیوان علی (جو محض موضوع ہے) بالکل خارج، مشکوٰۃ
کی بھی ضرورت نہیں، حدیث کافن، مستقل اخیر میں رکھا جائیگا،
درجہ ابتدائی سال دوم اور سال سوم سے شافیہ، کافیہ، شرح جامی قطعاً خارج، ان کی جگہ
اس درجہ میں ہدایہ النسخ لانا چاہئے، اور مفصل زنجشیری اضافہ کرنا چاہئے، ابنزکلیہ و سنہ ابن المقفع
مطبوعہ بمبئی،

لیکن خدا کے لئے پھر نچایت پر معاملہ نہ اٹھارکھیے گا، کوئی کتاب نئی تسلیم
کی جائے خواہ نہ کی جائے لیکن کافیہ، شافیہ، شرح جامی، میرزاہد، ملاحسن، ملا جلال، قاضی
یہ تو قطعاً نکلوا دیجیے، خدا کی قسم میں کانپ اٹھتا ہوں کہ ندوہ کے تمام وعدوں کا خدا کے ہاں

ہم اور آپ کیا جواب دیں گے،

شبلی،

۱۴ اکتوبر ۱۹۰۳ء

(۵۴)

کرمی،

جلی مرسل ہے،

کھٹون کی کتاب مدت ہوئی مین رجسٹرڈ آپ کے پاس بھیج چکا، اور سید بھی آگئی تھی، مگر اس مین جو کچھ ہوا وہ مین کے لئے ہوا، دارالعلوم یاندہ کو دو چار سو بھی ہاتھ نہیں آئے، مین نے اس دفعہ مولوی یحیٰ الزمان صاحب وغیرہ کو الگ جلسہ مین بلا کر ختم گفتگو کی، یعنی اگر چلانا ہے تو ٹھیک طرح سے چلائے، ورنہ کم سے کم مین الگ ہو جانا ہوں، مولوی یحیٰ الزمان صاحب نے صاف کہا اور مولوی عبدالحی صاحب وغیرہ نے بھی موافقت کی کہ دارالعلوم جب تک شہر لکھنؤ مین نشی اطر علی کے زیر اثر ہے کچھ نہیں ہو سکتا، اس لئے ہم نے دارالعلوم ان کے سر مارا، باقی اشاعت اسلام کا کام شاہجہان پور مین انجام دوں گا، مولوی عبدالحی صاحب نے یہ بھی بیان کیا مولوی صیب الرحمان صاحب سے بار بار نصاب مانگا گیا لیکن وہ نہیں بھیجتے، تمام لوگوں کو آپ سے سخت شکایت تھی، لوگ کہتے تھے کہ ویسا ہی سودہ بھیج دیا تھا،

میری بھی یہ رائے ہے کہ جس کام کو آپ قلب صرف فرصت یا اور کسی وجہ سے نہ کر سکتے ہوں اس کا استغفار دینا بہتر ہے ورنہ محض امتنا کے فخر سے کیا حاصل،

اس کتاب الآلات، دیکھو،

رسالہ کے لئے اب تک مولوی یحییٰ الزمان صاحب درخوت دینے میں پس و پیش کرتے ہیں
والسلام ، شبلی ،

۱۲ جنوری ۱۹۰۳ء

(۵۵)

میں ندوہ میں آگیا ہوں ، میری عبادت اور مہات امور کے طے کرنے کے لئے فوراً
تشریف لائے اور ہفتہ دو ہفتہ یہاں قیام کیجئے ،

شبلی نعمانی ، ۲۸ ستمبر ۱۹۰۳ء

ندوہ ، لکھنؤ ،

(۵۶)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ، نواب مزل اللہ خان صاحب کی خدمت میں ایک خط وظیفہ
کے متعلق بھیج چکا ہوں ، نتیجہ غیر معلوم ، جلسہ دستار بندی میں آپ کا آنا ضروری تھا ، پہلا جلسہ ہے
اور عام افسردگی کو رفع کرنا ہے ، یہ انوس ہے کہ آپ لاؤ لشکر کے ساتھ سفر کرتے ہیں ، اور
اس لئے مصارف بڑھکر سفر میں ناگواری پیدا ہو جاتی ہے ، اگر آپ حضرت عمرؓ کا سا سفر کریں
تو سود فقہ آسکتے ہیں ، جلسہ کے بعد میرا بڑا المبا سفر ہوگا ، اس لئے وداعی ملاقات بھی ہو جاتی
سنا ہے نائب ناظم دینیات کی تجویز ہے ، مولوی اسلم حیراج پوری کی مجھ سے سفارش
جاہی گئی ہے ، میں صرف ان کی نیک نیتی کا حال جانتا ہوں ، باقی معلومات مذہبی اور

لے مولینا کے قیام ندوہ کی ابتدائی تاریخ سے معنی ندوہ کے غیر مستطیع طلبہ کیلئے طلباء ندوہ کا جلسہ دستار بندی

پابندیِ فرائض کو آپ خود تحقیق کریں مجھ کو علم نہیں،

موازنہ سے ہمہ وجوہ نجات ملی، اب جس قدر وقت ملے گا، شعرالجم پر صرف ہو گا اب والہ دانتی
کی ضرورت ہے، اگر وہ سے آجاتا تو اچھا ہوتا، ایک نئی غزل کے چند اشعار حاضر ہیں،

گر چہ مرد ہو سنا کی درندی سیم
این چنین ہم گاہ گاہ ہم اتفاق افتادہ بود

بودہ ام در بزم می با محبت ہم ہم نشین
گر چہ این صحبت مرا بسیار شاق افتادہ بود

گوئی دشمن ہم از دوش نصیبی بردہ است
بادہ و صلش چشیدم از مذاق افتادہ بود

از دل صد پارہ ات اگر نیم شبی وے
شیشہ دیدم کہ از بالای طاق افتادہ بود

۵ نومبر ۱۹۰۶ء

(۵۶)

کرمی،

تسلیم، امرائے ہنود کے لئے سخت تاکید لکھ دی ہے بشرطیکہ وہ خبر ہوں، دینیات کیلئے
کیا میری واقفیت کا دائرہ آپ سے زیادہ وسیع ہے، ہندوستان کا کونہ کونہ دیکھ چکا، مجھ کو تو کوئی
آدمی نظر نہیں آتا، مولوی اشرف علی صاحب مہتا نوی معقول شخص ہیں، لیکن وہ یہ خدمت کیوں
قبول کرنے لگے، مولوی عبدالحق اور شاہ سلیمان آپ کو مل نہیں سکتے اور شاید آپ ان کو قبول بھی
نہ کریں، بہر حال میں تلاش میں رہوں گا،

امراے ہنود کا معاوضہ کم از کم سو روپیہ ہونا چاہئے،

ان بنک میں انجمن اردو کے سو روپے یا کسی قدر زیادہ جمع ہیں، سہل انکاری میں بھیج سکتا

اب بھیج دوں گا، ابن کو نہ مین نے واپس کر دی ہر انسخہ تھا،

جیسی کے ایک آدمہ شعر حاضر ہیں، طرح جوشی را، فراموشی را،

بنگر دستگیر حسن کہ آن ز گسست بہم آ میخند ہشیاری و دہوشی را

من فداے بت شوخ کہ بہنگام وصال بمن آموخت خود آئین ہم آغوشی را

مین نے تو ایک خیالی بات لکھ دی، لکھنؤ کے ایک صاحب کے سامنے اخیر کا شعر پڑھا تو

کہنے لگے اس کا بچ کے پروفیسر ہیں مل سکتے ہیں جناب لو اب مزمل اللہ خان صاحب نے میری

درخواست منظور کر کے بات رکھ لی ورنہ بہت صدمہ ہوتا،

۱۷ نومبر ۱۹۰۶ء

شبلی،

(۵۸)

مکرمی،

آپ کے نہ آنے کا سخت صدمہ ہوا، آپ ارکان اعلیٰ ندوہ میں آپ کی عدم شرکت کا دوسرے

پر برا اثر پڑتا ہے اور لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں ابہر حال مقدر میں یہی تھا، اگرچہ شاہ سلیمان صاحب

وغیرہ ہین آئے لیکن جلسہ بڑی کامیابی سے ہوا، سیٹمان کی طرف سے درخواست لگی کہ فی البدیہہ

جو مضمون مجھ کو بتایا جائے میں اسی وقت اس پر عربی زبان میں لکھ دوں گا، غلام الثقلین نے ایک مضمون

دیا اور بغیر ذرا سی دیر کے سلیمان نے نہایت مسلسل نصیح اور صحیح عربی میں تقریر شروع کی، تمام جلسہ بخیریت

آٹھ باب و خطبہ ماہانہ، آٹھ جلسہ دستار بندی طلباء فارغ التحصیل دارالعلوم سے سید سلیمان ندوی، ہمہ آفریل خواجہ

غلام الثقلین بی بی ال ال بی بی شاد میں افسوس کہ وفات پائی،

تھا اور آخر لوگوں نے نعرے آفرین کے ساتھ خود کہا کہ بس اب حد ہو گئی،
 مجمع نہایت کثرت سے ہوا اور بہت بڑی بات یہ ہوئی کہ پیرسٹر اور تمام ایجوکیٹڈ نے کہا
 کہ ہم لوگوں کو اب عملاً ندوہ میں شرکت کرنی چاہئے، لہذا آئندہ اتوار کو ایک خاص جلسہ
 رفاه عام میں ہو جس میں ہم ایجوکیٹڈ لوگ، اور ارباب ندوہ جمع ہوں اور مشورہ وغور
 کیا جائے کہ ندوہ کو کیونکر ترقی دینی چاہئے، اور کس طرح ہم لوگ اس کو اعلیٰ درجہ
 تک پہنچائیں،

کلیاتِ ناظم ارسال ہے، اور یہ بات وظیفہ حبِ عدہ فوراً بھیج دیجئے،
 کلیاتِ ناظم میں ایک دور باعیاں خود مصنف کے ہاتھ کی ہیں،
 شبلی، ندوہ

۴ مارچ ۱۹۰۶ء

(۵۹)

تسلیم، مدت سے آپ سے باتیں نہیں ہوئیں، آج بے اختیار جی چاہا اور تمہیں لیکر بیٹھ گیا
 بیان ایک جلسہ تھا، شاہ سلیمان صاحب اس تقریب سے آئے تھے، اور کئی دن تک میرے مہمان
 رہے اب ان کے خیالات ندوہ کے متعلق صاف ہو گئے، جون میں حیدرآباد کا قصد ہے، وہ بھی چلے
 کاش آپ بھی دامِ وطن سے چھوٹ سکتے، کلیاتِ جامی شاہجہان کی ہر کا عجیب و غریب نسخہ
 ہاتھ آیا ہے، ابھی قیمت وغیرہ طے نہیں ہوئی،

لے تعلیم یافتہ،

آزاد کا مخدّان پارس حصہ دوم نکلا، سبحان اللہ لیکن الحمد للہ میرے شعر العجم کو ہاتھ

نہیں لگایا ہے،

مجھے خان صاحب مکہ سے تشریف لائے یا نہیں، نواب مرزا اللہ خان صاحب کو ایک

والسلام

غزل بھی، رسید تک نہ دی، خیر آپ لیکر دیکھئے،

شبلی، ۶ مئی ۱۹۰۶ء

(۶۰)

تسلیم، مولوی عزیز مرزا ابلا رہے ہیں، آپ کا ساتھ ہو تو کیا کہنا، غالباً آزاد بھی ہون گے،

آزاد نے نظم کا حصہ تذکرۃ الشعراء کے لئے اٹھا رکھا ہے، جو اسی قدر ضخیم ہے اور چھپ رہا ہے،

ان کے بیٹے کے خط سے معلوم ہوا، آپ ریویو لکھتے تو الٰہودہ کے کام آتا، میں قلم ہاتھ میں لے کر رہ گیا،
جو وقت ملتا ہے شعبان پر صرف ہوتا ہے، گرمی اب کام نہیں کرنے دیتی،

ہاں مرزا کامران کا دیوان، اکبری کتب خانہ کا نہایت مستند دیکھا، شاہجہان اور جہانگیر کے

خاص ہاتھ کی تحریر ہے، میں نے فوٹو لیا، اور متعدد کاپیاں کرائیں کہ اور شوقینوں

کے بھی کام آئے، معین کو دیدن گا، میر فیض دلاگت ہے، آپ چاہیں

تو ویلو بھجوا دیا جائے، نواب صاحب بھی شاید چاہیں، اس لئے دو قطعہ

لے مولوی ابوالکلام آزاد لے مولوی محمد حسین صاحب آزاد صاحب مخدّان پارس مولانا کو ڈر تھا کہ مخدّان پارس اور شعر العجم میں تصادم نہ ہو

لیکن مولوی محمد حسین صاحب آزاد نظم کی طرف نہیں آئے، اور اس کو مخدّان پارس سے الگ تذکرۃ الشعراء کے نام سے لکھتے ہیں، یہ مخدّان پارس

لے مخدّان پارس پر ریویو لکھنے کے لئے، یہ خدا بخش خان کے کتب خانہ بانکی پور میں، لے نواب عبدالشکور خان،

سنگو انا بہتر ہو گا،

شبلی،

۱۲ مئی ۱۹۰۶ء

(۶۱)

جنابے من، تحیت و سلام، آپ کا والا نامہ متضمن اظہار ہمدردی و دریافت حالات و رودفا ہوا، آپ کے اظہار ہمدردی اور دریافت کا شکریہ ادا کرتا ہوں، حالات تفصیل کے ساتھ حسب ذیل ہیں ایک اتفاقی تقریب سے میں اپنے وطن اعظم گڑھ میں آیا تھا اور ارادہ تھا کہ ہمیں بیان قیام کر دین گا، شراجم کے اجزاء زیر تحریر تھے اور شاہنامہ گریو کر رہا تھا، سترھویں مئی ۱۹۰۶ء قریباً دہرے ہون گے کہ میں دفتر سے اٹھ کر زنانہ کمرے میں گیا، اندر تخت چھپے ہوئے تھے، پاؤں لٹکا کر تخت پر بیٹھ گیا، تخت پر کارتوس بھری ہوئی بندوق رکھی تھی، میں نے ہاتھ میں اٹھائی اور پھر ایک دوسرے شخص کے ہاتھ میں دیدی، اتفاق سے گھوڑا اگر گیا بندوق کی زد ٹھیک میرے پاؤں پر تھی، بندوق کی نال سے پاؤں تک صرف ایک بالشت کا فاصلہ تھا، کارتوس میں اگرچہ چھپے تھے لیکن چونکہ بڑے تھے اور فاصلہ بہت کم تھا، اس لئے ٹخنے کی ہڈی بالکل چور ہو گئی، اور پاؤں کٹ کر صرف دو تسمے لگے رہ گئے، جس وقت ضرب لگی مجھ کو صرف اس قدر معلوم ہوا کہ پاؤں کو ایک جھٹکا سا لگا، کوئی تکلیف نہیں محسوس ہوئی، جھٹکے کے بعد بندوق کے چھوٹنے کی آواز محسوس ہوئی، اس وقت میں نے گھبرا کر کہا یہ کیا ہوا، آواز سن کر باہر سے بعض آدمی اندر آ گئے، اس وقت میں اسی طرح پاؤں لٹکائے بیٹھا تھا اور پاؤں جوتے میں تھا، ایک عزیز نے اگر میرے پاؤں پر ہاتھ رکھا تو میں نے پاؤں جوتے میں سے نکال لیا اس وقت پاؤں

میں عام خط جو رد و اواقہ کے اظہار کے لئے لوگوں کے جواب میں بھیجا گیا، سے متعلق صدمہ پایا،

کی ایڑی جوتے میں بھینسکر رہ گئی ہیں نے پاؤں اوپر اٹھایا اور نوکروں سے کہا اس پر پانی ڈالو، پانی جب ڈالا جاتا تھا تو پاؤں میں سے بھک بھک دھوان نکلتا تھا، قریباً پاؤں گھنٹہ تک پاؤں اٹھا بیٹھا رہا جب ہنڈیاں دکنے لگیں تو میں نے آدمی سے کہا کہ اب ایک تکیہ لا کر میرا پاؤں اس پر رکھ دو آدمی نے رو کر کہا کیا چیز ہے جو رکھی جائیگی، مجھ کو اس وقت تک نہ معلوم تھا کہ میری ایڑی جدا ہو کر جوتے میں رہ گئی ہے، جس کی وجہ یہ تھی کہ میں نے ابتدا میں ایک فوری نظر کے سوا مطلق اپنے پاؤں پر نظر نہیں ڈالی، اور جو کچھ میں نے پاؤں کے متعلق حالات بیان کئے ہیں وہ ڈاکٹر اور دیگر حاضرین کی زبانی ہیں،

اس وقت خاص عزیزوں میں سے کوئی نہ تھا، نوکر اور ماما وغیرہ تھیں یہ لوگ سخت زار قطار روتے تھے اور میں ان کو منع کرتا تھا، قریباً ایک گھنٹہ کے بعد فرزند عزیز محمد حامد آیا اور زخم کو دیکھتے ہی چیخ اٹھا، اور بہت بے قراری کے ساتھ گریہ و زاری کرنے لگا، تھوڑی دیر کے بعد اس پر غشی سی طاری ہو گئی، میں نے نوکروں سے کہا کہ اس کے منہ پر پانی چھڑکوا اور حلق میں پانی پکادو اس کے اس کو ہوش آگیا،

تھوڑی دیر کے بعد میرے چھوٹے عزیز بھائی جنید سول سرجن اور اسسٹنٹ سول سرجن کو ساتھ لے کر آئے، بڑی غلطی یہ ہوئی تھی کہ جو رگین کٹ گئی تھیں ان سے شدت کے ساتھ خون جاری تھا اور نہ خود مجھ کو اور نہ نوکر دن چاکروں میں کسی کو خیال آیا کہ ان پر بیٹی کس کر باندھ دیں جس سے خون رُک جائے،

بہر حال ڈاکٹر نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ رگوں کے سنہ باندھ دیے جس سے خون رُک گیا

اس کے بعد میں نے ڈاکٹر سے کہا کہ اگر پاؤں جوڑنے کے قابل ہو تو خیر ورنہ سرے سے نکال ڈالے ڈاکٹر
 نے کہا کہ پاؤں کاٹنے کے بغیر کوئی چارہ نہیں، غرض بے ہوشی کی دوا پلائی گئی اور عمل جراحی شروع
 کیا، چونکہ ہڈیاں کچھ اوپر تک پھٹ گئی تھیں اس لئے نصف پنڈلی جدا کر دی گئی، (اور متصل ہرزہ
 گردی کی سزا دی گئی) عمل جراحی کے پڑے ہونے کے دس پندرہ منٹ بعد مجھے ہوش آیا اور زخموں
 کے ٹانگے اور رگوں کی کچا وٹ کی تکلیف محسوس ہوتی تھی، آج نوان دن ہے ڈاکٹر ایک دن بیچ
 دیکر زخم کھولتا ہے، دھوتا ہے، اور پھر باندھ دیتا ہے، تکلیف میں ابھی تک کوئی کمی نہیں ہے، لیکن خدا کا
 شکر ہے کہ ابتداء سے واقعہ سے اس وقت تک طبیعت کی طمانیت اور سکون میں کوئی کمی نہیں ہوئی سوچنا
 ہوں تو نظر آتا ہے کہ جو شخص سر کاٹے جانے کے قابل ہو اس کے پاؤں کاٹے گئے تو کیا ہوا؟

ظاہری حالات کے لحاظ سے بھی تسکین ہے، کہ پچاس برس سے بھی زیادہ کی کچھ عمر پائی،
 بہت چلا پھرا، دورا، دھوپا، ملا جلا، آخر کہاں تک؟ خود پاؤں توڑ کر بیٹھنا چاہے تھا، نہ بیٹھا تو قسمت
 نے بیٹھا دیا، گرنستانی بستم میرسد،

خدا سے بے نیاز کا شکر گزار، احباب و اعزہ کا منت پذیر ہوں، بچ گیا تو بھر کسی نہ کسی طرح
 دوستوں کو دیکھ لوں گا، ورنہ انشاء اللہ تعالیٰ اب دوسرے عالم میں ملاقات ہوگی، والسلام،
 دسویں دن ٹانگے کھولے گئے ایک ٹانگے میں مواد آگیا، اس وجہ سے سوزش اور ٹپک کی
 سخت تکلیف ہے، اسر می ششہ تک یہ حالت ہے،

۲۵ مئی ۱۹۷۷ء

شبلی نعمانی،

(۶۲)

جناب من، شہر سے دور رہتا ہوں جو عزیز ساتھ ہیں وہ بیمار داری میں مصروف ہیں اس وجہ سے
خط و کتابت مشکل ہے زخم کی حالت دس بارہ دن تک ابھی تھی لیکن بعد کوریم آنے لگی، اور اب تک آتی
ہے، اسٹنٹ سرجن روزانہ آتا ہے، اور دن میں دو بار زخم دھویا جاتا ہے، لیکن ابھی تک تکلیف میں کوئی
کمی نہیں، تکلیف گونجتی ہے، لیکن ہمارے ہی بزرگ معہ جھون نے سر کٹوائے تھے، پاؤں کٹنے پر کیا
روڈن، فسیٹر جیل، شبلی، ۶ جون ۱۹۴۷ء

اعظم گڑھ

(۶۳)

جناب من،
چند نایاب کتابیں فروخت کو آئی ہیں، مختصر کیفیت درج ہیں، پسند ہو تو تحریر فرمایا
ورنہ وہ کہیں اور بند و بست کریں،
شوی گومی چوگان، خط ولایت عمدہ کا غنہ، نشان طلا، نہایت پر لطف قیمت
تخمینی منتہی

مناجات عبداللہ انصاری، خط جلی حسب نمونہ سابق، ۱۹۴۷ء

کلیات جامی، نہایت کثرت سے سلاطین اور امرا کی مہرین ہیں، شاہجہان کے کتب خانہ کا
نسخہ ہے خوش خط اور مکمل یعنی تمام قصائد اور غزلیات ہیں، نوشتہ قریب الہمد مصنف خط ولایت، ۱۹۴۷ء

لے زخم صدمہ پا،

کلیات فنی، نہایت خوشخط نسخہ مکمل حادی تمام کلام،

حصہ

قیمتوں میں شاید کچھ تخفیف بھی ہو سکے،

مثنوی مولوی روم، عالمگیری کتب خانہ کی ہفت خان کی پیش کردہ، جائزہ اور مہرین

موجود ہیں، قیمت

شبی، اعظم گڑھ،

۱۹۰۶ء،

(۱۶۴)

شعرا لجم کا حصہ برا بھلا جو کچھ ہو کا مرتب ہو کر مطبع کے حوالہ ہوا، یہ نظامی تک ہے اور اگر
حصہ کے لئے امیر خسرو کی عروۃ الکمال کا دیباچہ عنایت ہو، اور کیا اب ماخذ ہوں تو اس سے بھی
مطلع فرمائیے،

مجھے ہفتہ سے بخار آرہا ہے، اسل ہو رہے ہیں بھوپال سے برابر تقاضے آرہے ہیں لیکن جا
نہیں سکا، وہاں دس بیس دن کا قیام ہو گا، حیدر آباد دندین نواب علی حسن خان ہشیر حسین
قدوائی، شاہ سلیمان صاحب طیار ہیں، کیا آپ رباعی کا چوتھا مصرع نہ بنیں گے،

شبی، ندوہ، ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء

(۱۶۵)

مکرمی،

ہدایۃ الخو کے بعد اوضح المسالک ابن ہشام بیان درس میں ہے، اور اس سے بہتر کوئی

لے یعنی دارالعلوم ندوہ،

کتاب نہیں ہو سکتی، نہایت جامع مسائل اور آسان،

فرمائیے اب ندوہ بھی کبھی یاد آتا ہے، کیا میرا یہاں رہنا اس بات کا مقتضی ہے کہ سب لوگ چھوڑ کر الگ ہو جائیں، آپ صاحبوں کے آنے سے عام وقت رہتی تھی جو اور باتوں میں مفید ہوتی تھی، یہ سچ ہے کہ آپ جو یہاں کر سکتے ہیں وہاں بھی کر سکتے ہیں، لیکن اس سے ملک میں جو چاہیلتا ہے، لوگوں کے ذہن میں ندوہ کی وقعت قائم ہوتی ہے، اب تو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ایک مردہ کے سر ہانے ایک از کار رفتہ بیٹھا ہوا ہے، وظیفہ بھی آپ کا نہ آیا، نہ نواب منزل اللہ خان صاحب کا، خیر، ع

چنان رحیم کہ دیگر بہ گردمانہ رسی

حیدر آباد شاید بعد رمضان جانا ہو،

آج کل بڑا معاملہ زمین مدرسہ کا پیش ہے، دو چار معزز ارکان آجائے تو ایک نہ ایک بات قرار پا جاتی، اس کے بغیر سب کام رُکے ہیں،

والسلیم،

شبلی، ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۶ء

ندوہ، لکھنؤ،

(۶۶)

آپ نے خواجہ وی و خجندے کے جو اشعار، حافظ کے ہم مضمون انتخاب کئے ہیں، ان کی نقل بھیج دیجئے، میں شعرا لعم کا دوسرا حصہ لکھ رہا ہوں،

لے کمال خجندی، شاعر مشہور،

پاؤن اب تک نہیں بنا اس لئے آگے بڑھنا نہیں ہو سکتا،
 کرنل عبدالحمید خان صاحب نے ندوہ کے لئے جو کوششیں کیں وہ اپنے سنی ہونے کی
 شبلی، نور محمد بلڈنگ، بھائی کلہ، بمبئی
 ۹ جنوری ۱۹۰۵ء

(۶۶)

بہتر خواجہ کی غزل بھیج دیجئے اور دیباچہ غزوة الکمال بھی یاد رہے، سندھ کی سیرین ٹوٹیں
 لیکن تنہا، پاؤن بننے کا وعدہ اب سے تین ہفتہ سے ہے،
 اپالو کی اب ضرورت نہیں، مین جس ہوٹل میں آگیا ہوں، خود کوہ قاف ہے، آپ بھی
 آئے تو بڑا لطف ہوتا، مین سے سب حیدر آباد چلتے،
 کرنل صاحب نے لوکل حکام کے تعلقات صاف کئے جو محسن الملک و روقار الملک
 سے نہ ہو سکے تھے، بہت سی پرچوش غزلیں لکھیں، آئیے تو سناؤں، اسی لئے پرچون مین نہیں
 بھیجیں، ایک غزل کا شعر ہے،
 این غزل اول فیض اثر بمبئی است
 باش تا بادہ این میکدہ درجوش آید
 لغمانی،

از بمبئی،

۲۱ جنوری ۱۹۰۵ء

لے یعنی یہ کہ ندوہ کو گورنمنٹ سے زمین ملے اور ماہوار ایڈ منسٹر ہو، مگر کرنل عبدالحمید خان چٹالہ،

(۶۸)

آج دیباچہ اور غزلین دونوں پہنچیں، اس عنایت کا بہت مشکور ہوں، گویا یہ حصہ آپ کا لکھا ہوا ہوگا،

اب امیر خسرو کی باری ہے، ریویو تو نہیں لیکن ان کی سوانح حیات جی کھول کر لکھنا چاہتا ہوں، ریویو بھی لکھوں گا، لیکن ہر شخص پر پورا زور نہیں صرف کیا جاسکتا،
شبلی، ممبئی،

۳۰ جنوری ۱۹۰۸ء

(۶۹)

کرمی،

حسب ارشاد سامی سب سے پہلی غزل حاضر ہے،

ساقی از کف بندھے کدہ بردوش آید
گر مرا یک صحنے شوخ در آغوش آید
باش تا یک دوسہ ساغر زوہ مدہوش آید
من نہ آنم کہ مرا پسند تو در گوش آید
چشم ساقی بہت کہ تاراج گرہوش آید
آن بود نیز کہ بے باک در آغوش آید
باش تا بادہ این مے کدہ در جوش آید

ساقی مست چوسوے من ہوش آید
من بر آنم کہ کنار از ہمہ عالم گیرم
کام دل خواہی از آن نو بر خو کردہ بہ شرم
ناصحان بہت بے صرفہ بہ جانم پسند
مستی دعبدہ، کار چو منے نیست دے
حالیہ یک نگہ ناز از ان سادہ پس است
این غزل اول فیض اثر ممبئی است

باش تا شبلی آزاد بہ زیبا صنفی

از در صومعہ تا مے کدہ ہمدوش آید

افسوس یہ ہے کہ ہم نہ صرف پارسانی میں بلکہ رندی میں بھی عالم بے عمل ہیں،

شبلی، بمبئی،

۲۲ فروری ۱۹۰۸ء

(۵۰)

مکرمی،

خط پونچا، حیرت ہوئی کہ آپ نے علماء کا ہم آہنگ ہونا شکل خیال کیا؟ یہ مسئلہ تو تمام مذاہب کا متفقہ مسئلہ ہے، فقہ میں عموماً واقع اولاد کا مستقل باب ہے، پر پوری کونسل نے اس کو اڑا دیا ہے، ہم اسی کا اعادہ چاہتے ہیں، دیوبند وغیرہ کا اختلاف کس بنا پر ہو سکتا ہے، شاید آپ نے سید صاحب کا قانون وقت خیال کیا، وہ الگ چیز ہے ہم کو اس سے کچھ واسطہ نہیں،

ندوہ کے متعلق دو برس کی مختصر کوشش کے بعد جس میں اصل حصہ کرنل عبد المجید خان کا تھا، اور میں ان سے خط کتابت کر رہا تھا، یہ ہوا کہ اب لفٹنٹ گورنر نے پوچھا کہ ندوہ کس قسم کی امداد گورنمنٹ سے چاہتا ہے، اور ڈائرکٹر کا باضابطہ خط آیا ہے، جس میں امداد دینے کے متعلق پوچھا ہے، امداد قبول کرنے سے کوئی پابندی عائد نہیں ہوگی، میں نے اس مسئلہ کو پارسل طے کر لیا تھا، اس لئے اب قبول کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، اب گورنمنٹ کے بتور بدلے تو ریسٹورن کی بھی آنکھیں بدلیں گی، اب کا سالانہ جلسہ ندوہ کا ہوگا اور انشا اللہ زور شور ہوگا،

وقت کے متعلق خود علماء کے خطوط آئے ہیں کہ ہم مستقل رسالہ میں شریک ہیں،

اور کہو تو ہم خود لکھیں،

غزل بھیج چکا ہوں، خواجہ کی غزل اور دیباچہ پہونچا، شکریہ لکھ چکا ہوں،
ہجم البلدان وغیرہ مصرعین نہایت ارزان چھپی ہیں آپ چاہیں تو لے لیں، ہجم کی قیمت پورے
نسخہ کی دو سو تھی مصر کی میں یا پچیس ہے،

شبلی، ۷، فروری ۱۹۰۵ء

(۷۱)

مکرمی،

عین اس وقت کہ چمن زار بمبئی کی گلگشت نے عالم طلسم میں پہونچا دیا تھا، بھاؤل پور کے
عہدہ دار دن کا خط پہونچا کہ ریا سرکے حکم سے ندوہ کے محاسن کو آنے میں اور اس وقت تمہارا
ہونا ضروری ہے، بالکل اسی حالت میں بمبئی سے نکلا، جس طرح عروج شداو نے بہشت عدن کو
خیر باد کہا تھا، بہر حال پھر اسی خرابہ میں آگیا، بھاؤل پور نے دل افروز امیدیں دلائی ہیں، دیکھتے
کیا ہوتا ہے، اگر نمٹ کی نگاہ بھی بدلی زمین زول کے لئے خود ٹیلر صاحب نے لکھا، ایڈ کے لئے
ڈاڑ کڑے خود دریافت کیا، دیکھئے قوم کی نگاہ بھی بدلتی ہے یا نہیں،

بمبئی میں خواجہ حافظ کے دربار سے رخصت ہوا، اب امیر خسرو سانسے ہیں،

نہ پہلہ اور آئینہ اسکندری رجب پڑ بھجے بلکہ عشقیہ بھی،

غزلین چھینے کو دیتا ہوں، ایک غزل کا ایک شعر ٹھکڑا مختلف وجوہ سے بہت پسند آیا، آپ کو

لے لکھوئے ڈپٹی کمشنر،

لکھتا ہوں، واقعیت، اور اظہارِ قدرت پر نظر کیجئے، نہان کردہ ایم، عیان کردہ ایم، ماطرح ہے،
 یہی صلی نگر! کہ باین دوری از خوش صد جاسے بہر بوسہ نشان کردہ ایم ما
 ہمایون نامہ گلبدن یکم، اور لب اللباب عوفی یزدی، مطبوعات یورپین سے بمبئی
 سے ساتھ آئی،

جلسہ سالانہ کی تاریخین عنقریب متعین ہونے والی ہیں،

شبلی، ۸ فروری سنہ ۱۳۰۰ء

لکھنؤ،

(۶۲)

یاد آتا ہے کہ آپ نے فرمان یا کسی اور پرچہ میں امیر خسرو کی طالب علمی کے حالات لکھے تھے
 کہ ان سے لکھے تھے؟ آئینہ اسکندری، نہ سپر، عشقبہ کا اب تک انتظار ہے، خسرو کے قصائد ہوں تو
 اس کی بھی ضرورت ہے، شعر العجم کے حصہ دوم میں سعدی، اور مولانا روم، تو حالی اور شبلی کے دستبرد
 میں گئے اب خسرو اور حافظ ہی پر مدار ہے اگر اس لئے ان کو زیادہ پھیلا نا چاہتا ہوں،
 اب کی بمبئی میں عجیب رنگین صحبتیں رہیں، لیکن عین عالم لطف میں ندوہ کی ایک فوری ضرورت یہاں
 آنا پڑا لیکن انھوں میں اب تک وہ تماشیا پھر رہا ہے، خیر اس پر فخر کرتا ہوں کہ دل کی خوشی کو قوم اور
 مذہب پر شمار کر سکتا ہوں اور بے تکلف کر سکتا ہوں،

شبلی،

ندوہ۔ لکھنؤ، ۷ فروری سنہ ۱۳۰۰ء

ندوہ کا جلسہ سالانہ،

مکرمی،

والا نامہ پورنچا، ویجا پڑتھنے لکھتے بھی عنایت ہو، ورنہ کتاب نامہ تمام رہ جائے گی، عالمگیر کا مضمون اب کے تمام کردہ ہوں، یہ حصہ صرف اس کے اصلاحات ملکی اور فضائل اخلاقی کے متعلق ہے، اب علیحدہ پبلٹ میں بھی چھپ سکتا ہے، اور چھپے گا، محمد علی بی، الے، (برودہ) انگریزی میں ترجمہ کرے ہیں، ترساز اسے بیٹی کے ایوانِ جمال کے بھوسے طلسم میں، یہی تصویریں الگ ہیں، ۱۶۱ آتی بھی ہیں، بھی، اور خال خال ہندی بھی،

جلسہ سالانہ ضرور جلد کر لیا جاتا، لیکن نئی احتشام علی صاحب وغیرہ زمین یا ایڈل جانے کا انتظار کرتے ہیں، کہ اس سے جلسہ پورا شان دار ہوگا اور سب تعلقہ اور شریک ہو سکیں گے، بیٹی کی غزلین پھینے کو دیدی ہیں، کوئی سولہ صفحے ہو جائیں گے، پھر بیٹی عود کرنا، لیکن زمین اور ایڈل کا معاملہ چھڑ گیا ہے، اور ہر روز نئی تحریک سے کام پڑتا ہے ڈائرکٹر نے اب کے پوچھا ہے کہ آپ ہم سے کس خاص صیغے میں ایڈل مانگتے ہیں زمین کا بھی نقشہ مانگا ہے، اب ذرا امید کی دھنلی سی صورتیں نظر آتی ہیں، دیکھیے تعبیر خواب بھی اچھی ہو،

اس سفر میں وہ فرمان ہاتھ آیا جس کی رو سے اکبر نے پارسیوں کو نو ساری میں جاگیر عطا کی تھی، خانخانان کے خکمر کا حکم ہے، بحوالہ فرمان اکبر، المذوہ میں دو نکلا،

مولوی شرف الدین جج ہائی کورٹ نے اپنی سب کتابیں مذوہ کو بھیج دیں اس کوڑہ الے اب خسرو کا پہلا دیوان جوڑ لکین کا کام ہے، اسے مذوہ کے متعلق ہے،

اس کوڑہ میں کچھ جواہر رینے بھی ہیں،

غرة الکمال مینی میں ہاتھ آئی، لیکن اسی قدر غلط،

میں مین تعلیم نسوان کے عجیب حیرت انگیز نمونے دیکھے، جنس لطیف کے پبلک لکچر اور سیمین

سین، اور پریوٹ صحتوں میں ان کی قابلیت دیکھی تعجب ہوا، لیکن چندان خوشی نہیں،

والسلام، شبلی،

۵ مارچ ۱۹۰۸ء، لکھنؤ

(۷۴)

نسیم مان ڈاکٹر ریوٹ نے کتب خانہ برٹش میوزیم کی فہرست میں لکھا ہے، کہ نہایتہ الکمال انکا پانچواں

دیوان ہے، اس کا دیباچہ یہ ہے، بسم اللہ الواہب اللہ الذی وہب الخ

مرآت آفتاب نمایں بھی اس کو پانچواں دیوان لکھا ہے،

دیباچہ سے میں بھی متمتع ہونا چاہتا ہوں،

شبلی، ۵ مارچ ۱۹۰۸ء، لکھنؤ،

(۷۵)

کل اسپیکر مدارس، ندوہ کے معائنہ کو آئے، اور بظاہر خوش گئے، کتب خانہ پر خاص

خوشنودی ظاہر کی،

لے بیٹی میں ملا فیروز کی لائبریری کا نسخہ تھا جو پروفیسر عبد القادر کے ذریعہ سے منگوا یا گیا تھا لے مرتب فہرست کتب خانہ برٹش میوزیم لے

لے یعنی دیر خسر دکا، لے دارالعلوم کے معائنہ کو،

زمین کے متعلق ڈپٹی کمشنر نے سفارش لکھ کر کاغذ کمشنر صاحب کے ہاں بھیج دیا،
 ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن لکھنؤ میں آگئے، ان سے ہم لوگ ملین گئے، میرے قدیم شناسا
 اور مہربان ہیں،

ہاں آپ دس ہندو دن کے اندر حیدر آباد ڈیپوٹیشن میں چل سکتے ہیں اور ۱۵ میں دو تین دن
 بمبئی کی سیر ہوگی، اور آپ محفوظ ہوں گے، حیدر آباد میں بھی کچھ چیزیں دیکھنے کے قابل ہیں،
 تحفۃ الصغیر کا انتظار ہے، جواب جلد عنایت ہوا،

شعبی، ۲۵ مارچ ۱۹۰۶ء

(۷۶)

مکرمی،

بہشت سے آپ کو خط لکھا ہوں افسوس آپ ایمان بالغیب کو ایمان بالکھنور پر ترجیح دیتے
 ہیں، شرائع کے اجراء ساتھ لایا ہوں، گو حیدر آباد کی منزل اصل وجہ سفر ہے، تاہم چاہتا ہوں کہ
 دوسرا حصہ اسی بہشت زاد میں مرتب ہو جائے،

لکھیے کہ پٹیا لی جو امیر خسرو کا مولد ہے، کس ضلع میں ہے، اور شہر سے کس قدر
 دور ہے؟ یہاں وقف کی کارروائی کو پھیلانا چاہتا ہوں، دیکھئے کہاں تک کامیابی
 ہوتی ہے،

..... یڑی آمادگی سے سکریٹری شپ کی کوششیں کر رہے ہیں اخباروں

لے بیٹے

میں اظہارِ عمدہ کے مضامین چھپواتے ہیں، بیٹے کی طرف سے امرتسر میں اعلان کرایا کر چاس سالانہ
چندہ دونگا، اور صاحبزادہ کا نام یون لکھوایا گیا، پسر ناظم ندوۃ العلماء جابجا خطوط بھجوا رہے ہیں کہ
خط کتابت میرے نام کی جائے، بھوپال سے جو ماہوار مقرر ہوئی تھی، یکم صاحب نے سند میں میرا نام
لکھوادیاتھا اور میرے ہی نام سے منی آرڈر آتا تھا، اب کی جیسے میں اپنے نام سے منگوا یا ہے، ندوۃ
کے پاس مکان لیکر رہنا چاہتے ہیں، لیکن یہ سب کیوں، علاوہ تنائے نظامت کے اس لئے کہ تعمیر
میں لکڑی وغیرہ ان کے کارخانہ سے خریدی جائے یہ ہیں ہمارے مقصد میں،

شبلی، بمبئی،

۱۲ جنوری ۱۹۰۹ء

(۷۷)

مکرمی،

والا نامہ پہونچا، میں مدت ہوئی واپس آیا، لیکن

داغ کہ ہوئے چمن ممبئی اس سال سرمایہ یک تازہ غزل نیز نمودہ است

دارالعلوم اب جا کر رنگ پر آیا، بڑا رونا تعلیم کا تھا..... نہ فن کے ماہر تھے،

نہ کبھی کتاب کا مطالعہ کرتے تھے، اب ان کے جو قائم مقام ہیں اور جن کو میں نے زبردستی حیدر آباد سے

بلایا ہے، ایسے شخص ہیں کہ دہری چار دن میں طلبہ کی آنکھیں کھل گئیں، اور سمجھے کہ تعلیم اور فن

دانی اس کو کہتے ہیں، عرب صاحب بھی ایک حد تک غنیمت ہیں، بڑی مشکل یہ ہے کہ مولوی

لے مولانا شریعی جیسا ہے شیخ محمد صاحب یعنی خزانہ خلیفہ محدث مشہور شیخ حسین جیسا، استاد ذوالاب صدیق حسن خان،

فاردق صاحب مرحوم کا بدلہ نہیں ملتا، مولوی سید محمد صاحب نے اگر چلے گئے، ایک ادیب کی
حت ضرورت ہے،

وقف کے دستخطوں کے لئے ایک آدمی کے گشت کرانے کی ضرورت ہے، کوئی آدمی ہو
ہو بھیج دیجئے، علیہ شاہرہ دونگا، سفر خرچ علاوہ بشرطیکہ معقول آدمی ہو،
شعراجم کا دوسرا حصہ بھی چھپ چکا، لیکن ابھی تک کتابیں نہیں آسکیں، ورنہ سب سے
پہلے خدمت عالیٰ میں پہنچتیں،
شبلی،

۲۹ نومبر ۱۹۰۹ء

(۶۸)

مکرمی،

مولوی عبدالحی صاحب نے آپ کو اطلاع دی ہوگی کہ جلسہ سالانہ دہلی میں قرار پایا
لیکن چونکہ وہاں مسلم لیگ کے جلسہ کے لئے حال ہی میں چھ ہزار چنڈہ ہو چکا ہے اس لئے
عام چنڈہ وہاں کھولانا نہ جاسکا، صرف داعیوں نے پانسو کی رقم دینی منظور کی ہے، حالانکہ
مصارف جلسہ کا تخمینہ دھائی ہزار سے کم نہیں،

اب کی اسی ضرورت سے چنڈہ مہتری ضرور دیا گیا ہے، اور ہر رکن انتظامی پر لازمی قرار
دیا گیا ہے کہ پانچ پانچ ممبر ہم پہنچائے،

آپ سے بھی یہ درخواست ہے اور کسی قدر کثرت عطیہ کی الگ، لیکن یہ باقی مولوی

سے مولوی سید محمد صاحب کا پوری مولانا محمد فاردق کے شاگرد اور مولانا مرحوم کے رفیق تعلیم،

عبدالکحی صاحب کے لکھنے کی ہن، ہن آپ سے جو چاہتا ہوں وہ حسب ذیل ہے،

(۱) جلسہ میں کسی علمی مضمون پر لکھ دیجئے،

(۲) اخبارات میں جلسہ سالانہ کی تقریب سے ندوہ کے اغراض اور توسیع اغراض پر مضامین لکھئے اور بہت جلد شروع کر دیجئے،

(۳) جیسا کہ پہلے رؤسار سے خط و کتابت کا کام آپ اپنے ذمہ لیتے تھے اب بھی لیجئے،

ہاں بورڈنگ بھی شروع کر دیا جائیگا، اس لئے آپ کے کمرون کی رقم عین جلسہ کے وقت بذریعہ نوٹ کے پیش ہونی چاہئے،

شعر الجہم مجھ سے ریویو کا تقاضا کر رہا ہے،

شبلی،

۸ جنوری ۱۹۱۰ء

(۷۹)

مکرمی،

آپ نے شعر الجہم کی وہ مدح بھی کی کہ میں نے خود اس پر دوبارہ اس لحاظ سے نظر ڈالی کہ

یہ خط و خال اس میں بھی یا چشم مجنون کی قوتِ اخذاع ہے،

شعر الجہم کا یہ کیا کم احسان ہے کہ اس کی بدولت آپ کی ادبی بارش فیض پھر نصیب ہوئی

افسوس یہ دست و قلم زمینداری کے بدمرہ کاغذات پر صرف ہوں،

لوگ اکبری یا عالمگیری ہن، لیکن میں جہانگیری ہوں، اب کی اندوہ کے آئینہ میں

لے شعر الجہم کے ریویو میں،

جہانگیر کی صورت دیکھئے گا،

جلسہ دہلی نے بڑی مصیبت میں ڈال دیا ہے، ان ظالموں نے ہاتھ تو لگا دیا لیکن بوجھ
سنبھالا نہیں جاتا، تقاضا ہے کہ خود آؤ اور ہاتھ ہٹاؤ، دو تین دن میں روانہ ہوں گا، علی گڑھ بھی
راہ میں ہے، لیکن آپ اپنے دائرے سے کہاں نکلتے ہیں، وہاں تک آپ کی اب ہمت نہیں،
فتوح احرار میں، حالاتِ حرمین میں ایک ثنوی ہے، مصنف کا نام محی ہے، لیکن کشف لظنون
کے سوا اور کسی تذکرہ میں پتہ نہیں لگتا، آپ اپنے دفتر میں تو دیکھئے،

شبلی، ۸ فروری ۱۹۱۰ء

(۸۰)

مکرمی،

اس وقت مراد آباد میں ہوں، یہاں ایک قدیم خاندان قضاۃ کا ہے، ان کے ہاں شاہی
کتب خانہ کی متعدد کتابیں ہیں، عالمگیری کی ایک جلد مسودہ مصنفین ہے، لیکن یہ ان کا بیان ہے
آج منگو اگر دیکھوں گا،

جو امور میں نے اخبارات میں لکھے، ان میں سے سب تو جلسہ میں پیش نہیں
ہو سکتے، اس لئے بلحاظ اہمیت اور امکان حصول یہ طے کیجئے کہ اس سال
کیا کیسا امور پیش ہوں، اور ان کی کارروائی کا کیا طریقہ اختیار کیا
جائے، ادارہ اس انگریزی میں دینیات کا بندوبست ضرور سوچئے، تیز آریوں
کے فتنہ کی روک،

انشاء اللہ پرسون ولی روانہ ہون گا، دو چار روز کے بعد آپ بھی تشریف لائے،

شبلی، ۱۰ مارچ ۱۹۱۷ء

(۸۱)

کرمی،

تسلیم خدا کے فضل سے سب کام شروع کر دیئے گئے، ترجمہ قرآن مجید کے لئے متعدد شخصوں کو خط لکھے کسی نے کوئی تسلی دہ بات نہ لکھی، لیکن عماد الملک بگرامی نے خط لکھا کہ وہ نہایت مستوی سے اس کام کو کر رہے ہیں، ان کے خط کے اقتباسات آئندہ چھاپوں گا،

اشاعت اسلام کے لئے مجھ کو خود ایک بار دورہ کرنا ہے، میں ایک مہینہ سے پیش میں ہوں اسی غرض سے الہ آباد بھاگ گیا تھا، لیکن نواب وقار الملک اپنے لڑکے کو داخل کرانے آئے تو مجھ کو بلا بھیجا اس لئے آنا پڑا، اسی حالت میں راسے بریلی گیا، اور وہاں جلسہ کر کے اس کی بنیاد ڈالی چھینٹا پڑنے پر عام دورہ شروع ہو گا،

وقف کے تحت خط کے لئے محمد ظہور کو جو بھیجا ہے تو اشاعت اسلام کے متعلق لوگوں کو خطوط لکھ کر دیدیے ہیں، دیکھے لوگ کیا جواب دیتے ہیں،

وقف کی سمیٹیل لکھنے کو کوئی مسلمان نہیں ملتا، مجبوراً الہ آباد میں یحییٰ بہادر سپرو جو ہندوستان ریویونکالتے ہیں ان سے خواہش ظاہر کی، وہ ساری سے آشنا ہیں اور شعر العجم کے معترف، اس لئے خود ملنے آئے، اور مجھ سے تمام کاغذات لے لئے اور کہا کہ یہ سب پرھکر جواب دوں گا،

صیغہ الفصحی اغلاط تاریخی کے متعلق سید سلیمان سے خط شائع کرادیا، اور لوگوں نے خطوط بھی بھیجے
سید سلیمان اب کام شروع کرتے ہیں،

بڑی دقت یہ ہے کہ دیہات میں جا کر تلقین اسلام کرنے والے واعظ نہیں ملتے، اس کا کیا
علاج ہوگا؟ اشاعت اسلام کی کارروائی تمام تر اس پر موقوف ہے،
آزاد کلکتہ پہنچے، سخت پریشان ہیں،

سید سلیمان میرے خطوط جمع کر رہے ہیں، کیا آپ کے پاس میرے کچھ ہفتوات غلطی سے محفوظ ہوئے؟
ان عربی زبان میں ایلیٹا کا ترجمہ ہوا، مصنف دائرۃ المعارف نے کیا اور برٹس اہتمام سے کیا
بیان تک کہ مصر کے "توفیلا" نے اس تقریب میں ڈر دیا، مترجم نے دو سو صفحوں کا دیباچہ بھی
لکھا ہے، قیمت کمیت ہے، میں نے ایک نسخہ منگوایا ہے، آپ چاہیں تو آپ کو بھی منگوادوں
شبلی ۵ مئی ۱۹۱۰ء

(۸۲)

آپ بہ بن کر خوش ہون گے کہ عمان، اور کویت کے دو عرب کم بن کرٹ کے ندوہ میں تعلیم کے لئے
آئے ہیں، ایک کو خود ان کا باپ لیکر آیا ہے، بچے وہیں ہیں، ایک اُجرومیر پڑھتا ہے اور ہونہار ہے
دونوں اپنے مصارف کے خود شگفل ہیں، توقع ہے کہ اگر نتیجہ اچھا ہوا تو اکثر عرب تعلیم کے لئے بیان
لے مشہور یونانی شاعر ہومر کی نظم کا سلیمان بستانی بیروت کے عیسائی عالم نے ترجمہ کیا ہے، دائرۃ المعارف یعنی عربی
انسائیکلو پیڈیا کی آخری جلد میں اس نے لکھی ہیں، ابتدائی جلد میں اور شخص نے لکھی ہیں، اسے غو کی ایک کتاب ہے جو
مصر و عرب میں عموماً بچوں کو پڑھائی جاتی ہے،

آئین گے ایسی میں بعض عوب تا جرون نے مجھ سے خط کتابت شروع کی ہے اور چاہتے ہیں کہ جب
ایسی جادون تو انھی کا ہمان ہوں،

کشمیر سے تار آیا کہ بارش ہے اس لئے نہ جاسکا،

شبلی، ۲۵ مئی ۱۹۱۰ء

(۸۳)

مکرمی،

شدت گرمی سے میں کلکتہ بھاگ گیا تھا، اور واقعہ میں وہاں بہت آرام تھا، لیکن یہاں کے
کام ابتر ہو رہے تھے، اس لئے کل واپس آیا، یہاں اس بلا کی گرمی ہے کہ بولا گیا ہوں، ندوہ کی
حالت نہایت ابتر ہے، شاہجہان پور کی جائداد پر عدالت قبضہ دلا چکی، لیکن ہمارے ہاں کوئی خبر
نہیں ہوتا، جب دو چار خط معتمد مال کو میں اور مولوی عبدالحی صاحب لکھتے ہیں، تو ایک ذرا چونک
کر پھر رہ جاتے ہیں، وہ ادلا تو کام کے عادی نہیں، اور ہوں تو ان کو اپنا کام کیا کم ہے،
للت پور میں ایک شخص نے دو سال ہوئے، مکان وقف کیا تھا، اب اس کا خط آیا کہ کوئی
خبر نہیں لیتا، میں کیا کروں، یہی اور بہت سے مالی معاملات کا حال ہے، سب پر طرہ یہ ہے کہ
اشاعت اسلام ایچھ غلاط وغیرہ کی کارروائی کے لئے کوئی رقم نہیں ملتی، حتیٰ کہ خط کتابت کے لئے
معتمد صاحب فرماتے ہیں کہ جلسہ انتظامیہ کی منظوری ہونی چاہئے،

جلسہ انتظامیہ ہو گا تو بجائے ضروری امور کے لوگ نظامت کے لئے مکرین باندھ باندھ کر آئیں گے،
اور کل اجلاس میں ہما بھارت کا رنگ رہے گا، جس میں الحرب مجال کا نتیجہ ظاہر ہو گا،

اگر آپ کو ندوہ کا درد ہے، تو آٹھ سات دن کے لئے ایسے مولوی غلیل الرحمن صاحب کو بلا لیں۔
 پہلے آپس میں صلح اور نیک نیتی کے ساتھ تمام مراتب طے ہو جائیں اور ضرور ہو سکے ہیں، پھر تمام امور کو
 باقاعدہ جلسہ میں طے کر لیجئے، جب ہم لوگ متفق ہوں گے تو کسی کو اختلاف نہ ہوگا، ورنہ حالت اس
 حد تک پہنچ گئی ہے کہ اب انجمن حمایت الاسلام کی طرح ندوہ کی مالی کارروائیاں بھی اخبارات کے
 منظر پر نظر آئیں گی، چار برس ہوئے کوئی حساب کتاب نہ مرتب ہوا، نہ شائع ہوا، لوگ چاہتے
 ہیں کہ ماہ ماہ اندوہ میں جمع خرچ پچھے، بیان کسی کو خبر بھی نہیں، بدتمیز کی ایک مجلس ہے، اگر
 ایک اجلاس ابتدائی کے سوا آج تک کوئی اجلاس نہیں ہوا، سب جمع خرچ محض ذاتی رہے
 سے ہو رہا ہے،

آپ نے بلایا ہے لیکن مجھ کو آج کل سفر کرنا محالات میں سے ہے،

شبلی، ۹ جون ۱۹۱۰ء

(۸۴)

اشاعت اسلام کی بنیاد دود کا مون پر ہے، فقر و غنا، آمدنی مشاہیر و عاظماء
 و اعظما حسب خواہش و ضرورت نہیں ملے، اور ملین تو کئی سوا ہوا، کی آمدنی چاہئے، انھیں
 دونوں باتوں کے متعلق میں نے یادداشت کے لئے لکھا تھا، اس پر مکرر غور فرمائیے اور اپنی راسخ
 قلبند کر کے دیجئے کہ کیونکر اور کس طریقہ سے یہ دونوں باتیں حاصل ہوں گی،

شبلی،

۱۲ جون ۱۹۱۰ء

(۸۵)

مکرمی،

اب کی سیری خاموشی اور رضا بالقضائے بُرائی نتیجہ پیدا کیا، لڑکوں کی عدم مذہبی پابندی کی تحقیقات نہایت ضروری ہے، لیکن اس کا طرز یہ تھا کہ لڑکے مدعا علیہ ہوتے نہ کہ میں خود بھی ایک مجرم قرار دیا جاتا، تحقیقات یہ کرنا تھا کہ آیا میرے کسی قول و فعل سے لڑکوں کو عدم پابندی کی غیب ہوتی ہے یا نہیں، آیا میں خود طلبہ کی اس حالت پر نوٹس لیا یا نہیں، یا میں نے اس کے متعلق احکام جاری کئے یا نہیں، اصل یہ کہ مدت سے کوئی جابر اور منتظم پرنسپل نہیں، اس کی تلافی میں کیا کر سکتا ہوں، یہ تو وہی بات ہے کہ عمدہ ناظم نہ ملنے سے بہت سے کام اتر ہو رہے ہیں، لیکن اس بنا پر معتمدین پر کمیشن بٹھائی جاسکتی ہے،

اس صورت میں کمیشن میٹھنا کہ میں مجرم کی حیثیت سے سامنے آؤں اور میرا اظہار تحریری یا تقریری لیا جائے، میں قیامت تک پسند نہیں کر سکتا، اور اس کا یہ نتیجہ ہے کہ اگر ایسا ہی ہوتا ہے تو آپ مجھ کو مطلع کریں تاکہ میں قطعی استعفا دیدوں،

آپ کا ندوہ سلامت رہے، اور نائب ناظم صاحب اور دیگر معتمدین صاحب اس کے چلانے کے لئے کافی ہیں،

شبلی،

۳۱ اگست ۱۹۱۶ء

الہ آباد،

اسے ندوہ کے جلسہ انتظامیہ میں،

مکرمی،

رام پور اس لئے نہ جاسکا کہ وہاں سے اطلاع آئی کہ ابھی نہ آؤ، سرکار غنی مال ہیں، اور اس وقت تک کتب خانہ بند رہے گا،

مرزا اکامران کے دیوان کے سرورق کا چہرہ جاگیر غیرہ کے دستخط ہیں، مین فوٹو لیا تھا، اور اللہ وہ سے شائع ہوا تھا، یاد آتا ہے کہ ایک آپ نے بھی منگوا لیا تھا، اگر ہو تو مطلع فرمائیے، اس سے اور فوٹو لیئے ہیں، یہاں کوئی کاپی نہیں رہی،

کمیشن کا معاملہ غور طلب ہے، اس لئے مفصل لکھتا ہوں، غور سے پڑھئے گا، اس کے دو پہلو ہیں، ایک واقعی اصلاح اور انتظام، اور دوسرے کسی شخص کی مخالفت و عداوت،

امرا دل کی صورت یہ ہے کہ آپ تشریف لائیے، اور سب ارکان یمن ہیں، مدرسہ میں آئیے، لوگوں کو دیکھئے بھالئے، مذہبی پابندی میں جو کمی ہو، اس کو نوٹ کیجئے، طریقہ انتظام و اصلاح سوچئے اور فیصلہ فرمائیے، لیکن یہ تمام کارروائی بغیر اطلاع اور شور و غل کے ہو، اس وقت موجودہ حالت یہ ہے کہ شاہ صاحب اور منشی صاحب نے تمام شہر میں غل پھیلا رکھا ہے، یا ہر کا جو شخص آتا ہے، یہی خبر لیکر میرے پاس آتا ہے، اس لئے جس دن آپ آئیں گے شہر میں غل ہوگا، اکثر لوگ مدرسہ میں آئیں گے،

اے بنی نواب صاحب رام پور، مرزا اکامران اکبر کا چچا تھا، اس کا فارسی دیوان باکی پور کے کتب خانہ میں ہے، اس کے سرورق پر شاہجہان اور جاگیر کے دستخط ہیں، شاہجہان کی عبارت یہ ہے، الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب،

سے دیکھو مکتوب الیہ کا خط ۱۲۶

مخالف اور موافق ہر جگہ ہوتے ہیں، اس لئے بہت سے لوگ بلکہ خود بعض ارکان موجود ہوں گے، اور اس بات کی کوشش کریں گے کہ مجرم کے حیثیت سے میرے مقابلہ میں اظہار و لاسے جائیں یعنی فلان شخص کی تحریرات تصنیفات، اور تقریرات نے یہ اثر پیدا کیا ہے،

ضیاء الحسن علی گڑھ سے یہاں آئے تھے، دوسرے دن ملے آئے کہتے تھے کہ منشی صاحب نے ان سے کہا کہ تمہارا اظہار بھی لیا جائے گا،

یہ طریقہ نہایت بُرا ہوگا، اور میں اس کے قبول کرنے پر طیار نہیں ہو سکتا، نہ اس لئے کہ مجھ کو اپنے خلاف شہادت کا ڈر ہے، بلکہ اس لئے کہ کسی معتمد کے مقابلہ میں طلبہ وغیرہ سے اظہار لینا یہ اس کی توہین ہے،

میشک میں اس وقت اس کارروائی پر رضی ہو سکتا ہوں جب اس کے ساتھ اور معتمدین پر کمیشن بیٹھے، میں اس کو قطعاً ثابت کر سکتا ہوں کہ فلان صاحب صبح کی نماز نہیں پڑھتے، فلان صاحب نے اپنی غفلت سے اس وقت تک ہزار دن روپیہ لوگوں کا ضائع کر دیا ہے، یعنی لوگوں نے مکرہ کی تعمیر کے لئے روپیہ دیا تھا وہ تعلیم پر صرف کر دیا گیا، و علیٰ ہذا، فلان صاحب نے وقف کر کے اپنی جائداد دارالعلوم کو نہ وی اور اب تک رکنِ ندوہ ہیں، مکان دارالعلوم کا روپیہ ندوہ ادا کر چکا اور جو اس کے دستاویز واپس نہیں کرتے، اور اسی وجہ سے باوجود اس کے کہ دو دفعہ جلسہ انتظامیہ میں منظور ہو چکا کہ مکان موجودہ فروخت کر ڈالا جائے وہ فروخت نہیں کرتے،

ان سب باتوں کو بردے کے کارلانا بڑے گا، ورنہ یہ نہیں ہو سکتا کہ صرف ایک معتمد پر

لے، دہلوی ضیاء الحسن علوی ندوی بی لے،

بے وجہ اس قدر شورش کی جائے،

ضابطہ کی حیثیت یہ ہے کہ کمیشن کا رزلویشن اجنڈا میں درج نہ تھا، منشی احتشام علی صاحب کی یادداشت اس لئے نہیں پیش ہو سکی کہ پندرہ دن پہلے ارکان کے پاس نہیں پہنچی تھی، پھر یہ جدید رزلویشن کیونکر فوراً پیش ہو کر غیر منظوری دیگر ارکان غیر حاضرین کے پاس ہو سکتا ہے، اس مزید یہ کہ اس وقت یہ پاس ہوا کہ ایک مہینہ کے اندر رپورٹ پیش ہو جائے، مدت گزرنے کے بعد ارکان کمیشن کو کیا حق ہے جب تک جلسہ انتظامیہ کی دوبارہ منظوری نہ ہو،

غرض مقصود یہ ہے کہ کام کی اصلیت مقصود ہو تو اس کا طریقہ میں پہلے عرض کر چکا، اور اگر فلان و بہان کو شماتت کا موقع حاصل کرنا مقصود ہے تو میں اس کے لئے بالکل آمادہ نہیں ہوں، اس حالت میں صرف دو نتیجے ہوں گے، آسان یہ کہ میں مستعفی ہو جاؤں، اور وقت طلب یہ کہ میں کمیشن کی تعمیل سے انکار کروں،

اس میں کچھ شبہ نہیں کہ طلبہ میں تقدس کا اثر نہیں ہے، آپ نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ ایک دفعہ ندوہ کے لڑکے ڈیپوٹیشن کے طور پر کھسکین پور بھی گئے تھے، ان کی وضع سے اپنے سمجھا کہ علی گڑھ کے لڑکے ہیں، یہ میری موجودگی سے قبل کا زمانہ ہے، اس کی وجہ، میں نے بہت سوچا اس کے سوا کوئی نہیں کہ ابتدا سے آج تک کوئی پرنسپل مقدس اور با اثر نہیں ملا،

ایک زمانہ میں مولوی فاروق صاحب مرحوم تھے، وہ خود بے پروا تھے، مولوی ..
..... صاحب خود پابند تھے لیکن اثر کچھ نہ تھا، خود ان کا لڑکا مولوی ڈاڑھی

ترشواتا تھا، اور وہ کچھ نہ کہتے تھے، اس کی نماز فجر نہ پڑھنے کی مین نے ان سے شکایت کی تو فرمایا کہ "رات کو مطالعہ زیادہ دیکھتا ہے، اس لئے صبح کو سو جاتا ہے۔"

مین اول جب حیدر آباد سے آیا تو دیکھا کہ دارالاجار (ریڈنگ روم) مین طلبہ نے نواب محسن الملک وغیرہ کی تصویریں لگا رکھی ہیں، نماز نہ پڑھنے پر گوشت کا پیالہ بند کیا جاتا تھا، لیکن ہر روز دس پانچ بند رہے،

اس کی تیسرے صفت یہ ہے کہ کوئی مقدس بزرگ ہاتھ آئین، مولوی سیف الرحمن صاحب کی تحریف مولوی مسیح الزمان صاحب وغیرہ بہت کرنے ہیں، مین نے ان کو لکھا، لیکن وہ پچاس پر نہیں آتے،

بہر حال یہ معاملہ موجودہ صورت میں معمولی معاملہ نہیں ہے، جھکو مطمئن فرمائیے کہ طریقہ تحقیقات کیا ہوگا، کیونکر ہوگا، عنوان کیا ہوگا؟
رزولوشن مین خاص میرے زمانہ کے مقابلہ کا ذکر ہے، اس سے مخالف طبیعتوں کو ہر قسم کے مخالف پہلو کا موقع ملے گا، اور اس سے وہ کام لین گے،

تسلیم
شبلی، ۲۰ ستمبر ۱۹۱۱ء

(۸۷)

کر می،

نزدہ کے مواد فاسد کو ہر دفعہ اوپر سے لیس پوت کر دی جاتی ہے، اور اندر اندر مواد پکتا

رہتا ہے اس لئے ہمیشہ خلیان رہتا ہے اگر واقعی ندوہ کا مدد ہے (اور ضرور ہے) تو ایک ہفتہ کے لئے
 آئیے، اصل یہ ہے کہ منشی احتشام علی صاحب اور مولوی خلیل الرحمن صاحب بلکہ مولوی عبدالحی صاحب
 کو کسی قدر یقین ہے کہ میں ان لوگوں کے اختیارات میں دست اندازی کرتا ہوں اور ان کے کرنے
 کا کام خود کرتا ہوں اور اس طرح وہ نمایاں نہیں ہوتے، اس لئے اگر میری اور ان کی سینے اور
 دیکھئے کہ کیا واقعہ ہے، مجھ کو آپ کی رائے پر پورا بھروسہ ہے، اگر آپ کے نزدیک میں نے ایک
 ذرہ بھی اپنے حدود سے تجاوز کیا ہوگا، تو معترف ہو کر معافی مانگوں گا، ورنہ جب تک ان لوگوں کا
 یقین زائل نہ ہوگا کوئی کمیشن اور اصلاح سودمند نہ ہوگی، یہ تو سب اسی رنجش کے بخارات ہیں
 باقی مفصل خط پہلے لکھ چکا ہوں،
 شبلی،

۳۰ ستمبر ۱۹۱۰ء

(۸۸)

مکرمی، السلام علیکم،

افسوس آپ ایسے وقت میں تشریف لاتے ہیں کہ عظیم گدھ میں سناٹا ہوگا، یہ شرمنا اور
 سو فات کی طرح صحن پکری کے زمانہ تک آباد رہتا ہے تعطیلوں میں بالکل ویران ہو جاتا ہے
 کیونکہ وہاں کا خاص باشندہ کوئی ممتاز آدمی نہیں، سب دیہاتی ہیں، ہم لوگ خود چونکہ باہر رہتے
 ہیں اور تعطیلوں میں بھی باہر رہتے ہیں، اس لئے اس کمی کی یوں بھی تلافی نہ ہو سکے گی باہر حال طریقہ
 فرمائیے کہ کس تاریخ تک آپ ضرور آسکیں گے، مجھ کو تو ایک غائب و غار الملک منصوری میں بلا ہے
 ہیں اور دوسری طرف مولوی سید حسین صاحب بلگرامی کا خط آیا ہے کہ تم خود آؤ تو میں سودہ وقت لکھ دوں

ادھر مدرسہ کے کھلنے کے وقت بہت سے جدید ضروری انتظامات ہون گے، اس لئے موجود رہنما چنانچہ
غرض ایک کشمکش میں ہون،

عمارت کا چنڈہ اب بالکل بند ہے، مجھ کو لوگ اب کچھ کرنے نہیں دیتے، خود کچھ کرتے نہیں،
دور دور تک یہ پھیلا دیا ہے کہ میں الگ ہو گیا، چنانچہ باہر سے متعدد خطوط آئے، نہ صرف میرے پاس بلکہ
اور دن کے پاس اقاری عبدالولی صاحب مطبع اسی پرسوں آئے تھے، ان کے پاس یورپ سے ایک خط
آیا ہے، میں پہلے سے افسردہ تھا، بیماری نے اور دل توڑ دیا، اپیل شایع کرنے کی ضرورت نہیں رہی
کام تقریباً چھوڑ دیا ہے، لوگ آئین اور کام بنھالین، پچاس ہزار خرچ ہو چکے، عمارت نامہ تمام رہی نہیں
کی اور ضرورت ہوگی، اس کے علاوہ بورڈنگ کا سامان، اضافہ ماہوار، ترقی تعلیم یہ سب کام ہیں
لوگ آئین اور انجام دین، میں انشاء اللہ کسی اور صوبہ میں قیام کر دوں گا، اور کوئی مشغلہ دعوں پر
ہون گا، مولوی سیف الرحمن کو بلوایئے اور مقرر کیجئے،

مصر سے عربی میں نقشہ مل سکتا ہے،

والسلیم،

شبلی

۲۶ اکتوبر ۱۹۱۰ء

(۸۹)

مکرمی،

تسلیم، الیڈین نے علی گڑھ سے منگوائی تھی، اور مصر سے بھی، آپ وہیں کیوں

لے یونانی شاعر ہومر کا ترجمہ عربی، دیکھو مکتوب ۸۳،

نہ لے لین، حقیقی بعد اومی سے عرب کا نقشہ بھی وہ منگوادین گے، چونکہ وہ اور کتابیں بھی منگواتے
 رہتے ہیں اس لئے ان کے ذریعہ سے شاید ارزان آئے، ورنہ میں حاضر ہوں،
 اعجاز خسروی کا ایک عجیب و غریب نسخہ لکھا آیا، امیر کی وفات کے دس برس بعد کا لکھا
 ہوا ہے، نہایت صحیح اور سرتاپا بخشتی ہے اور کمال یہ کیا ہے کہ لفظی رعایت میں ایک لفظ کے کئی
 ٹکڑے میں بھی کوئی رعایت ہے تو اس قدر ٹکڑا سرخ لکھا ہے مثلاً باغ کی رعایت میں بود کا
 لفظ آگیا ہے تو بود کو سرخ لکھا ہے، تمام کتاب میں یہ التزام ہے اس قدر دیدہ ریزی شاید
 خود مصنف کی ہو،

آپ کے نہ آنے سے خیر پک کر رہ گیا، جگ ٹوٹا، لیکن زیادہ طیار ہونے کے لئے،
 شبلی، ۱۵ نومبر ۱۹۱۰ء

(۹۰)

مکرمی،

سبحان اللہ اتنا نہ ہوا کہ الہ آباد سے آتے ہوئے ایک دن لکھنؤ میں ٹھہر جائے، ۱۶ فروری
 کی تاریخ غالباً بدل جائیگی، قواعد انتخاب کے مطلب کی تعبیر میں سخت اختلاف ہے، وکلاء اور قانون
 دانوں سے کئی دن سے مشورہ رہا کوئی قطعی بات طے نہیں ہوتی، ارکان خود دل کر پہلے طے کرتے
 تو بہتر تھا ورنہ وقت پر پہلے تو قواعد ہی پر بحث ہوگی اور جلسہ بیکار جائیگا،
 اب کی جنوری کے اندوہ کا آغاز یونیورسٹی ہی سے ہے، اور جلی عبارت میں لکھا ہے کہ
 لے یعنی امیر خسرو دہلوی،

لوگوں کی نظر پڑے، آپ کے خط آئیے بہت پہلے مضمون مطبع میں بھیج چکا تھا، مضمون تو نہیں بلکہ نوٹ بھی، مستقل مضمون اس وقت لکھوں گا، جب آپ سے مل کر اس کی ہیئت خوب سمجھ لوں، میں علی گڑھ آنا چاہتا ہوں، گسٹ ہاؤس میں ٹھہرون یا آپ کے ہاں آپ تو شاید نمائش میں خمیر افگن ہوں گے،

عربی کی بعض مفید کتابیں مصر سے آئی ہیں، کیا آپ کو بھی بھیجا دوں، مثلاً شمار القلوب للشعلبی، مجمع الاجماع، چار چار روپیہ یا زیادہ قیمتیں ہیں، ہاں آپ سے تو فریق ثانی نے بہت خط کتابت کی، ان کے اقتراحات کیا ہیں؟ صرف عنوانات لکھئے، کہ وہ یہ انتظامات چاہتے ہیں، جواب مفصل لکھئے، شبلی،

۶ فروری ۱۹۱۱ء

(۹۱)

مکرمی،

والا نامہ ملا، مدرسین کا کیا فیصلہ ہو، نامور بازار میں نہیں ملتے، بلکہ خاص تعلقات اور اہتمام پر آسکتے ہیں، مولوی حفیظ اللہ صاحب کے بعد سب نے متفقاً تین شخصوں کے بلائے کی آرزو کی، مولوی شیر علی، مولوی ماجد علی، یہ بھی مولوی خلیل الرحمن صاحب نے کہا کہ ان میں سے ایک کی

لے مولوی بان صاحب مدن عرب کی فرنیج تصنیف کا ترجمہ ہے جس کا موضوع، جماعات کا علم النفس ہے،

لے نمس العلماء مفتی عبد اللہ صاحب ٹوٹکی پرفیسر اور ٹیٹل کالج لاہور،

امید نہیں کی جاسکتی ورنہ ہر ایک ہماری انتہائی آرزو ہے،

مولوی ماجد علی میرے شاگرد ہیں، ادب مجھ سے پڑھے ہیں، ٹوئنگی ہم سبق، اور مولوی شیر علی دوست تھے، میں نے مولوی ماجد علی کو بلوایا وہ آئے لیکن ہم سب نے ان کو نا پسند کیا مولوی شیر علی کا انجام آپ کو معلوم ہے،

ادھر مولوی فضل حق کی رائے ہوئی، ان کو لکھا وہ اپنے پر راضی ہوئے، اور خط آیا، یہاں سے ایک گناہ خط گیا کہ نہ آئے یہاں لڑائی ہے وہ بھی بیٹھ رہے، ٹوئنگی سرکاری ملازمت چھوڑ کر کیون آئیں، تاہم میں بلا سکتا ہوں لیکن ہر شخص اب سمجھنے لگا کہ سگریٹری دارالعلوم کی ذمہ داری کوئی چیز نہیں، اس لئے کوئی ایسی غیر اطمینانی حالت میں کیونکر آئے،

منشی احتشام علی صاحب کے نزدیک مولوی حفیظ اللہ صاحب افضل ان س ہیں، لیکن وہ بھی شاید اب نہ آئیں، بہر حال دارالعلوم سے اب ہاتھ دھونا چاہئے جب تک کوئی ماہر فن نہ آئے گا علمی مذاق نہیں پیدا ہو سکتا، اور وہاں مولوی حفیظ اللہ کے سوا اور کوئی مقبول نہیں، والسلام
شبلی، کلیر روڈ، پالن جی ہوٹل، بمبئی،
۱۴ جون ۱۹۱۷ء

(۹۲)

مکرمی،

تسلیم، دارالعلوم کی نسبت تو میں نے عہد کر لیا ہے کہ آپ کو کچھ نہ لکھوں گا، بجز اس کے کہ نسل نظامت کے ارکان مشارق و مغارب میں ہیں، اور پریشانی وغیرہ کا فیصلہ حیز عدم ہو مولوی عبدالحی صاحب

فرماتے ہیں کہ لوگوں کو خطوط لکھنے لوگ کہتے ہیں کہ ہم کو نہیں پہونچے، تو انکی میرے اصرار سے آئے،
اور یہاں کوئی نہ تھا، اس لئے بلا فیصلہ واپس گئے، گو میں نے ان کو آمادہ کر لیا ہے کہ وہ قیام
کرین، بشرطیکہ ملا، اعلیٰ بھی کبھی فیصلہ کرے،

خیر اس کو چھوڑیے، وقت کا معاملہ اب قریب الحصول ہے، اب عمدہ کاغذ پر موریل مع حلات
قانون وقت چھپوانا اور ملک کے اعیان سے دستخط کرانا اور و سیراے کی خدمت میں بھیجا ہے، ان
ضروریات کے لئے کچھ مزید چندہ کی ضرورت ہے، عام چندہ تو مناسب نہیں، احباب کو تکلیف دینا
ہوں، آپ بھی کچھ رقم بھیج دیجئے،

مشرقی کانفرنس سے اچھے نتائج کی امیدیں ہیں، میں نے مذوہ کو وہاں زیادہ روشناس
کیا، اور بعض کارروائیوں میں وہ شامل کر لیا گیا، مفصل عند الملاقاة،
میں وقت کے متعلق دورہ کرنا چاہتا ہوں، شبیلی،

۲۶ جولائی ۱۹۱۷ء لکھنؤ،

(۹۳)

مکرمی،

تسلیم، نصاب تعلیم مذوہ اسی دن روانہ کیا، شاید نہیں پہونچا، خیر آج پھر بھیجتا ہوں، سبحان
آپ اعظم گڈھ چلین تو میں عرب سے چل کر اعظم گڈھ آؤں، آج ہی خط لکھتا ہوں، اور کلکٹر صاحب
کے متعلق دریافت کرتا ہوں، میں آج کل میں رامپور جانے والا تھا،

اے گورنمنٹ نے شملہ میں ایک اور ٹرل کانفرنس بلائی تھی، مولانا بھی اس کے ممبر تھے،

اور آباد کی نایش نے میرا ایک کچر قدیم خبریوں اور کتابوں پر مقرر کیا ہے اس کے لئے راج
میرا کرتا ہے، آپ کے ان سے بھی سر ملے گا۔

کیشن کی شہرت سے بہت بڑا اثر پیدا کیا، اول تو تمام شہر میں مشہور ہے کہ فلان شخص ملحدہ
کر دیا گیا، دوسرے اس کی پٹنگی کے لئے شاہ سلیمان صاحب دغیرہ ہر جگہ یہ چرچا پھیلا رہے ہیں کہ
فلان شخص کی نسبت تمام ہندوستان میں بدعتیہ کی اور اتحاد کا شہہ عام ہو گیا ہے، اس لئے
اب ان کے انتساب سے مذہب کو نقصان پہونچ رہا ہے اور پہونچے گا،
ماتر جمعی کا پہلا جمعہ نکلا، کلکتہ سے منگو ایسے،

مولوی سید حسین صاحب نے سورہ بقرہ کا ترجمہ چھپوا کر، لیکن مسودہ کی شکل میں بھیج دیا
موریل وقت اولاد کا اچھا لکھا گیا، آپ نے اس پر کچھ رائے نہیں دی،
شبلی، ۴ ستمبر ۱۹۳۲ء

(۹۴)

جناب مستطاب دام مجید کم،
نخستہ و سلام

مسودہ قانون وقت اولاد اب بہت جلد کونسل میں پیش ہوگا، اور گورنمنٹ کے لائبریری
اپنی تقریر میں کہا تھا کہ گورنمنٹ اس برسے موریل کا انتظار کرے گی جو مسلمانوں کی طرف سے
آنے والا ہے، یعنی انجمن وقت کی طرف سے، اس لئے میں نے اہل زبان اور بھٹی وغیرہ کا دورہ
لئے، عبدالرحیم صاحبان کے حالات ہیں، "ایشیا ٹیک سورسٹی" کا تحفہ، مولانا کو قومیہ دہانے سے اس کی اشاعت کا سامان ہوا
میں نے ایک عام خط لکھا جو تمام ارباب رائے کی خدمت میں بوزمن مشورہ بھیجا گیا تھا،

کر کے تمام مقننین کی رائے حاصل کیں، اور جو نقص مسودہ میں ہیں ان کو ایک الگ یادداشت میں لکھا
 کیا آج وہ اصل مسودہ انگریزی اور سال خدمت کرتا ہوں کہ آپ غور فرمائیں،

اس کے ساتھ اب مہوریل بہت جلد تیار ہو کر خدمت والا میں دستخط ثبت کرنے کے لیے حاضر
 کیا جائیگا، تاکہ وہ ڈیپوٹیشن یا صوبہ کی گورنمنٹ کے ذریعہ سے حضور و ایسراے کی خدمت میں
 ارسال ہو، فقط،

شبلی نعمانی،

(۹۵)

جناب من،

جرجی زیدان کا رد جو الہند وہ میں نکلا محض سرسری اور کم زور تھا، اس کی وجہ یہ ہے کہ طبعیت
 کا رد عربی میں مصروف تھا، کیونکہ اصلی مخاطب عرب و شام تھا، اس بنا پر عربی رسالہ بہت بڑا
 ہو گیا جس کے مصارف طبع قریباً مائے ہ یا اس سے کچھ زائد ہوں گے، فروخت کی توقع نہیں
 مصر و شام دیورپ میں مفت بہت رسالے بھیجے جائیں گے، اس لئے یہ قرار پایا کہ مصارف کیلئے
 ”دور دوستان بکوب“ پر عمل کیا جائے،

اس خیال میں تھا کہ حکیم نور الدین صاحب کا خط آیا رسالہ عربی کے لئے میں ضہ بھیجتا
 ہوں، اب بقیہ کی فکر ہے، آپ دس پندرہ جس قدر مناسب سمجھیں بھیج دیں، اور یہی غرض ہے جناب

لے جرجی زیدان اڈیٹر الہلال مصر نے لندن اسلامی میں جو مخفی اعتراضات مسلمانوں پر کئے تھے اور جو غلطیاں تاریخ میں کی تھیں انکی
 تردید و تنقید عربی رسالہ ہندوستان بمصر دونوں جگہ چھپ گیا ہو بنام الاستاد لے خلیفہ امرا غلام احمد قادیانی،

نواب مزل اللہ خان صاحب کو بھیج دین، وہ جو چاہیں، بھیج دین گے، باقی کے لئے عزیز سی محمد،
نواب علی حسن خان اور شاہی ہے،

۲۷ نومبر ۱۹۱۱ء

(۹۶)

تسلیم، مفتاح السعادة، مدرسہ کا نسخہ تھا، قیمت صبر بھیج دیجئے،
سیرۃ نبوی کا شروع سال سے عزم ہے، لیکن پچاس ہزار سرمایہ کی ضرورت ہے
کیا قوم سے یہ امید ہو سکتی ہے؟

شبلی،

۲ جنوری ۱۹۱۲ء

(۹۷)

جناب من،

معلوم نہیں آپ سالانہ جلسہ کے متعلق کیا کر رہے ہیں، سید رشید رضا ایڈیٹر المنار مصر کے
آئے ہیں، انھوں نے قطعی ارادہ ظاہر کیا ہے،
نوسلموں کے متعلق نہایت کثرت سے خطوط آئے کہ اکثر جگہ مسجدوں کو گوبر سے لیسے ہیں
نماز کا ذکر نہیں، میں نے ایک انسپکٹر روانہ کر دیا ہے،
اگر آپ کہیں اس کام کے لئے یا سالانہ جلسہ کے لئے دورہ کو چلیں تو میں ہر کام چلوں
اس خط سے آغاز سیرت نبوی کی تاریخ معلوم ہوتی ہے،

نواب علی حسن خان نے کل اپنا کتب خانہ ندوہ کو دیدیا اور خود مجھ سے آکر اظہار کیا، میں نے جلسہ تک اعلان عام کو روک دیا ہے،

جرجی زیدان کا رد (پروٹ) بھیجا تھا، المنار نے بہت احسان مندی ظاہر کی، کہ بڑا اہم کام انجام پایا جس کی بیان کے لوگوں کو ہمت نہیں ہوتی تھی، گو میں نے ان کو ابھارا بھی تھا، ناصر علی کی مثنوی نہ ہو تو ایک اچھا نسخہ موجود ہے، خیام کا جبر و مقالہ ہاتھ آگیا، دس پرے آپ جلسہ سے کچھ پہلے آئے، شبلی،

۲۴ فروری ۱۹۱۲ء

(۹۷)

مکرمی،
تسلیم میں اردو ورنیکو لرایکم کمیٹی کی شرکت کی غرض سے الہ آباد گیا تھا، مسٹر برن نے چند نہایت مضرت جو یزین اردو کے حق میں پیش کی تھیں، ایک یہ بھی تھی کہ رامائن بھاشا انٹرنس کے امتحان میں لازمی کر دیجائے، اور اردو جو مدارس میں ہے، وہ ایسی کر دیجائے کہ ہندی بن جائے عجیب منطقی دلائل گھڑے تھے، پنڈت سند لال وغیرہ کمیٹی کے ممبر تھے، تیسرے جلسہ میں کامل فتح ہوئی تمام تجویزین اڑ گئیں، اگرچہ افسوس ہے کہ مسلمان ممبروں نے کوئی مدد چھو نہ دی، اور دیتے کیا، دینے کے قابل بھی نہ تھے،

۱۵ سالہ فی براہین الجبر و المتقابلہ پیرس میں ۱۹۱۱ء میں طبع ہوا تھا، چھوٹی تقطیع کے ۱۵ صفحے ہیں آخر میں فرخ ترجمہ ہے، اس کمیٹی کی تجویز تھی کہ اسکولوں میں بھاشا آمیز اردو جاری کی جائے، مسٹر برن یو پی کے چیف سکریٹری تھے،

الہ آباد سے کلکتہ گیا، اور تمام وائسرائے کونسل کے ممبروں کو ایک جلسہ میں جمع کر کے تمام مراتب طے کر لئے، انشاء اللہ اسی مہینہ میں بل حسب مراد پاس ہو جائیگا اور سب کمیٹی پیچھے جائیگی۔ سیرۃ بنوی کا کام واقعی بڑے پھیلاؤ کا ہے، ادھر اشاعت اسلام کی یہ حالت ہے کہ مسیونر خطوط اور رپورٹیں آرہی ہیں، اور معلوم ہوتا ہے کہ لاکھوں نو مسلم ارتداد کے خطرہ میں ہیں، اکیوں کی مقامی کمیٹیاں جابجا دیہات میں قائم ہوتی جاتی ہیں، ہجہ میں نہیں آتا کہ کیا کیا جائے، کہاں کہاں دماغ مقرر کئے جائیں، کہاں مکتب قائم ہوں، یہ تو سلطنت کا کام ہے۔

آج ایک اپیل بھیجتا ہوں، کاغذات جلسہ میں پیش کروں گا، کلکتہ میں ایک انجمن سے کام لیا اور نواب ڈھاکہ کو راضی کیا ہے کہ وہ انجمن اشاعت اسلام کے پریسیڈنٹ ہوں، لطف یہ ہے کہ ادھر شاہ سلیمان صاحب نہ کچھ کرتے ہیں، نہ مجھ کو اجازت دیتے ہیں کہ میں باقاعدہ کام کروں مجبور ہو کر مذہب کے دائرہ سے نکل کر کام کرنا پڑیگا،

میں امین آباد پارک نمبر ۴ میں ہوں۔
۱۵ مارچ ۱۹۱۲ء کو پھر الہ آباد ورنیکولر اسکیم کمیٹی میں جانا ہے، ہاں ایک بنایت عمدہ خوشخبری سنئے،

گورنمنٹ نے ایک کمیٹی قائم کی ہے کہ سرکاری اسکولوں میں مذہبی تعلیم جاری کیجئے،
مجھ کو بھی ممبر بنایا ہے، اپریل کی ۶ تا ۱۰ کو اس کا اجلاس ہوگا،
۱۰ مارچ ۱۹۱۲ء، لکھنؤ،
شبلی،

لے وقت اولاد کے متعلق

(۹۹)

مکرمی،

تسلیم، انڈر سکرٹری کو خط لکھئے کہ ایک دن پہلے میٹنگ کریں، میرا بھی حوالہ دیجئے کہ ان کی بھی درخواست ہے،

سید رشید رضا مہر سے روانہ ہو گئے، ۲۲ مارچ کو بمبئی آجائیں گے، مین نے لکھ دیا تھا، اس لئے وہ لارڈ کچنر سے مل کر اور ان کی رضا مندی تحریری لیکر آتے ہیں، انھیں کو جلسہ کا صدر بنانا چاہئے اور یہ مین نے ان کو لکھ بھی دیا تھا، اس بات سے جلسہ کی غفلت ہوگی، ان کے نام کی وجہ سے اکثر لوگوں نے آنے کی خواہش ظاہر کی ہے،

ان کام بہت ہیں، لیکن مین اشاعت کے کام کو سب پر مقدم رکھوں گا، قطعی طور سے معلوم ہوا کہ راجپوت خاندان مرتد ہوتے جاتے ہیں، آریوں کی مقامی انجمنیں چکے چکے کام کر رہی ہیں، ذرا دقت یہ ہے کہ جلسہ کے بعد ہی میرا دورہ شروع ہونا چاہئے، لیکن موسم ناقابل برداشت ہو جائیگا، اس لئے دو مہینہ کا وقفہ ہو جائیگا جو مضر ہوگا،

سید رشید رضا کے لینے کو بمبئی جانا چاہتا تھا، لیکن بیان ایک ایک منٹ کام کا ہے ذرا ملا تو سب اتر ہو جائیگا، جلسہ گاہ کا سامان ابھی کچھ نہیں ہوا، نہ کوئی پروگرام بنا، نواب علی حسن کا کتب خانہ ندوہ میں آرہا ہے، لیکن مین نے اعلان عام جلسہ کے لئے اٹھا رکھا،

شبلی،

۱۸ مارچ ۱۹۱۲ء

(۱۰۰)

جلسہ انشاء اللہ نہ صرف بارونق بلکہ مهمات امور کے اہرار کا پیش خیمہ ہوگا، لیکن شرط یہ ہے کہ آپ تین روز پہلے آجائیں، اشاعت اسلام کا بہت اچھا اثر ملک میں پھیل رہا ہے، لوگ خط و کتابت کر رہے ہیں، صرف اتنی بات ہے کہ شاہ صاحب وغیرہ اس کام کو کرنے دین، یہ اس وقت ہو سکے گا کہ آپ آجائیں، آپ کا توسط ب مشکلات کو حل کر دیگا، دوسرے یہ کہ سید رشید رضا کی وقت اور موجودگی اور پریسڈنٹی سے فائدہ اٹھایا جائے، اس کے لئے بھی آپ کی ضرورت ہے، سید صاحب موصوف لارڈ کچنر سے ملکر اور ان کی تحریری مرضی سے آئے ہیں بہر حال اپنی تشریف آوری سے جلد مطمئن کیجئے، ندوہ کی بساط پر یہ اخیر بازی ہے جس پر اس کی موت و حیات کا مدار ہے،
شبلی نعمانی،

۲۴ مارچ ۱۹۱۲ء

(۱۰۱)

کرمی،

نسیم عنایت نامہ پہونچا،

بقدر ہمت کام کر رہا ہوں، آنکھ کی معذوری کا بہت اثر ہے، خود لکھ نہیں سکتا، بلکہ لکھواتا ہوں، اور اس کی کبھی مشق نہ تھی، البتہ کتابوں کا مطالعہ اب تک کر سکتا ہوں، یورپین مورخوں کی تصنیفات کشت زعفران نظر آتی ہیں، ایکڑون ہوائی قلعے بنائے ہیں، تمام انگریزی کتابیں خریدی ہیں

ندوہ کا سالانہ جلسہ لکھنؤ،

ہن ایک بی بی لے کو جو ایم لے مین ہن، زادراہ بھیج دیا ہے کل پرسون تک آجائیں گے،
 بیان کی یہ حالت ہے کہ بعد اڈی پیر صاحب جو آتے ہن ان کے جلوس اور روشنی مین پچھم
 ہزار روپیہ ایک رات مین صرف ہوا، لیکن انھین کی یادگار جو تجویز ہوئی ہے، اور جس کے لئے ہزار
 لاکھ درکار ہے، اس مین صرف سات ہزار چندہ ہوا، شاید آئندہ اور بھی ہو،

سرکار بھوپال نے اس سفر مین مجھ سے کہا کہ اپنا جانشین بھی تیار کر لو، اس کا کیا جواب تھا،
 ان کے صاحبزادہ کے دو ہزار روپے بابت خریداری کتب آگئے، ماہوار کے علاوہ کارلائل
 کی کتاب کا عربی مین ترجمہ ہو گیا، اچھا ترجمہ کیا ہے، میرے کام کی چیز ہے،

شبلی، ۲۴ جون ۱۹۱۲ء
 بمبئی،

(۱۰۲)

مکرمی،

مدرسہ مین خود جاتا، لیکن عیسائی زمانہ مین ڈھا کہ یونیورسٹی کی سب کمیٹی مین گورنمنٹ ہنگال
 نے مجھ کو مدعو کیا ہے، اور وہاں کے لوگوں نے مجھ کو لکھا ہے کہ اگر تم آ جاؤ تو مدرسہ عالیہ وغیرہ کی
 استری کی اصلاح کی بہت کچھ امید ہو سکتی ہے، اس لئے باین شکستہ پائی وپیری وہاں جا رہا ہوں
 سیرت کے لئے ایشیاٹک سوسائٹی مین بعض کتابین بھی دیکھنی ہن، انگریزی کتابوں سے
 جس قدر اقتباسات ہوئے ہن، ان سے کذب و افرا کا عجیب منظر سامنے آ جاتا ہے، مگر گولوس

سے پیر ابراہیم سیف الدین از سجادہ نشینان شیخ عبدالقادر جیلانی سے بڑے پیمانہ پر ایک بی مدرسہ کا قیام ملے پیر دیند پیر دوشپ،

پروفیسر آگسٹورڈ کے بڑے بی عالم ہے، اس کی لائف آف محمد دیکھنے کے قابل ہے، لکھتا ہے کہ
عبدالمطلب مطلب کے غلام تھے کعبہ آنحضرت صلی علیہ وسلم صرف سو برس پہلے کی عمارت تھی، وغیرہ
وغیرہ، کام ہو رہا ہے، سیرت کی ماخذ اصلی صرف تین کتابیں ہیں، ابن ہشام ابن سعد، طبری، ان کے تمام روایات
کا استقصا کر کے ان کا اہم، الرجال، التذیب وغیرہ سے مرتب کر رہا ہوں کہ روایتوں کے انتقاد میں آسانی ہو،
سید سلیمان یہ کام کر رہے ہیں، اور وہ حسین ہیں، خود الگ سیرت میں مشغول ہوں، انگریزی کتابوں کا ترجمہ
بھی ہو رہا ہے، شبلی، بلخی،

پالنہ گی ہوئے،

۲۱ جولائی ۱۹۱۲ء

(۱۰۲)

جناب میں،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ میرت نبوی جو زیر تصنیف ہے، میں چاہتا ہوں کہ پورے مصنفین پنجو کچھ
آنحضرت صلی علیہ وسلم کے متعلق لکھا ہے، اس سے پوری واقفیت حاصل کی جائے، تاکہ ان کے تائیدی بیان جب موقع
حجت الزامی کے طور پر پیش کئے جائیں، اور جہان انھوں نے غلطیان اور بددیانتان کی ہیں، نہایت زور
وقت کے ساتھ ان کی پر وہ دری کچھائے،

اسی بنا پر انگریزی کی کثرت سے تصنیفات میا کی گئی ہیں جو آنحضرت صلی علیہ وسلم کے متعلق تصنیف ہو چکی ہیں،
لیکن ان سب کا اردو میں ترجمہ کرنا ناممکن ہے، اس لئے یہ رائے قرار پائی ہے، کہ جن صاحبوں کو اس سے ذوق ہو

لے ایک عام خط جو بعض ارباب علم کو مولانا نے بھیجا تھا،

ان کے پاس ایک ایک کتاب بھیجی جائے، وہ مطالعہ فرما کر قابل ترجمہ مقامات پر نشانات کرتے جائیں اور پھر کتاب واپس بھیجیں، تاکہ دفتر کے مترجمین سے ترجمہ کرایا جائے،

اس بنا پر آپ سے درخواست ہے کہ کیا آپ بھی اس کام میں حصہ لینا پسند فرمائیں گے،
شبلی نعمانی،

۱۴ اگست ۱۹۱۲ء

(۱۰۴)

مکرمی،

آپ کو ایک تصنیف پر تعجب ہے، لیکن یہاں تو اُدے کا آدھا بگڑا ہوا ہے، مارگو لیس سے بڑا عربی دان ہے، اس کی تصنیف کا لفظی ترجمہ ہو رہا ہے، ایک حرف بھی ساری کتاب میں صحیح نہیں، تحقیقات سنئے، رسول اللہ بنو ت سے پہلے سوتے وقت لات و عرومی کی پوجا کر لیا کرتے تھے، بنو ت کی تعلیم انکو مسلمانہ سے ہوئی،

محمد کا نام فیل محمود (ابرہہ کا) کی مناسبت سے رکھا گیا، مسلمانہ سے یعنی دین کا لقب لیا، حضرت عثمانؓ اس لئے مسلمان ہوئے کہ رسول اللہؐ کی صاحبزادی پر عاشق ہوئے، (خود بانٹ) اور نکاح کا اقرار ہوا،
میں سیرت کے اندر ان مباحث کو نہیں چھیڑوں گا، سیرت کی ہم جلدین ہوں گی، ایک جلد اس کیلئے مخصوص ہوگی، چاہتا ہوں کہ ہر قسم کے مطالب سیرت میں آجائیں یعنی تمام مسائل مہمات پر ریویو، قرآن مجید پر پوری نظر ان فرض سیرت نہ ہو بلکہ انسائیکلو پیڈیا ہو، اور نام بھی دائرۃ المعارف النبویہ موزون ہوگا، گولہ بے اور ابھی میں نے فیصلہ نہیں کیا آپ دو چار جگہ نمونہ بھیج دیجئے، اور صاحبوں کے پاس بھی کتابیں گئی ہیں،

ندہ کی نئی تحریک آپ سنتے ہوں گے، لوگوں کو اصلاح کا خیال ہوا ہے لیکن یہ اس پر موقوف ہو کہ
آپ پوسے دو ہفتہ لکھنؤ میں رہیں اور ہر روز صرف ایک مسئلہ طے ہوا اور نہ ہیچ،

شبلی، بیلی

پا لن جی ہو مل،

۴ ستمبر ۱۹۱۲ء

(۱۰۵)

جناب من، سلام مسنون،

تفصیل مجھ کے نسبت جا ہی جو کچھ کارروایاں ہو رہی ہیں آپ اخبار دن میں پڑھتے ہوں گے، لیکن جب تک
وقت اولاد کی طرح متحدہ اور پر زور اور وسیع طریقہ سے باضابطہ کارروائی نہ کی جائیگی، کامیابی نہ ہوگی، میں نے
انگریزی میں نمبر مل لکھو لیا ہے، اور اس کو چھپوا کر دستخطوں کے ہم پہنچانے کی کارروائی شروع کرنی چاہتا ہوں
لیکن اس معاملہ کے اخیر تک پہنچانے کے لئے کم از کم چار پانچ سو روپیہ کی رقم درکار ہوگی، آپ اس سرتا
میں جو عنایت فرما سکیں مطلع فرمائیں،
شبلی نعمانی،

۱۵ اکتوبر ۱۹۱۲ء

(۱۰۶)

کرمی،

حیاکم اللہ، جناب راجہ ابو جعفر صاحب رئیس فیض آباد نے کونسل کی ممبری کے لئے اپنے آپ کو پیش

لے گونست درخواست کیا ہے کہ مدعوں اور محکومان میں ماز قہر کئے گئے تھے دی جائے گونست نے دلائل کی تھی منظور کی

کیا ہے، میں ان معاملات میں بالکل آزاد رائے رکھتا ہوں، اور اس میں رشتہ و قرابت تک کا خیال نہیں کرتا۔
چونکہ میں دیانتدار اور صاحبِ کرامت کا مستحق سمجھتا ہوں، اس لئے اگر آپ بھی اس کا غرور دستخط
کر سکیں تو بہتر ہے،
شبلی،

۱۶ نومبر ۱۹۱۳ء

(۱۰۶)

مکرمی،

تسلیم کیا گیا جائے، میں مہینہ کی مستقل کوشش اور تقاضہ پر تین لائق بارسٹروں نے عرضداشت لکھی اور پھر
سب لکھی تو کیا کروں، کیا علاج،

مسٹر شیخ کہتے ہیں کہ اب ضرورت نہیں ہے، گورنمنٹ نے جو غزنوی کا جواب دیا وہ کافی ہے،
ضرورت قدیم ہے، لیکن اب جدت درخواست کی وجہ کیا بیان کی جائے؟ وجہ اصلی تو یہ ہے کہ پہلے
لوگوں کو گورنمنٹ سے مطالبات کا حوصلہ ہی نہ تھا، لیکن یہ لکھنے کی بات نہیں، پھر کیا وجہ بتائی جائے،
کہ مسلمان اب تک کیوں چپ رہے، کوئی معقول بات خیال میں آئے تو لکھے، غلام الثقلین صاحب کہتے
ہیں کہ کامیابی ناممکن ہے،

مکان بک گیا، اب بھی دیکھیے عمارت پوری ہوتی ہے یا نہیں،

نواب غلام احمد مدراس سے آئے تھے، ان کو عمارت دکھائی، ان کے اندازہ تحسین سے باہر تھی بہت
خوش ہوئے، کبھی مدراس جانا ہو تو وہ کام آسکتے ہیں،

نئے وقت، اولاد کی عرضداشت، نئے دارالعلوم کا قدیم مکان، نئے دارالعلوم کی جدید عمارت،

تین دن سے گرمی کے مارے نہیں سویا، ڈیرہ دون بھاگا جاتا ہوں۔

شبلی، ۲۴ مارچ ۱۹۱۳ء

(۱۰۸)

کرمی،

تسلیم، افسوس آپ نے مدت سے خبر نہ لی، حالانکہ میری بیماری کی خبر بھی عام تھی، اور جو طوفان میرے خلاف اٹھا، وہ بھی آپ دیکھ رہے تھے، آپ سے میرے تعلقات بالکل اخوت اہلی ہی کے ہیں، اس لئے یہ امید بھی نہ تھی،

بہر حال مذوقہ سے میں نے استفادہ کیا، اور عزیزین بھی دیکھے، اب مذوقہ مولوی خلیل الرحمن صاحب کا نام ہے، خیر یہ بھی دیکھ لیجئے!

سیرت کو چاہتا تھا کہ آپ کی نظر سے مسودہ گزر جاتا، لیکن کوئی تدبیر خیال میں نہیں آتی، اردو کا ٹائپ رائٹر نہیں، ورنہ دو تین کا پیمانہ ہو جایا کرتا۔

پہلی جلد کا نصف حصہ گویا تیار ہے، ہر ہفتہ میں دو تین روز طبیعت ناساز ہو جاتی ہے، اس لئے مانع سے ہرج ہو جاتا ہے، بڑے بڑے محرکے طے ہوئے، اس فن کو تے سر سے مرتب کرنے کی ضرورت تھی، بھگت چودہ خیال نہ تھا کہ ایسی کامیابی ہوگی، لیکن قدر کون کرے گا، کوئی شخص پہلے بطری و ابن الاثیر کو چھان چکا ہو، تب اندازہ کر سکتا ہے،

انساب سمعانی کا مکمل نسخہ مطبوعہ قوٹومات آیا بڑی ضخیم کتاب ہے، اور نہایت مستند ہے،

شبلی، ۹ جولائی ۱۹۱۳ء، یوناگپارہ روڈ، بمبئی،

(۱۰۹)

لیجئے، شبلی، مولوی عبدالحی صاحب، منشی احتشام علی، راجہ تصدق رسول خان، نواب علی حسن خان اور اور مستعفی ہو گئے اور سب کا استعفا نہایت اطمینان کے ساتھ منظور ہوا، اب تنہا مولانا سہارن پوری فرمانروائے مطلق ہیں، ایک زمانہ میں آپ یہ نیت کر کے آئے تھے، اور جلسہ کے بعد اظہار بھی کیا تھا کہ مجھکو الگ کر دیجئے تاکہ کام کیسوئی سے ہو، اب تو پوری کیسوئی ہے،

آپ پر مجھکو محبت کا دعویٰ ہے اس لئے جو چاہتا ہوں کہ دیتا ہوں، آپ کا حسن الفضائل حسن ظن عام ہے، اور یہی کہیں کہیں مضرب جاتا ہے، مدت سے میں دیکھ رہا تھا کہ یہ سب شور شن، دراندازیان، نزاعی امور کا بار بار پیش کرنا، سب اسی شوقِ نظامت کے لئے ہیں لیکن آپ کو یقین نہ تھا، اب دیکھ لیجئے خیر اب ان باتوں سے قطع نظر کیجئے، ہاں فرمائیے میسٹی سے اگر کہاں رہوں، گو لکھنؤ مطلق کہ نہیں ہو سکتا،

شبلی، ۱۲ جولائی ۱۹۱۳ء

میسٹی،

(۱۱۰)

تسلیم، اصحاب مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۱۵۹ میں کیا یہ تصریح ہے کہ "مکہ میں پہلا مکان آنحضرت ﷺ سے صرف دو تین نسل پہلے تعمیر ہوا"، اس موقع کی عبارت مطلوب ہے،

میں اب میسٹی سے عنقریب روانہ ہونگا، خیال یہ ہے کہ دو تین مہینے میں، سیرت کا پہلا حصہ

میں مولینا کے استغاثے بعد ندوہ کی رکنیت یا متمدی سے ملے مارگولیوس نے لائف آف محمد بن اس حوالہ کی بنا پر کہہ کی تدارک سے لکھا، کیا ہمارے مارگولیوس چونکہ مطبوعہ کلکتہ کے حوالہ دیئے ہیں، اور دفتر سیرت میں اصحاب مطبوعہ مصر تھے،

مطبع میں بھیجا جائے،

مذہب حنفی جو اسلام سے پہلے مکہ میں خال خال پایا جاتا تھا اس کے متعلق مزید تحقیقات ہو سکے تو
لکھ بھیجئے، یہاں کتاب میں موجود نہیں، بخاری و ابن ہشام میں جس قدر ہے وہ معلوم ہے،

شبلی، ۳ اگست ۱۹۱۳ء

یونان گیارہ - بمبئی،

(۱۱۱)

مکرمی،

تسلیم، جگہ سے ہٹنے میں تمام نظام بگڑ جاتا ہے، پیش نظر کتاب میں ہر جگہ نہیں عین اسطاف کہان کہان
ساتھ پھرے مترجم انگریزی جو نہایت قابل ہیں، اور اب ان کو لیا ہے وہ لکھنؤ سے باہر نہیں جاسکے، یون
بھی سلسلہ خیال ٹوٹ جاتا ہے، اسی لحاظ سے باوجود ارادہ اور کشش اعزہ گھر نہ جاسکا، ارادہ ہے کہ
پہلی جلد ختم کر کے اٹھوں،

غزۃ الکمال کا نسخہ ہاتھ آیا گو بہت جگہ سے ناقص ہے، لیکن جس قدر ہے اچھا ہے، ترقیاً

پوری ہے،

مذوہ کا حال سنا ہو گا، ناظم صاحب نے رپورٹ کی اطلاع دی ہو گی،

شبلی، ۱۳ جنوری ۱۹۱۴ء

سلسلہ دیوان امیر خسرو اس دیوان پر ایک مقدمہ ہے جس میں فارسی ادب و شاعری پر نہایت عمدہ تقریظ و تنقید ہے،
نثر سے مقصود یہی مقدمہ ہے، نسخہ مذکورہ اب دارالمنصفین کے کتب خانہ میں ہے،

(۱۱۲)

تسلیم، ابن ہشام جو داہی اجداد سے ہے، وہ ابن ہشام کلہی ہے، صاحب سیرت عبد الملک بن ہشام
ہیں اور یہ فقہ ہیں۔

شبلی،

جلد ادھر آنے کا ارادہ ہے،

۲۱ فروری ۱۹۱۳ء

(۱۱۳)

ع انجہ استاد ازل گفت ہمان می گویم،
آپ نے دیکھا ادھر اوقات اسلامی کی تحریک شروع ہوئی، ادھر گورنمنٹ نے یادداشت شائع کی
اور ایک کانفرنس اسی مہینے میں بھائی نوالی ہے، خیر میرا کام تو اس کے پیچھے جان لڑا دینا ہے،
ع آگے نصیب ہے جسے پروردگار دے،

ہاں دارالاصناف پر کیوں آپ نے سکوت کیا، آپ سے بڑھکر اس کی شرکت کا کس کو حق ہے،
میں اس عمارت کو انشاء اللہ پورا کر کے رہون گا، اور شاید وہی میرا مدفن بھی ہو، ۲۴ سے پہلے علی گڑھ
پہنچوں گا،
شبلی،

۲۱ فروری ۱۹۱۳ء

لے تجویز یہ تھی کہ اوقات اسلامی جو شخصی اقتدار و تصرف میں تباہ ہو رہے ہیں ان کی حفاظت و مفید مصرف میں لاسنے کے لئے
کوشش کی جائے، اور اس کو ایک حد تک گورنمنٹ کے اثر میں لے آنا چاہئے جس مہینہ میں مولانا نے یہ تحریک پھیلانی اسی مہینہ
میں گورنمنٹ نے وقت کے لئے ایک کمیٹی قائم کی جو وقف کے مسئلہ پر غور کرے، لیکن اب تک کوئی حاصل نہیں نکلا،
اسلئے آخر آئیہ شینگوئی پوری اتری،

(۱۱۴)

مکرمی،

تسلیم، دارالمصنفین کی تجویزین قطعاً طے کر چکا ہوں کہین سے بند و بست نہ ہو، تو موجودہ ابتدائی عمارت جس کا تخمینہ پانچ ہزار روپیہ ہے، میں خود اپنے پاس سے ادا کروں گا، چھوٹے چھوٹے بنگلے اور اجاب سے بنوا لوں گا،

بہر حال اس وقت صرف آپ سے یہ مشورہ مطلوب ہے کہ کہاں بنے؟ اگر علی گڑھ یا کہین بنے تو لوگ مولوی سمیع الدخان کا مقلد کہیں گے، اس لئے میں اتمامِ حجت کے طور پر چاہتا ہوں کہ پہلے ندوہ کے تمام ارکان سے پوچھ لوں، اگر وہ منظور نہ کریں تو پھر مجھ پر اعتراض نہ ہوگا، پھر لطفِ تجویزین دارالمصنفین کے متعلق ذہن میں رہے،

شبلی،

جواب یسین الہ آباد میں عنایت ہو،

۳ مارچ ۱۹۱۲ء

(۱۱۵)

مکرمی،

آپ دارالمصنفین کو صیب گنج بیانا چاہتے ہیں تو حضرت میں اعظم گڑھ کو کیوں نہ پیش کروں اعظم گڑھ میں اپنا باغ اور دو بنگلے پیش کر سکتا ہوں، خبر اس پر ملکر گفتگو ہوگی، اس وقت تو اوقاتِ اسلامی کے لئے دورہ کرنا چاہتا ہوں، شاید جلد اُدھر بھی آؤں، ہاں کا عذات چوری گئے تھے لیکن مسودہ سیرۃ حضرت صیب گنج ضلع علی گڑھ مکتوب الیہ کا وطن،

وہ اس صندوق میں نہ تھا،

مخالفت کی اب لوگوں نے مدد کر دی، کچھ لڑکے مجھ سے پڑھنے آتے تھے اس لئے قاعدہ بنا دیا گیا کہ کوئی لڑکا باہر کسی سے نہ پڑھنے پائے، میری بددلت یہ کمزور لڑکے جو باہر پڑھنے کی طرح پڑھتے تھے وہ بھی محروم کر دیئے گئے، یہ سرقہ بالکل سازشی تھا، ۱۶ این ہم الح

سیرت کے چھپنے کا مرحلہ پیش ہے، اللہ مال میں چار صفحے نمونہ کے لئے چھپوائے، بہت عمدہ چھپا، لیکن لوگ ٹائپ کو بالکل پسند نہیں کرتے، لطف یہ کہ انگریزی خوان بھی سیرۃ کی کاپیاں لکھوانی شروع کر دی ہیں،

۷۰ کے قدیم خطوط، دو ہزار برس قبل اسلام ہجری اور نابتی خطوط جو کھنڈروں میں ملے، ان کے فوٹو منگوائے ہیں، سیرت میں شامل ہوں گے، موجودہ خط سے کوئی نسبت نہیں، ناگری یا انگریزی ہیں،
شبلی، ۹ مارچ ۱۹۱۳ء

(۱۱۶)

تسلیم، وہاں آگ برس رہی ہے اور یہاں نیم کے جھونکے چل رہے ہیں، نہایت اطمینان سے کام

ہو رہا ہے،

اس دفعہ آپ دلی میں ہوتے تو مزہ آتا، جلسہ سے پہلے پیغام آیا کہ کفر کے فتوے طیار ہو چکے ہیں، جلسہ مؤخر کر دو تو خیر دہ نہ پھر تشہیر ہوگی، جلسہ کے دن چار فتوے الگ الگ تقسیم ہوئے تھے، جو مولوی عبدالحق سے طیار کرائے گئے تھے، سفرے ندوہ کے ذریعہ اور شہر وں میں ان کی اشاعت کرائی گئی، چنانچہ اسے بریلی کی دیوار سے

مولوی عبدالحق تفسیر حقانی،

ایک صاحب اتار کر میرے پاس لائے تھے، اب بھوپال میں حرکت ہے کہ سیرت کی اعانت بند ہو جائے، مزہ کی بات
 ہیں ایسے لوگ کر رہے ہیں جن کو تقدس کا دعویٰ ہے، مولوی دنیا میں آئے ہیں تو ہم سے بڑھ کر دنیا دار بنے
 ہیں، جلسہ کار سخیز دیکھنے کے قابل تھا،

طبقات کا جواب پھر دوں گا،

مولوی سید علی کا معاملہ تو اجنڈا میں شامل تھا، جلسہ انتظامیہ میں پیش ہو چکا ہوگا،

شعبی، ۲۰ جون ۱۹۱۴ء،

(۱۱۷)

تسلیم آج وہ حامل لے لی، دو سو پچاس نذرانہ کے دیئے اگل ۲۲ برس کا ہے، تاہم ایک چیز ہے، ایران
 کا خاتم الخطین احمد تبریزی تھا، آغا خان اول کے بھائی نے اس کو ایران بھیجا، بلو کر لکھوایا تھا، اول سے آخر
 تک سٹلا ہے، یعنی ہر سطر پر طلائی ٹکڑے ہیں، اور قطع نہایت موزون ہے، کہیں تسع و تسعون نختہ کا دعویٰ نہ
 پیش کیجے گا، شعبی،

۴ جولائی ۱۹۱۴ء،

(۱۱۸)

تسلیم، سیرت کی اتمام کے لئے بیٹن کی خاموشی اور سکوت درکار ہے، دن بھر کوئی جھانکنا، بک نہیں
 اس لئے ارادہ تو یہ ہے، کہ جلد اول بہ ہمہ حجت تمام کر کے اٹھوں، ہر روز کوئی نہ کوئی نیا تاثر بھی اور تحقیقی راز کھلتا ہے
 اور بعض مشکلات حل ہو جاتی ہیں،

لے مولوی سید علی زینبی، ادیب دارالعلوم ۷۷ یعنی بیٹی کی،

انشاء اللہ آپ کی زیارت ہوگی، تو مصحف پاک کی زیارت کراؤنگا،

خوش نویس (کاپی نویس) کو یہین بوالیا ہے، ایک خاص دراندازی کی وجہ سے دیر ہوگئی،
 سودہ مطبع میں جاچکا ہوتا، ریاست پر زور ڈالا جا رہا ہے کہ سیرت چھپنے نہ پائے،
 شبلی

۱۶ جولائی ۱۹۱۴ء

(۱۰) پروفیسر عبدالقادر کے نام،

(۱)

السلام علیکم،

والا نامہ پہونچا، کتابوں کے بھیجے کا مشکور ہوں، احادیث انخوانین کے جوابات ملایا نہ میں عالمگیر کی
سند لیا لے تو کیا کہنا،

آپ کے لئے میں ضرور تحریک کرونگا، مبری کے لئے کتابیں اپنے نام سے منگو اگر کسی کو دنیا خلافت قاعد
ہے، اس لئے میں معذور ہوں لیکن شرح انوری خود میرے پاس ہے میں لکھنؤ سے بھیج دوں گا، البتہ اثر رحیمی اور کین نہیں
مل سکتی،

لے شیخ عبدالقادر ایم لے پروفیسر دکن کالج پونہ شیخ صاحب موصوف ان چند مستثنیٰ جدید تعلیم یافتہ لوگوں میں سے ہیں جنکی لیاقت اور
قوم کے لئے غریب، وہ مشرق و مغرب کی متعدد زبانوں سے واقف ہیں، تاریخ اور فارسی کے مذاق کا اتحاد مولانا مرحوم اور شیخ صاحب موصوف
کے درمیان ارتباط و تعلقات کی کڑی تھی، اسی لئے اکثر خطوط میں انھیں کے متعلق تذکرہ ہے، سلام آباد چانگام کی فارسی تاریخ
سے جس کے آخر میں عالمگیر کی طرف سے مدافعت ہے، اسی اخیر فکرت کی طرف اشارہ ہے، اسے دیکھو مکتوب ۸، اسے بنگالیشیا
سوسائٹی کی مبری کے لئے ۱۵ مرزا عبدالرحیم خان خاں کے نام سے لکھی گئی ہے، اکبر کے عہد کے اکثر تاریخی اور ادبی واقعات اور حالات
شعرا، خصوصاً عرفی اور معاصرین شعراء کے دلچسپ حالات کا ذکر ہے، کلکتہ کے ایشیاٹک سوسائٹی کے کتب خانہ میں جو قلمی نسخہ موجود ہے وہ غائب مصنف
کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے جب مولینا کی نظر سے گذرا تو اس پر ایک عمدہ ربوہ لکھا جو المذہب میں چھپ گیا ہے، اس ربوہ کے کئی دن بعد سوسائٹی
کی نظر کتاب کی اہمیت کی طرف متوجہ ہوئی، اور اس کو اسی ایک نسخہ سے چھاپنا شروع کیا چنانچہ دو تین جلدیں شائع ہو چکیں،

خسرو کا کوئی عمدہ دیوان وہاں نہیں،

والسلام

غزوة الکمال ہوتا تو البتہ منگوانا چاہئے تھا،

۴ جنوری ۱۹۰۲ء

شبلی،

(۲)

مجی،

خط پہونچا، پونہ کا وعدہ حیدرآباد کے سفر کے ساتھ تھا، جانا اور الٹا واپس آنا تو شکستہ پائی کی

حالت میں وقت ہے،

آپ کا یہ فقرہ سمجھ میں نہ آیا،

”اور بھی سن رہا ہوں“

وہاں آیا تو آپ ہی کے یہاں ٹھہر دنگا،

نواب صاحب جیخروہ کا دعوتی خط آیا ہے کہ جیخروہ آؤ شاید جانا ہو، تو اور بھی پونہ آنا مشکل ہو گا،

فرامرز نامہ کی اور کچھ کیفیت لکھئے، تو معلوم ہو،

زبانہ جلسہ بہت کامیابی کے ساتھ ہوا، گجراتی اور مرہٹی میں عورتیں خوب بولیں، بعض عورتیں تو مرد

معلوم ہوتی تھیں،

اے خسرو دہلوی کا تیسرا دیوان ہے جس کے دیباچہ میں (جواب تک کہیں چھپا نہیں) خسرو نے اپنی فارسی شاعری پر ایک عمدہ

مضمون لکھا ہے اس کا میچ اور مستند نسخہ مولانا ڈھونڈتے تھے ان کے ذاتی کتب خانہ میں ایک قلمی نسخہ موجود ہے، مگر کسی قدر ناقص

اے فرامرز پیر تم کی فارسی منظوم داستان بطرز شاہنامہ اسے بیٹی میں ایک ہندو عورتوں کی کانفرنس تھی،

۸۔ کوٹا بڑا ہے، والسلام، شبلی،
۱۰۔ فردوسی شاعر

(۳)

مجھی

آپ کا مفصل خط ملا، اور گزشتہ کی تلافی ہو گئی، میں نے حال ہی میں مسٹر محمد علی کو لکھا تھا کہ آپ کو
فرصت نہ ہو تو اور احباب کو تکلیف دیجائے، لیکن انھوں نے کسی طرح نہ مانا، جون سے کام شروع
کریں گے،

اب پونا آنے کی کم توقع ہے، یہاں مقامی ضرورتیں زیادہ پیش آگئی ہیں، اس کے سوا سفر میں
تصنیف کا سلسلہ برہم ہو جاتا ہے، چاہتا ہوں کہ برسات تک شعرا **فراخ** **نجم** کی دوسری
جلد بھی تیار ہو جائے،

پہلا حصہ چھپ رہا ہے، اور بہت اچھا چھپ رہا ہے،

شعرا **نجم** کا ترجمہ آپ کریں یہ شعرا **نجم** کی قسمت، لیکن مشکل یہ ہے کہ حالات تو پورے میں بھی کھچے ہیں، جو
چیز اصل ہے وہ شعرا کے کلام پر پورے ہیں، میں اصل اشعار کو نقل کرنا پڑتا ہے، اگر آپ اس کی تدبیر کر سکیں
تو اس سے کیا بہتر؟

نکلسن سے مجھ کو پہلے سے واقفیت ہے، عربی میں یہ لوگ ابھی کو سولن ہم سے دور ہیں،

میں معائنہ عالمگیر کا انگریزی ترجمہ سے مکتوب عالیہ کا ادارہ تھا کہ شعرا **نجم** کا انگریزی میں ترجمہ کریں تاکہ پروفیسر براؤن
جو انگریزی ہنری آن پریٹا گھرے میں لکے کام لائے، اسے ایک انگریزی پروفیسر عرب کی ادبی تاریخ (انگریزی ہنری آن پریٹا گھرے) میں

شرح انوری غالباً اعظم گدھ میں ہے، تلاش کرتا ہوں، اگر یہاں کتابوں میں ہے تو فوراً بھیجتا ہوں
گو کیا چیز ہے،

بہیات چھپ رہی ہے، لیکن نام بدل دیا ہے، یعنی ”دستہ گل“ طیار ہونے پر بھیج دوں گا، ایک
دو غزل حال میں لکھیں وہ بھی شامل ہیں،

انشاء اللہ برسات مٹی اور پونہ میں ہوگی،
والسلام
۴ اپریل ۱۹۷۷ء
بشلی،

(۴)

مکرمی،

تسلیم، آپ کی محنت کی داد دیتا ہوں، بیشک ترجمہ میں اردو کی غلطیاں بہت ہیں، انکو صحیح کر کے
ایک مختصر تھید کے ساتھ جس میں آپ کو ملک سے روشناس کراؤں گا، اللہ وہ میں شائع ہونے کو بھیج دوں گا،
میں آپ کے علمی مذاق کا نہایت معترف ہوں،

اس انشاء میں زہرا اور عطیہ فیضی کے بہت سے خطوط آئے اور بعض میں علی مضامین بھی تھے، ان ظالموں
کی اردو نویسی پر مجھ کو تعجب ہوتا ہے، آپ کو شاید کبھی دکھلا سکوں،

شعر العجم میں اب ناچار سعدی کو لینا پڑا، اور اب احنین کی لائف زیر قلم ہے، دستہ گل

سے از ابو الحسن فراہانی، قدیم ترین و بہترین شرح انوری، اب دار الصنیفین کے کتب خانہ میں ہے، اسلئے مسعود سعد سلمان پر ایک
مضمون انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا تھا اسلئے مٹی کے مسلمان خاندان کی خاتونوں کے نام ہیں،

۱۷ دیکھو مکتوب، ۱۷

چھپ گیا، غنقریب بھونگا،

شلی،

۵ مئی ۱۹۰۵ء

لکھنؤ،

نڈوہ

(۵)

مجھی،

بقیہ ترجمہ پہونچا، دونوں حصے آج ملا کر دیکھے، افسوس ہے کہ اشار اس قدر بھر دیئے ہیں کہ نہ مثبت کم رہ جاتی ہے، اور عام پڑھنے والوں کو دھپسی نہیں ہو سکتی، سوچ میں ہوں کہ اس کو کیونکر کام میں لائوں، اشار جھانٹنے پڑیں گے،

وہ بات میں نے یوں ہی لکھ دی تھی لیکن واقعی حیرت کی بات ہے، آپ جانتے ہیں میٹھی میں کسی کو اردو سے مس نہیں ہو رہی جو کچھ سیکھتی ہیں مردوں سے سیکھتی ہیں، ان عورتوں کو اردو دان کہاں ملتے ہیں، باوجود اس کے نہایت بے تکلف صحیح اردو لکھتی ہیں، لطف یہ کہ ان کے مردوں کے خط آتے ہیں، وہ بالکل میٹھی کی خاص اردو ہوتی ہے، غالباً اس کی وجہ یہ ہوگی کہ یہ لوگ اردو لٹریچر کو اچھی طرح مطالعہ کرتے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ آپ کی غلطیاں درست کر دیا کر دن، آپ برا تو نہ مانیں،

شعر الجہم میں اب سعدی زیر قلم ہیں، ان کے متعلق مزید اطلاع آپ دے سکیں تو عنایت ہے،

شلی

لکھنؤ،

نڈوہ،

۱۹ مئی ۱۹۰۵ء

لے مضمون انگریزی سود و سود سلمان،

(۶)

مجتبیٰ،

آپ کی مہمان نوازی کا مشکور ہوں۔

مرزا صاحب کے نوٹ کا مجھ کو حال معلوم نہیں، ہوٹل واسے سے دریافت کیجئے، مرزا صاحب نے تو مہمان نوازی میں کچھ کمی نہیں کی تھی، یہ رقم کیوں زبردستی اُن سے اڑائی گئی، خیر اس کو بھی میرے ہی نامہ اعمال میں لکھئے، واقعی افسوس ہے،

سند مرسلہ ایک قسم کی سند لگان ہے، قول نامہ اسی کو کہتے ہیں، یہاں بھی رواج ہے، اسیدل کی نسبت میں یوں بھی رازدار تھا، وہ خواجہ و ہم میں پڑتے ہیں،

شبلی، ۲۵ جنوری ۱۹۰۹ء

حیدر آباد،

(۷)

میں بحیریت پہونچا،

اسے یہ سند ایک قول نامہ ہے جو تیموری صیوہ مال کی ایک اصطلاح ہے، یہ سند ایک عالمگیری امیر کی ہے جو پونہ کے قریب ایک مندر کے گوسائین کو دی گئی تھی، سند کی اصل عبارت یہ ہے:-

قول نامہ

در باسم موریہ گوسائین موضع چنچوڑ علیہ پرگنہ پونہ آگرہ درباب او، خان حکمت نشان نامہر خان ظاہر نمودند کہ قول می خواہد لهذا قلمی میگردد کہ بخاطر جمع باعملہ فعلہ خود در دیہ آباد باشند در آبادانی کو شہد، انشاء اللہ تعالیٰ اور ابہ بیچ وجہ آسب و گزند نخواہد رسید، در پنچہ درین باب قول است تحریر فی تاریخ دوازدہم شہر و بقعہ ۱۲۷۶ء،

مہر شہاب الدین خان مرید بادشاہ عالمگیر،

عالمگیر علی سند میں صرف اس قدر ہے کہ موضع چنور، فلان گوسائین کا مسکن ہے، کوئی اس کو نہ سنا
اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ کوئی زمین اس کو عطا ہوئی تھی، کیا موضع مذکور میں اب بھی کوئی دیول ہے، اور اس کی
پجاری کوئی گوسائین اسی خاندان کا ہے

شبلی، حیدر آباد،

(۸)

مکرمی،

جملہ مستفسرہ، اشاعرہ کا عقیدہ ہے، اشاعرہ سنی فرقہ کی ایک شاخ ہے، لیکن اب تو تمام
سنی اسی حماقت میں گرفتار ہیں، اخیر اس فرقہ کو رہنے دیجئے گو میرے ذاتی عقیدہ کے خلاف ہے،
شعر لعلم سے پہلے آپ کے پاس پہنچے گی،
رسالہ حمزیہ کے لئے میر ولایت حسین سکند ماسٹر کالج علی گڑھ کو لکھیے،

شبلی،

۴ فروری ۱۹۰۹ء

حیدر آباد،

اسے مکتوب الیہ نے عالمگیر کی مندر طلب دانے کے لئے بھیجی ہے، اس کے معلق رائے ہے، اسے بیان اب بھی گن پتی کلاہول ہے
بہت بڑا جاتا ہوتا ہے، عام طور سے دکن میں مشہور ہے کہ اس دیول کو عالمگیر نے گاؤں کی جائیداد دی تھی، مکتوب الیہ نے مضامین
عالمگیر کے لئے نہایت کاوش سے اصل فرامین کا مطالعہ کیا، تو معلوم ہوا کہ عالمگیر کا تو کوئی فرمان نہیں، لیکن اور فرمان ہیں جن سے ثابت
ہوتا ہے کہ خاہان دلی کی طرف سے اس کو جائیداد کا فرمان ملا تھا، اسے یعنی ماتریدیت فنا ہو گئی، جو عقائد میں اصل حنفیوں کا مسلک تھا،
اسے عقائد میں ماتریدیت کو ترجیح دیتے تھے،

(۹)

مکرمی،

۱۔ ترک تیموری فارسی میں مشہور اور متداول کتاب ہے، میں نے تو علی گڑھ کالج میں قلمی نسخہ دیکھا تھا، لیکن غالباً چھپ بھی گئی ہے، تاجران بمبئی سے دریافت کیجئے،

۲۔ بوعلی شاہ قلمندر کا تذکرہ عموماً تذکرہ ہائے فارسی میں اور تذکرہ ادبیاد میں ہے، میں اس قیمت ندوہ سے دور ہوں، درنہ کتاب کا حوالہ لکھ بھیجتا، آپ کو نہ ملے تو پھر لکھنے لگا،

۳۔ شعر العجم کا پہلا حصہ شاید دو تین ہفتے میں شائع ہو،

۴۔ ان عالمگیری مضامین کے ترجمے کا کیا حال ہے؟

شبلی،

شاہجہان پور،

۲۳ اپریل ۱۹۰۹ء

(۱۰)

مجی،

عنایت نامہ پہونچا جب کسی کتاب مطبوعہ یورپ کا تذکرہ کیجئے، تو اس کی قیمت بھی ضرور لکھائیے کہ خود منگوا سکوں،

اسدی کے لغت کا کیا طرز ہے، صرف معنی پر اکتفا کرتا ہے، یا سند بھی دیتا ہے، کیا برہان قاطع وغیرہ سے کچھ زیادہ تفصیل یا حدت ہے؟

والسلام

شبلی،

ندوہ،

لکھنؤ،

۱۸ جون ۱۹۰۹ء

۱۔ اندوہ کے نمبر ۳ ج ۸ میں اس نمبر پر مولانا نے پورا ریویو کیا ہے، اس لغت کا نام لغت فرس ہے،

(۱۱)

یہاں بیڈ صوبہ بھپس گیا ہوں، دیکھئے کب چھوڑتا ہوں،
گوئے مسلمانوں سے انگریزوں نے نہیں لیا ہے،
آپ کی فرمائش کے مطابق سید سلیمان کو لکھتا ہوں، اللہ وہ میں ان کے مضامین چھپا کرتے
ہیں، اگر وہ راضی ہو گئے تو ان سے بہتر آدمی نہیں مل سکتا،
"خود کو" مصر کے مسلمانوں نے کیوں اس کو استعمال میں لایا، یہ سب غلط فقرے ہیں جو آپ کے
خط میں تھے، والسلام، شبلی
۱۸ جولائی ۱۹۰۹ء

(۱۲)

جناب من!
تسلیم، مدت کے بعد آپ کے درشن ہوئے، آپ لکھنؤ آنا چاہتے تھے، لیکن افسوس ہے کہ میں
اس زمانہ میں لکھنؤ نہ ہوتا، تاہم ممکن ہے کہ چند روز کے بعد وہاں جاؤں، اگر ایسا ہوا تو آپ کو بکھونگا،
اور آپ تشریف لاسکتے ہیں،
مضمون پہونچا، شکریہ، اللہ وہ میں چھپ سکے گا،

میں یعنی حیدر آباد میں، اگلے گون یعنی جیہ فیصلت جو یونیورسٹی کے گریجویٹ ہینٹے ہیں بعض لوگ اس کی اصل عربی جیہ کو سمجھتے ہیں،
میں یعنی اس مختصر مضمون کا ترجمہ جو گارسن ڈی ٹامی، ایک فریج مستشرق نے اپنی طرف سے پیرس میں شائع کردہ منطق
کے فریج ترجمہ کے دیباچہ میں شیخ فرید الدین عطار کے لوح مزار کے متعلق لکھا ہے،

لیکن اگر اس مصنف کے اس مضمون کا پتہ لگتا تو بڑی بات تھی جس میں اس نے فارسی شاعری
اور فلسفہ پر لکھا ہے، شبلی، الہ آباد، پتھر کی گلی،

۲۳ اپریل ۱۹۱۰ء،

(۱۳)

جناب من،

یہ آپ نے غضب کیا کہ مجھ کو مدت تک منتظر رکھا خط کی رسید تو بھیج دی ہوئی،
اسدی کی کتاب اللہ بہ قیمت مجھ کو منگوادیجئے، قیمت لکھئے تو بھیج دیں،
شعر اچھ حصہ چہارم کے متعلق مدوینا یہ ہے کہ کسی نے انگریزی میں صوفیانہ یا رزمیہ، یا اخلاقی شاعری
پر دیوید کیا ہو تو اس کا ترجمہ بھیج دیجئے،

مین فروری اور مارچ میں مارا مارا پھر دنگا اور اپریل میں غالباً بمبئی آؤں،
شبلی، ۳۱ جنوری ۱۹۱۰ء، لکھنؤ،

(۱۴)

کرمی،

عمر بھر میں کبھی آپ مجھ کو اس قدر خوش کر سکے اور نہ کر سکیں گے جس قدر لغتہ اسدی کے بھیجے ہے
لیکن فوراً قیمت لکھئے، ورنہ مسرت میں کمی ہو جائیگی، آپ پر بار ڈالنا مقصود نہیں بلکہ صرف آپ کی
لئے اس مضمون کا موضوع مذہبی، اور فلسفی فارسی شاعری ہے، اس مضمون کا پتہ لگایا گیا اور ایک نسخہ پیرس سے منگو
مولا نا کی خدمت میں بھیج دیا گیا،

سراغ رسانی کا احسان کافی ہے،

بہیسی آنا چاہتا ہوں، شرط یہ ہے کہ حسب دلخواہ کوئی کمرہ منتہا کرایہ کا ٹھہر جائے جس میں پاخانہ

شبلی،

کا ہتا بند و بست ہو، اور رزمیہ کا غل نہ پہنچے،

۱۴ فروری ۱۹۱۱ء،

(۱۵)

جناب من،

آپ شعر العجم دیکھ چکے، جو باتیں آپ ایسی پائین کہ شعرا العجم پر اضافہ ہو سکتا ہو وہ مجھ کو لکھ بھیجا کریں

رزمیہ، یا اخلاقی شاعری انگریزی پر شاعری کا نمونہ چاہتا ہوں، کہ اس کو اپنے دماغ سے

مطابق کر سکوں،

شاہنامہ کا فریج ترجمہ کہاں مل سکے گا، پبلک لائبریری الہ آباد میں ہو تو منگوالون، گزیت

شبلی،

سمولی تاریخ ہے،

۱۶ فروری ۱۹۱۱ء،

(۱۶)

مکرمی،

خط پہنچائیں اپریل میں دہان آنا چاہتا تھا لیکن آپ کہتے ہیں کہ دہان طاعون ہے، مئی کا مہینہ

لے سول کا ترجمہ جوع متن کے فریج گورنٹ نے نہایت آب و تاب و ذکر کے صرف سے ضخیم سات جلدوں میں

چھپوا ہے، کل قیمت ۵۰۰ روپیہ سے کم نہیں، اے حمد اللہ مستوفی قزونی کی تاریخ،

یہاں رہنے کے قابل نہیں ہوتا، اور کوئی جگہ نہ ہوگی تو میں کشمیر چلا جاؤنگا، بہر حال جو ارادہ ہوگا اطلاع دینگا۔
بمبئی کی،

شعر العجم کا چوتھا حصہ قریباً طیار ہے، اس کا ترجمہ انگریزی میں ہو تو البتہ یورپ کو نظر آئے کہ کیا چیز ہے
شبلی، ۱۹ مارچ ۱۹۱۱ء

(۱۶)

مکرمی،

افسوس آپ نے بمبئی سے محروم رکھا۔ اب کشمیر یا کلکتہ جہاں جادُن گا آپ کو اطلاع دینگا،
سامی کمار کو میں جانتا ہوں، تصاویر وغیرہ کا بڑا ذخیرہ وہ لکھنؤ سے لیجاتے ہیں، میرے ایک دوست
ہیں ان سے اکثر چیزیں لی ہیں،
تیمور کی تصویر اس کے دشمنوں نے بنائی ہے،

باز بہادر کا قصہ منظوم ہے، لیکن اس وقت مصنف کا نام یاد نہیں، ڈھونڈھ دوں گا آج کل

اے ڈاکٹر کمار سوامی ایک مشہور ہندو آرٹسٹ جو ہندوستان کے قدیم ہندی و اسلامی فن تصویر کا ماہر ہے نعل دور کے مصوروں کی بہت سی
تصویریں اس کے پاس ہیں، اسی تیمور کی ایک تصویر کمار سوامی کے پاس تھی جس میں تیمور ایک ٹکڑے میں گرفتار ہے، اسی باز بہادر والی مالوہ اور
اسکی رانی رپتی فن بیسیتی کے بڑے ماہر اور قدردان گذرے ہیں جنہوں کی تلوار اور بزرگی روزگار سے تنگ آکر دونوں نے ارادہ کیا کہ مالوہ کو خیر باد
اور کسی دور دراز ملک میں قسمت آزمائی کریں چنانچہ ایک شب دونوں گھوڑے پر سوار شہر سے باہر نکل آئے، ایک پہاڑ کے دامن سے گزر رہے تھے
منظر تھا نیم شب کا وقت دامن کوہ کی خاموشی تاریکی شب میں نعل کی ہلکی روشنی ان کو نوازا گھوڑے، شاہانہ لباس، بہادرانہ روپ کو چمکاتا رہی تھی
اس منظر کی تصویر ایک خلیہ دور کے مصور نے نہایت عمدگی سے کھینچی ہے جو لندن میں تھی، ڈاکٹر کمار سوامی نے اس کا فوٹو لیا تھا اور شائع
کرنا چاہتے تھے، لہذا باز بہادر اور رپتی کا مفصل حال مکتوب الیہ سے دریافت کیا تھا،

نذوہ کے جلسہ ہائے نظامیہ کی وجہ سے مطلق فرصت نہیں، خط مشکل لکھا ہے،

بنارس میں ایک کامیستہ خاندان میں وہ تمام خطونامی میں موجود ہیں جو سیو اگی نے مرزا راجہ جے سنگھ کو لکھے تھے، جے سنگھ کے جوابات بھی ہیں، میں نے کئی دن تک اس کو دیکھا تھا، لیکن اب وہ حیلہ کرتا ہے،
باقی بھر،
شبلی،

۱۳ اپریل ۱۹۱۱ء

(۱۸)

جناب میں،

السلام علیکم، سیرت نبوی جو زیر تصنیف ہے، میں چاہتا ہوں کہ یورپ کے مصنفین نے جو کچھ آنحضرت صلیع کے متعلق لکھا ہے اس سے پوری واقفیت حاصل کی جائے تاکہ ان کے تائیدی بیان حسب موقع حجت اسلامی کے طور پر پیش کئے جائیں اور جہاں انھوں نے غلطیاں اور بددیانتیاں کی ہیں نہایت زور و شور کے ساتھ ان کی پردہ داری کی جائے،

اس بنا پر انگریزی کی کثرت سے تصنیفات مہیا کی گئی ہیں، جو آنحضرت صلیع کے متعلق تصنیف ہو چکی ہیں، لیکن ان سب کا اردو میں ترجمہ کرنا ناممکن ہے، اس لئے میرا سے قرار پائی ہے کہ جن صاحبوں کو اس سے ذوق ہو ان کے پاس ایک کتاب بھیج دی جائے، وہ مطالعہ فرما کر قابل ترجمہ مقامات پر نشانات کرتے جائیں اور پھر کتاب واپس بھیج دیں تاکہ دفتر کے مترجمین سے ترجمہ کرایا جائے، اس بنا پر آپ سے درخواست ہے، کہ آپ بھی اس

سے عالمگیر کی تاریخ کے متعلق ایک بڑا ماخذ خطوط کا ہے، خود عالمگیر کے خطوط اس کے بھائیوں کے خطوط، سیوا جی مرہٹہ اور رام جے سنگھ کے خطوط ان میں سے اکثر خیرین موجود ہیں،

اس کام میں حصہ لینا پسند فرمائیں گے،

شبلی نعمانی،

جون ۱۹۱۱ء،

(۱۹)

کرمی،

آج مسٹر ٹوبا، اڈیٹر اسلامک ورلڈ کا خط پھر آیا ازب النساء کے متعلق آپ جواب جلد لکھ بھیجئے،

مولوی سید علی کا مضمون متعلق کلیدِ دمنہ کا بک ڈپو اعلیٰ گڑھ سے مل سکتا ہے،

ابھی تک آپ کی مرسلہ کتاب متعلق شاہنامہ نہیں آئی،

شبلی ۱۴ جون ۱۹۱۱ء بھیجئے،

(۲۰)

اے وقت تو خوش کہ وقتِ ماخوش کر دی، کتابیں یا انتخابات توجہ آئیں گے آئیں گے، لیکن خوش
تو میں ابھی ہو لیا، اور کئی دن تک کے لئے یہ سلمان کافی ہو گا، واقعی مجھ کو ان علی ذخیرہ دن کے بہتر سے بھی خوشی
ہوتی ہے،

سیو بوا کو میں نے بھی میٹھی سے خط لکھا تھا، لیکن رسید نہیں آئی،

لڑکے کے انتقال کا افسوس ہے،

اے ایک فرخ مستشرق ہیں اور ایک فرخ نچر سالہ میں جس کا مقصد تمام اسلامی دنیا کا ریویو ہے امداد مضامین لکھا کرتے ہیں ازب النساء کے متعلق ایک
مضمون لکھنا چاہتے تھے کہ ایک ہندوستانی مسلمان بیگم صاحبہ سے ملاقات ہوئی، اثنائے گفتگو میں معلوم ہوا کہ مولانا نے زیہ العباد کے صحیح حالات
لکھے ہیں، مسٹر ٹوبا نے فوراً ایک خلاعی زبان میں لکھا اور مولانا سے ان حالات کی استدعا کی چونکہ یہ اردو میں تھے اور رسالہ الہندو میں شایع ہو
تھے مولانا چاہتے تھے کہ کم سے کم انکا انتخاب انگریزی میں روانہ کیا جائے چنانچہ مکتوب ایسے انتخاب مسٹر ٹوبا کو روانہ کیا،

شعرالحج سے جلد فارغ ہوتا ہوں،

شبلی ۲۲ اگست ۱۹۱۱ء، لکھنؤ،

(۲۱)

آپ کی عنایتوں کی بارش برابر جاری ہے، شاہنامہ کا لغت ترکی میں ہے، اس سے آپ کیونکر کام لیتے ہیں، انگریزی کتاب کیا اس کتاب کے علاوہ ہے جو ای پروفیسر نے آنحضرت صلعم کے حالات میں لکھی

شبلی، ۱۱ ستمبر ۱۹۱۱ء،

لکھنؤ،

(۲۲)

نبیلم، مدت سے آپ نے یاد نہیں کیا، خیم کا جبر و مقالہ مجھ کو ہات آگیا، اس لئے اب آپ کا نسخہ واپس کر دیتا ہوں، جواب خط کا انتظار ہے، لیکن لغات اسدی اس وقت تک نہ دوں گا جب تک آپ دوسرا نسخہ نہ منگوادیں گے،

آپ نے یہاں آنے کا وعدہ تو خوب پورا کیا،

شعرالحج جلد ۴ اس مہینہ میں نکل جائیگی،

شبلی،

۱۳ فروری ۱۹۱۲ء

اے مصنف شیخ عبد القادر بغدادی جس کو سالمین نے بورپین شایع کیا، اسے مارگو لیو تھ کی کتاب محمد ایزم،

اسے مولانا نے اس پر ایک مختصر ریویو بذمہ نمبر ۷ میں لکھا ہے،

(۲۳)

مکرمی،

خط پہونچا جبر و مقابلہ آج یا کل رجسٹرڈ بھیج دوں گا،

نظامی کے متعلق مونو گراف کا ترجمہ آپ بھیج دیں تو میں اس سے کام لوں گا،

چوتھی جلد کے بھی دو حصے کرنے پڑے پہلا حصہ ایک دو ہفتہ میں نکل جائیگا، یہ حصہ انگریزی میں ترجمہ

ہوا تو البتہ یورپ والوں سے داد مل سکتی ہے،

شبلی،

۲۶ فروری ۱۹۱۲ء

(۲۴)

نسیم، اپریل میں تو یہاں میرا رہنا مشکل ہے، بمبئی، یا کلکتہ جاؤنگا، ۸ اپریل تک یہاں سالانہ جلسے

ہیں اس وقت تک رہنا البتہ ضروری ہے، اندوہ کے سالانہ جلسہ کی شرکت کے لئے مصر کے نامور عالم

سید رشید رضا مصر سے چل چکے اور ۲۲ مارچ ۱۹۱۲ء کو بمبئی پہونچ جائیں گے، ممکن ہو تو آپ بھی ان کا

استقبال بندرگاہ پر کیجئے،

ابھی ماہوار رقم سیرۃ بنوی نہ روانہ کیجے گا، میں اس کیلئے بہت متردد ہوں،

ہاں سوانح بنوی کے متعلق جو لٹریچر انگریزی میں ہے وہ جمع فرمائیے،

شعرا لکھ جلد چار چھپ گئی، صرف فہرست مضامین باقی ہے، لیکن بہت غلط چھپی ہے،

شبلی،

۱۸ مارچ ۱۹۱۲ء

لے خاتم کار سالہ جبر و مقابلہ ۲۵ یعنی ڈاکٹر باقر کا مونو گراف

(۲۵)

میں انشاء اللہ کل کلکتہ روانہ ہونگا اور سید سلیمان آج مدراس جا رہے گے، ۵، رگست کو ڈھاکہ
میں کیٹی ہے جس کی شرکت کے لئے جا رہا ہوں،
سیرۃ بنوی کے متعلق آپ کی قلمی امداد کا امیدوار ہوں،

شبلی، ۲۵ جولائی ۱۹۱۲ء

(۲۶)

کرمی،

تسلیم اعنایت نامہ متعلق بکے پہونچا، تکلیف فرمائی کا بہت ممنون ہوں، براہ کرم اسی کتاب سے
فاران کے متعلق جو تحقیق ہو لکھ بھیجئے، اس کی اس وقت بہت ضرورت ہے،
پہونا آنا رہا جاتا ہے، لیکن اکتوبر میں آپ ضرور میرے پاس رہنے میں کہیں رہوں،

شبلی، بمبئی

۸ ستمبر ۱۹۱۳ء

(۲۷)

کرمی،

والا نامہ پہونچا، مشکور ہوں،

اے بغرض شرکت محمدن کالفرنس مدراس اے متعلق ڈھاکہ یونیورسٹی، اے بکے، بکے کا نام ہے ازبورین لفظ بکا، ایک
مقام کا نام آیا ہے تحقیق طلب یہ تھا کہ کیا بکا، اور بکے، ایک چیز ہے، دیکھو حمید الدین ۵۸،

کتاب نے لی، قیمت بھیج دوں گا، لیکن پڑھو اگر سنا نہایت جاہلانہ اور تعصبانہ کتاب ہے، انہایت
عامیانہ معلومات پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر جگہ مکار اور فریبی لکھا ہے،

سید سلیمان کو سر دست تین چار مہینہ کے لئے تو میں خود چاہتا تھا، لیکن آپ فرمائیں گے تو میں ان کو
بھیج دوں گا، لیکن حقیقت یہ ہے کہ خالص فارسی دانی میں عبد السلام کو ان پر ترجیح ہے،
بہر حال آپ جو فرمائیں گے مجھ کو انکار نہ ہو گا، لیکن ان لوگوں کے پاس سند نہیں، اس لئے تقرری
دشوار ہے، انگریز صحن سند دیکھتے ہیں،

شبلی، حیدر آباد
۲۲ نومبر ۱۹۱۳ء

(۲۸)

جواب میں،

تسلیم، میں اس سے پہلے خط میں لکھ چکا ہوں کہ سید سلیمان کسی قدر انگریزی جانتے ہیں، بولنے
کے لئے نہیں بلکہ مطالعہ کے لئے،

اگر ان کا تقرر منظور ہو جائے تو اتنا ضرور کیجئے کہ دو تین مہینے کے بعد ان سے کام لیا جائے، اس وقت
مجھ کو ان سے بہت کام ہے، بہر حال آپ کی سفارش پہلے منظور تو ہو جائے،
شبلی، ۲۲ نومبر ۱۹۱۳ء

لے انگریزی کتاب متعلق اسلام، لے سیرت کے لئے لے دکن کالج کی اسٹنٹ
پروفیسری لے سیرۃ نبوی میں مدد دینے کے لئے،

(۲۹)

مکرمی،

تسلیم، آپ کا خط کل ملا میں سفر میں تھا اس لئے امانت رہا، بے شبہ سید سلیمان کی کامیابی حیرت انگیز ہے، لیکن اسی حیرت انگیز آپ کا زور اثر ہے، بہر حال ایک قابل شخص کی قدردانی نتیجہ نتائج مفیدہ ہوگی،

سید سلیمان اس قدر قانع شخص ہیں کہ اس عہدہ کے قبول کرنے پر راضی نہیں ہوتے تھے اور متعدد دفعہ مجھ کو سمجھا نا پڑا بلکہ گویا میں نے ان کو مجبور کیا، وہ چاہتے تھے کہ آزادانہ علمی اشغال میں مصروف رہیں، بہر حال وہ روانہ ہو چکے تھے کہ آپ کا خط ملا، راہ میں اگر وہ کانفرنس دیکھتے جائیں گے،

کتب مطلوبہ میرے ہاں ایک بھی نہیں، آپ عبد اللہ خان کتب خانہ اصفیہ حیدر آباد سے طلب فرمائیں، اگر وہ نہ جاسکا بیمار ہو گیا،

جو میں کتاب خطوط نامتین کا بہت انتظار ہے، اور جزائیہ فارسی کا،

شبلی، لکھنؤ

۲۸ دسمبر ۱۹۱۳ء

(۳۰)

مکرمی،

آپ نے لکھا تھا کہ حیدر آباد نے متن کتابیں واپس مانگی ہیں اور خط بعینہ بھیج دیا تھا، میں نے آپ کو

لے یعنی دکن کالج کی اسٹنٹ پروفیسری کی تقرری، لے بغرض شرکت محمد ن کانفرنس،

لکھا کہ فارسی کی صحت ایک جلد یہاں ہے، دوسری جلد آپ دے آئے ہوں گے، اسی طرح دوسری
 یہاں نہیں ہے، آپ نے کچھ جواب نہیں دیا، جلد مطلع فرمائیے،
 سید سلیمان سے کہئے کہ احتمال ہے میں گریون میں کلکتہ رہوں،
 آج کل توالہ آباد کی آب و ہوا میرے لئے نہایت صحت بخش ہے،
 سیرت کی کا بیان لکھوارم ہوں، خوش نویس مستقل نوکر رکھ لیا ہے، گو ویرنویس میں،
 اللہ لا میں بھی چو صفہ نمونہ کے لئے چھپوایا، لیکن عام لوگ متفق نہیں،

شبلی، ۱۵ مارچ ۱۹۱۶ء

الہ آباد،



(۱۱) منشی محمد امین صاحب کے نام،

(۱)

محبی،

سلام شوقِ خط پہونچا جس شخص کی نسبت میں نے لکھا وہ سالِ حال کے فارغ التحصیل ہیں، اور حکیم
عبدالولی سے مطب کیا ہے، اس لئے ان کی حالت کے لحاظ سے لکھئے،

ہاں میں نے سنا تھا کہ سرکارِ عالیہ ڈاکٹر عبدالرحمن کی پیائے کسی اور کی تجویز میں ہیں، ڈاکٹر عبدالرحمن
لہمائی، دامادِ عبدالرحمن طیب جی کے لئے خیال ظاہر کیا تھا، اگر یہ صحیح ہے تو بہت اچھی بات ہے، ڈاکٹر
موصوف بہت عاذق ہیں اور بھئی کی دو ماہہ ملاقات میں ان کا پورا تجربہ ٹھیکو ہوا،

آپ خوش ہوں گے کہ گورنمنٹ نے بھی اب ندوہ کو عنایت کی نگاہ سے دیکھنا چاہا، ڈاکٹر
تعلیمات نے ہم سے پوچھا کہ آپ ہم سے کچھ مدد لینا پسند کرتے ہیں ہم نے زور کے ساتھ ایڈ کی خواہش کی ہے
اور کامیابی کی امید ہے،

اور بھی دلخوش کن خبریں ہیں انشاء اللہ پھر سنئے گا، والسلام
منشی، ۵ مارچ ۱۹۴۷ء

لے مہتمم صیفہ تالیف ریاست بھوپال، منشی صاحب موصوف کو مولانا سے نہایت عقیدت تھی ریاست کی تمام تصنیفات میں وہ مولانا
ہی سے مشورہ لیتے تھے، ہر منسکلم صاحبہ بالقبائلا اور مولانا کے درمیان بھی سفیر تھے، ندوہ اور سیرت کی کامیابیاں بلکہ علی گڑھ کی بھی
انہیں کے توسط سے تھیں، اسے بمبئی ہائیکورٹ کے جج سے پہلے سلمان جج،

(۲)

محبی،

اسلام علیکم، عنایت نامہ پہونچا حضور عالیہ کے ارشاد کی تعمیل کے موافق عرض ہے کہ پردہ کے متعلق میرا ایک مضمون الندوہ میں چھپ چکا ہے جو نہ صرف مذہبی بلکہ تاریخی ہے اور اس مسئلہ کا قطعی فیصلہ ہے جس کے بعد ایک حرف نہیں لکھا جاسکتا، باقی تعلیم کے متعلق مقررین جو دور سارے لکھے گئے ہیں یعنی تحریر المرآۃ و المرآۃ الجدیدہ وہ نہایت آزادی اور قابلیت سے لکھے گئے، تحریر المرآۃ کا جواب المرآۃ المسلمہ بھی غایت عالمانہ اور فلسفیانہ طریقہ سے لکھا گیا، اردو میں جو رسالہ لکھے گئے مثلاً حقوق نسوان وغیرہ وہ عامیانہ رسالے ہیں قدیم اخلاق کی کتابوں میں مثلاً اخلاق جلالی اور حجرات العلوم میں بھی عورتوں کی تعلیم و تربیت کے متعلق جتنی باتیں ہیں، والسلام، شبلی،

۱۰ جون ۱۹۰۸ء

(۳)

محبی،

عنایت نامہ پہونچا میں سرکاری کام سے حیدر آباد آیا ہوں اور غالباً دو ہفتہ تک یہاں قیام ہوگا آپ نے کس امر کے متعلق مفصل حالات لکھنے کے لئے لکھا ہے، آپ کو معلوم ہے کہ ندوہ کی مستقل آمدنی ابھی تک صرف ^(۱) ناٹ ہے اگر ^(۲) گورنمنٹ نے ^(۳) صما دے اس لئے اب خالص مذہبی علوم کا صیغہ اس کے مقابلہ میں بہت کم وقعت رکھتا ہے، ضرور ہے کہ خود ندوہ کی آمدنی میں اعانہ ہو، ریاست حیدر آباد سے ^(۴) صما کا وعدہ ہو چکا تھا، لیکن اس حالت میں کہ ریاست پر کئی کروڑ کا بار پڑ گیا، جو کئی سال تک قائم رہے گا، زبان نہیں

کھل سکتی،

ربیع الاول کی دعوت میں آسکتا ہوں، لیکن مولود کا بیان میں اچھا کیونکر کر سکوں گا نیری
تقریر لکچر ہوتی ہے نہ وعظ،

سفرنامہ سامنے ہو تو تقریر لکھ سکوں، غائبانہ شطرنج کھیلنا ہر شخص کا کام نہیں، والسلام
شبلی، حیدرآباد

۴، فروری ۱۹۰۹ء

(۴)

محی،

یہ خط دراصل مجھ کو جناب منشی منصب علی صاحب کے نام لکھنا تھا، لیکن اس وجہ سے کہ جناب موصوف
کو فرصت کم ہوتی ہے، اور ممکن ہے کہ جواب میں دیر ہو اس لئے آپ کو لکھتا ہوں کہ یہ خط دکھلا کر ان سے
جو کچھ جواب حاصل ہو فوراً مجھ کو لکھیے،

آپ کو معلوم ہے کہ مولوی عزیز مرزا صاحب بی' اے حیدرآباد سے نکلے تو ان کے مقربین بھی
میں آئے ان میں مولوی عبدالحلیم شرر بھی ہیں یہ بھی آپ جانتے ہیں کہ مولوی صاحب موصوف عربی اردو
کے کیسے ماہر اور ساتھ ہی انگریزی دان بھی ہیں، ان کی قابلیت کے آدمی کم ہاتھ آسکتے ہیں، اگر وہ محکمہ
تعلیمات میں لے لئے جائیں تو بہت مفید ہوگا، اس کے علاوہ حیدرآباد میں علوم مشرقیہ کی جو یونیورسٹی قائم ہوئی
جس میں انگریزی تعلیم بھی لازمی قرار دی گئی، اس کے نصاب اور اسکیم کی طیاری میں مولوی صاحب کا ہر حصہ

لے سفرنامہ سرکار عالیہ بھوپال ۷۵ فائنل سکرٹری ریاست بھوپال،

ہے اور کئی برس ان کو علی تجر بہ ہو چکا ہے اس لئے ان کی لیاقت سے کام لینا ریاست کے لئے قطعاً مفید ہوگا نیز انشا پر دازی اور تصنیف کے کاموں میں ان سے بہت مدد ملے گی، اس لئے ریاست کو ان کو ہاتھ سے نہ دینا چاہئے، اگر ان کو روک نہ لیا جائے تو ممکن ہے کہ وہ ریاست رامپور وغیرہ میں پہنچ جائیں، بہر حال جواب جلد عنایت فرمائے،

شبلی،

۱۹ اکتوبر ۱۹۰۹ء

(۵)

محبی،

سلام علیکم، استانی کسی طرح جانا نہیں چاہتی، اس وقت جہاں ہے، ان سے معلوم ہوا کہ اس کو اپنی لیاقت پر اعتماد نہیں، اس کے خاندان واسے بھی دور مقام میں جانے کے لئے رخصتی نہیں، میں سخت محبور ہوں اور نادوم بھی،

ندوہ کا سالانہ جلسہ دلی میں قرار پایا، حکیم اجمل خان اور دیگر اکابر دہلی نے دعوت دی، جلسہ بڑے پیمانہ پر ہوگا، مصارف کا تخمینہ تین ہزار ہے جس سے ہم کو بہت زیادہ پونچنا ہوگا، کیونکہ دلی واسے ابھی مسلم لیگ کے جلسہ کے لئے ۶ ہزار دیکھے ہیں،

ممبری کا ٹکٹ پانچ روپیہ ہے چند ٹکٹ آپ کے پاس بھی بھیجوں گا، آپ آئیں اور بہتر ہوتا کہ ریاست کی طرف سے رہن جیہد آباد سے ہمیشہ ریاست کی طرف سے ڈیلیگیٹ آیا کرتے تھے، ہندو وزارت کے عہد سے بند ہو گیا، تاہم اور ریاستوں کی طرف سے آتے رہے،

حضور سرکار عالیہ کے شکریہ کا رزلویشن بھی جلسہ میں پیش ہوگا، والسلام،

شبلی، ۱۵ جنوری ۱۹۱۰ء

(۶)

محبی،

کیا خدا نخواستہ حضور عالیہ کا یہ خیال ہے کہ میں حضور مجدد ص کے ارشاد میں کسی قسم کی کوتاہی کر دینگا میرا رنگارنگ گنا حضور عالیہ کا فدائی ہے کوئی کام میرے کرنے کا ہوا اور حضور عالیہ حکم فرما کر دیکھ لیں، استانی کجف کسی طرح آمادہ نہیں ہوتی، گھر سے کبھی نکلی نہیں، ملازمت کی نہیں، گھر داسے راضی نہیں، آج اتہا کی حد تک اس کو لکھتا ہوں، انہ مانے تو اسے خدا سمجھے، دلی آپ ضرور آئے گا،

شبلی، ندوہ

۲۳ جنوری ۱۹۱۰ء

(۷)

محبی،

سچ بوجھے تو

ع لے باد صبا میں ہمہ آوردہ تست،

واقعہ یہ ہے کہ علی گڑھ اور ندوہ کو ریاست سے جو فوائد پہنچ رہے ہیں اس کی سنگ بنیاد

آپ ہیں، فخر اک اللہ خیر،

ریاست کے عطیہ کی درخواست تو کی لیکن اب قبول کرنے ایک بڑا بار محسوس کرتا ہوں،

میں آج کان پور روانہ ہوتا ہوں، نو مسلموں پر اگر یہ جو حال ڈال رہے ہیں وہ سخت خطرناک درجہ تک پہنچ گیا ہے، اس غرض سے تمام اضلاع میں دفاعی انجمنیں اور دیہات میں مکاتب قائم کرنا مقصود ہے لیکن چونکہ گرمی سخت ہو رہی ہے اس لئے یہ دورہ مختصر ہو گا، اسی طرف سے بھوپال آؤنگا، پھر بنگلور یا بمبئی جاؤنگا کتابیں ساتھ نہیں جاسکتیں، نہ اسٹاف ساتھ جاسکتا ہے، اس لئے میری فوری کام باضابطہ بارشس سے شروع ہو گا، یہ بھی خیال ہے کہ یہ کام کسی طرح دہریس میں انجام نہیں پاسکتا، اس پر سزاوہ ہے کہ ایک آنکھ میں پانی اتر رہا ہے، اس لئے جلدی بھی کرتا ہوں کہ کچھ کروں ورنہ جس قدر میں کر سکتا ہوں اتنا کرنے والا بھی نظر نہیں آتا، کتابوں کی فہرست طیارہ ہو رہی ہے، بہت سی کتابیں تو خود ندوہ میں موجود ہیں زائد جو مطلوب ہیں ان کو منگوانا ہے، اشاعت کی فکر نہ کیجئے میں خود کر سکتا ہوں،

شعبی،
۱۷ اپریل ۱۹۱۲ء

(۸)

محی

ہنیں قرآن مجید میں متعہ کے جواز کی کوئی آیت نہیں، البتہ جنگِ خیبر میں عارضی طور سے آنحضرت صلیع نے اس کو جائز کر دیا تھا، اور پھر حرام کر دیا گیا، متعہ کا جواز زنا سے کچھ ہی کم درجہ پر ہے، ازواج کا مقصود زوجین کا ابدی تعلق ہے نہ فوری اور وقتی،

دوازدہ امام نے ہم لوگوں کی روایت کے موافق کبھی متعہ کو جائز نہیں کہا،

سرکارِ عالیہ منظور فرمائیں یا نہ فرمائیں لیکن ہم لوگوں کا تو فرض ہے کہ ہم درخواست کریں، اس لئے یہی رائے قرار پائی ہے کہ براہِ راست سرکارِ عالیہ کے نام بھیجی جائے کہ لکھنؤ بھی تشریف لائیں اور بورڈ

کی بنیاد رکھیں، آپ کی کیا رائے ہے،

ہاں مدرسہ نے ندوہ کو نقصان پہونچانا چاہا، پرسیڈنٹ بھاؤ لپور سے یہ کہلوا یا کہ سننے
مغالطہ سے عمارت کے لئے روپیہ دلوا یا، لیکن حکیم اجمل خان صاحب نے خاص جلسہ کر کے ان کے ٹھکوک
رفع کر دیئے،

ایک پرچہ نام دہان سے نکلتا شروع ہوا ہے جو الذودہ کی چوٹ پر ہے، آفتاب احمد
خان صاحب نے درخواست کی تھی کہ دیوبند کے طلبہ ہم کو ملین تو ہم ان کو انگریزی پڑھا دیں، لیکن ان
لوگوں نے انکار کیا، اور چند علماء ناراض ہو کر جلسہ سے اٹھ گئے کہ ریش تراشیدہ اور نیچری کو بولنے
کیون دیا، خیر ہم کو اپنا کام کرنا چاہئے، مخالفت تو ہمیشہ سے ہوتی آئی ہے،

شبلی، ندوہ

۲۷ مئی ۱۹۱۰ء

(۹)

محی،

مین نے خط اس لئے نہیں لکھا کہ آپ نے نار پر جواب مانگا تھا، تار دیا گیا اور لعین ہوا کہ
آپ فوراً علی گڑھ روانہ ہوں گے، اب آپ نہ آئیے، میں خود آتا ہوں، اگر می بہت سخت ہے، میرا
ارادہ ہے کہ مستقبل میں قیام کر کے سیرت کو ختم کر دوں، یہاں روز ایک قصہ رہتا ہے،
اور اطمینان نصیب نہیں ہوتا، اسٹاف ساتھ لیجاؤں گا، سید سلیمان ساتھ رہیں گے، خوش نویس
اور انگریزی مترجم وغیرہ بھی،

جناب کرنل صاحب کا شکریہ دینا اگر عرض کروں گا، لیکن کتاب کا پہلا ایڈیشن میری ملک ہوگا
پھر وقف لیکن مذہب یا شاعت اسلام پر اور کوئی منصرف میں نہیں قبول کر سکتا،
ماہوار کے جاری ہونے پر بیان سے روانگی موقوف ہے تاکہ اسٹاف کے لوگوں کو کافی اطلاع
ہو جائے،

ماہوار میں چند اہم کمیشن رقیں بہت سی آئیں مین نے سب واپس کر دیں، لوگوں کو شکایت ہے
کہ اس سادت میں ہم کو کیوں موقع نہیں دیا جاسکتا،

شبلی،

۱۰ مئی ۱۹۱۲ء

(۱۰)

مجھی،

سلام سنون، ماہوار کا روپیہ اب تک نہیں آیا، سخت مہرج ہے، کتابوں کی رقم آئی لیکن ابھی صرف
آدھے نوٹ آئے، اس لئے کام اس سے بھی نہیں لیا گیا، انگریزی گریجویٹ کو اس لئے اب تک نہیں بلا سکا،
کہ ان کا حشرچ راہ نہ بھیج سکا، عجیب لوگ ہیں، بے فائدہ اطلاع دیتے ہیں کہ منی آرڈر روانہ ہو چکا،
ابھی تک میں نے لائف کا کچھ کام نہیں کیا، طبیعت مطمئن نہیں لیکن اب کل شروع کر دینگا، آج کل
بیان پیر صاحب بغدادی کا بڑا ہنگامہ ہے، ان کی روشنی اور جلوس پر، ہزار روپیہ ایک شب میں صرف
ہوا، کل اجمیر جائیں گے، سرکار عالیہ نے ان کو جو رقم دو ہزار کی تھی، میرے سامنے پہنچی تھی، گودہ بیان

ملہ کرنل عبید اللہ خان صاحبزادہ ریاست بھوپال ۲۵ سیرت بنوی۔

کے خدا ہیں لیکن مجھ سے پوری ایک گھنٹہ تک خلوت رہی، اتنی دیر تک انھوں نے کسی کو آنے نہ دیا اور نہ روئے
صبح سے شام تک ہزاروں کا جمع رہتا ہے میں نے مفید مشورے دیئے اور انھوں نے قبول کئے، غالباً کوئی
مفید نتیجہ نکلے، قریباً چار مہینے تک قیام رہے گا، جا بجا جائیں گے،

اگر وہاں کچھ نہ ہو تو ضرور لیتے آئے گا، یہاں نہیں ہے
اور میں ساتھ نہیں لایا، سید سلیمان آگئے، آج خط آیا کہ بمیہ کر کے نوٹ بھیجے ہیں، دریافت کرتا ہوں، اب تک
تو کوئی چیز نہیں پہنچی، کرنل صاحب کو خط لکھ دیا،
شبلی،

ملبئی، ۱۶ جون ۱۹۱۲ء

(۱۱)

محبی،

میں آپ کے کام کے لئے ہر وقت حاضر ہوں، کتب مذکورہ میں سے کتب ذیل مفید اور کارآمد ہیں،

اصحابہ جلد اخیر، ابن خلکان، لفتح الطیب، عقد الفرید،

باقی کتابیں فضول یا بہت کم کارآمد ہو سکتی ہیں، ایک کتاب حال میں مصر میں لکھی گئی ہے، قسوت

اس کا پورا نام یاد نہیں، لکھنؤ پہنچ کر لکھ بھیجوں گا، وہ بہت ضخیم ہے اور بہت استقصاء
کیا ہے،

ایک کتاب بلاغۃ النساء نہایت قدیم تصنیف ہے، اس میں صرت مشہور خاتونان عرب کے

لکچر جمع کئے ہیں،

لے عمدتوں کی حالات کیلئے، ۲۵ الدرامنتور فی ربات الخدور عورتوں کے حالات میں دیکھو ۱۳ و ۱۴

ترتیب وغیرہ کے لئے آپ سے ملنا ضرور ہے، اس کے علاوہ بغیر ایک اچھے عربی دان کے ہرگز کام نہ چلے گا، اگر عبد السلام (سابق ایڈیٹر المذوہ) کو آپ کچھ مدت کے لئے بلا سکیں تو پورا کام چل جائیگا، وہ وسیع النظر ہیں، اور استخراج کا پورا ملکہ ہے، وہ غالباً مسرور و بان چلے جائیں گے بشرطیکہ مکان مفت کا ہو اور کھانا پکوانے کے لئے باورچی نہ رکھنا پڑے،

عورتوں کے متعلق نہایت عمدہ کتاب لکھی جاسکتی ہے، لیکن ان معمولی لوگوں کا کام نہیں،

ع نہ ہر کہ آئینہ ساز و سکندری داند

شبلی، بمبئی، ۸ ستمبر ۱۹۱۲ء

(۱۲)

محی

ریویو ناقدانہ تھا، ڈر تھا کہ ناپسند نہ ہو، مشکور ہوں کہ آپ نے پسند کیا، سیرت کے متنو صفحے ہو چکے تھے لیکن نظر ثانی میں پھر کچھ کا کچھ ہو گیا، ابورپ کی غلط بیانیوں کا ایک دفتر ہے، ان کے ایک ایک حرف کیلئے سیکڑوں ورق لٹے پڑتے ہیں، یہ کمبخت لکھتے تو جھوٹ ہیں لیکن بے پتہ نہیں لکھتے، یہاں ہمارے سیرت نگاروں نے خود بہت بے احتیاطیاں کیں،

میں جانتا ہوں کہ کام دو برس میں نہ ہوگا، یہ بھی احتمال ہے کہ سرکار بھوپال رقم بند کر دیں، لیکن اب روپیہ کا نہیں بلکہ میری جان کا معاملہ ہے، ہر حالت میں کام جاری رکھوں گا اور اگر مرنے گیا اور ایک آنکھ بھی سلامت رہی تو انشائے اللہ دینا کو ایسی کتاب دیجاؤں گا، جس کی توقع کئی سو برس تک نہیں ہو سکتی،

والسلام، شبلی،

۲ نومبر ۱۹۱۲ء

(۱۳)

مجی،

نسیم، افسوس میں سخت بیمار ہو جانے کی وجہ سے اگرچہ نہ آسکا، لکچر تیار تھا اور کچھ اشعار
 نالہ شبلی دیکھا، اشعار غلط چھپے ہیں ان کو لکھا تھا کہ پروت بھیج دیجئے گا، میں تصحیح کر دوں گا،
 لیکن انھوں نے جواب تک نہ دیا،
 بہر حال آپ اگر سیاسی نظمیں بھی چھاپنا چاہتے ہیں تو ضرور ہے کہ میرے مکتوبوں اور ٹیکل
 پولیٹیکل کروٹ والے بھی شامل کیجئے، اس نظم کی وہ نثر شرح ہے، کچھ دیباچہ بھی ہونا چاہئے،
 وہ میں لکھ دوں گا،

استے ہی دنوں میں ندوہ کی یہ حالت پہونچی کہ گورنمنٹ نے انسپکٹر بھیجا اور اس نے چھ
 صفوں کی سخت رپورٹ لکھی اور یہ الفاظ لکھے کہ ایسی ردی حالت کے ساتھ اعانت سرکاری بد
 تک جاری نہیں رہ سکتی، لیکن یہاں کے خود غرضوں کا یہ حال ہے کہ جب تک ندوہ کو پورا برباد
 نہ کر لیں گے چھوڑنا نہیں چاہتے، انسپکٹر نے جواب جلد طلب کیا ہے، لیکن ایک مہینہ گزرنے پر بھی
 اب تک جواب نہیں گیا،

اسے ایجوکیشنل کانفرنس کے جلسہ سالانہ کے موقع پر اسے مولانا کے بعض اردو کلام کا مجموعہ، ایک صاحب نے بھیجا،
 اسے یہ مضمون چار نمبر میں شائع ہوا تھا، انھیں مضامین کا اثر تھا کہ مسلمانوں کا یہی رخ ادھر سے ادھر پھر گیا،

بڑی بات یہ ہے کہ بورڈنگ کو اس نے لکھا ہے کہ خرگوش خانہ ہے، لیکن خرگوش خانہ کے بدلے
 کے لئے پچاس ساٹھ ہزار روپیہ درکار ہے، یہاں یہ لوگ ایک جہہ بھی آج تک نہ جمع کر سکے۔ نہ کر سکیں
 لطف یہ کہ مولوی خلیل الرحمن موجودہ مدعی نظامت خود لکھتی ہیں لیکن آج تک ۲۵ برس میں ان سے
 ایک پیسہ بھی چزدہ ندوہ کو نہیں ملا، خیر یہ بڑی داستان ہے،
 مع غم حسنین پایا نے نزارو،

ہاں عربی مطبوعات نادرہ یورپ وغیرہ کا ایک عمدہ ذخیرہ معرض فروخت میں ہے، دو ہزار
 میں ہاتھ آجائیگا، نواب زادہ صاحب کو مطلع کیجئے، میں فہرست بھیج دوں گا، ہارویز صاحب
 سے جانچ کرالین کہ گران نہیں ہے،

شبلی، ۵۔ جنوری ۱۹۱۳ء

(۱۴)

مجی،

ہاں اس کتاب کا نام حبیبین تمام عورتوں کا تذکرہ ہے، الدر المنثور فی ربات الخدو رہے ہیں
 تمام قوموں کی عورتوں کے حالات ہیں، ایک حال کے مصنف مصر کی تصنیف ہے، یہاں ملتی ہے،
 میں تو کیا لکھ سکے کے قابل ہوں، مولوی عبد السلام کو تاکید کرتا ہوں، میں تو خط لکھنے کے قابل
 نہیں، صرف صبح کے وقت جس طرح ہو سکتا ہے، سیرت لکھ لیتا ہوں،

مولوی عبد السلام سے مضمون لکھوانا ہے تو ان کو الدر المنثور مہیا کر دیجئے، مولوی عبد السلام

سے نواب حمید اللہ خان صاحبزادہ بھوپال،

حضور سرکار عالیہ کی کتاب پر دیو لکھ رہے ہیں، کہا قتل السلطان میں یحیدین،

شبلی، ۷ جون ۱۹۱۳ء

(۱۵)

جناب مکرم،

تسلیم، والا نامہ ورد فرما ہوا، جامع از ہر کا نصاب آپ شیخ سلیم بشری شیخ الجامع الازہر
قاہرہ سے طلب فرمائیں، میں بھی لکھ سکتا ہوں لیکن ریاست کی تحریر کا زیادہ خیال کریں گے، دہنہ ٹھکے
تحریر فرمائیگا کہ میں خود لکھ دوں گا،

میرے غلات چند خود غرضوں نے مذہ کے معاملہ میں جو طوفان مچایا آپ نے سنا ہی ہوگا،
لطف یہ کہ شرکت سب نے کی اور اب سب الگ ہیں اور لطف یہ کہ گورنمنٹ افسروں سے گورنمنٹ
ہی کا پہلو ظاہر کرتے ہیں اور سرخ رو بنتے ہیں مولوی محمد اکرم کی چند روز معطلی جو میں نے کی
اس کو زعمہ کر کے منسوخ کرایا پھر وغیرہ چکے خود کمشنر صاحب کے پاس گئے اور انکی
مرضی لیکر مخفی خطوط ارکان کے نام جاری کئے اور چھ مہینہ کے لئے مولوی صاحب کو معطل کرایا اور
پبلک کو اب تک دھوکا دیتے ہیں کہ ہم کو ان کی معطلی سے واسطہ نہیں، شبلی نے کیا جو کچھ کیا ہے
پاس تمام اصلی اور مطبوعہ کا غذا ت ہیں، موقع ہوا تو دکھاؤں گا،

ہزار نے جو خط بھیجا اس میں لکھا ہے کہ وہ الذہ کے مضمون کو سخت شرارت انگیز خیال
کرتے ہیں،

لے دیکھو عبدالحکیم، ۳۔

مجھ کو یہ پہلے سے معلوم تھا کہ گورنمنٹ ایسا خیال کر گئی اگر ندوہ کی طرف سے خبر نہ لی جاتی تو گورنمنٹ
خود مقدمہ قائم کرتی اور نواب وقار الملک کی طرح ہم لوگوں کو عدالت میں جا کر گواہی دینا پڑتا،

شنبلی، ۱۳ جون ۱۹۱۳ء

(۱۵)

محبی،

میرے ساتھ اب کے کوئی خوش نویس نہیں آیا، سخت ہرج ہے، اشتہار بھی دیا، کوئی درخواست نہیں
آئی، اگر وہاں کوئی شخص ہو تو نمونہ خط بھیجے، عیسے، ماہوار ملین گے، اور مکان بھی،

میرے خلاف جو شورش ہوئی آپ دیکھتے ہوں گے، میں ضرور بدنام ہوا، لیکن ندوہ بچ گیا، ڈپٹی کمشنر
نے صاف لفظوں میں کہہ دیا تھا کہ یا عبدالکریم کو لو، یا پانسور و پیسے ماہوار، بے شہم پانسور و پیسے چھوڑ دینا اچھا
تھا لیکن کیا قوم اس کیلئے طیار ہے، جن ممبروں نے میری مخالفت میں علم جہاد بلند کیا، انھوں نے باوجود
دولت مندی اس وقت تک ایک جہ ندوہ کو نہیں دیا ہے، کاغذات سب میرے پاس ہیں، عند الموضع
دکھاؤ لگا،

شنبلی، بمبئی، ۱۳ جون ۱۹۱۳ء

(۱۶)

محبی،

سلام علیکم،

عنایت نامہ پونچا پرنس صاحب کو مفصل خط لکھ دیا ہوں، کتاب کا پہلا حصہ جس میں سادہ حالات
زندگی میں، قریباً طیار ہو گیا ہے، اگرچہ اس میں بھی نہایت کدو کاوش اور تمام کتب حدیث و رجال

سے مولوی فضل الحسن حسرت مولائی بی بی کے قصہ اشاعت مضمون باغیانہ میں،

کی چھان بین کرنی پڑی تاہم اصلی مرحلے آگے ہیں، کتاب ۵ جلدوں ہوگی جو حصہ گویا طیارہ ہے وہ قریباً
۵۰۰ صفحوں میں ہے، پوری کتاب کو اس کا چوگن کر لیجئے،

سید سلیمان اور عبد السلام کو آپ بلا لیں، اگرچہ زندہ سردست خالی ہو جائیگا، اس لیاقت کے
لوگ ابھی زندہ میں طیارہ نہیں ہیں اور اگر زندہ کے یہی کارکن ہیں تو آئندہ بھی امید نہیں،
آپ میری تمام اردو نظمیں لے لیں اور جو نفع ہو جو چاہیں کریں، مجھ کو نفع سے غرض نہیں، لیکن
شرط یہ ہے کہ چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا ہو جیسے کہ الخزالی و الکلام وغیرہ ہیں،
ہاں نظمیں میرے پاس نہیں، السلال سے مہیا کرنی پڑیں گی، بعض نظمیں زمیندار اور پھر
میں ملیں گی، میں ان کو مہیا کر دوں گا،

انوار احمد صاحب نے لکھا تھا کہ مجموعہ نظم سوال میں چھپ جائیگا، لیکن اب تک تو
نہیں پہنچا،

حیدر آباد نے (خود) میرے منصب میں دوستوں کا اضافہ کر دیا، اب تین سو سکے انگریزی ملیں گے،
سیرت کے لئے بھی کچھ کرنا چاہتے تھے، لیکن میں نے پہلو بچایا کہ بھوپال کا تقدم اور یکتائی قائم رہے
گو مستقل صورت میں (جو زیر تجویز ہے) اور دن سے مدد لینے کا مضائقہ نہیں، اس صورت میں بھی اصل
سرپرستی بھوپال کی رہیگی اور سرکار عالیہ پٹن اور مربی ہوں گی،

شبلی،

حیدر آباد،

۱۳ اکتوبر ۱۹۱۳ء

(۱۸)

مجھی،

سلام علیکم، علی گڑھ میں دو پروفیسر فارسی تو اب بھی موجود ہیں، کیا کوئی اور نئی جگہ نکلی ہے،
 ہاں یہ دونوں اچھے بن گئے، کجھت مخالفین نے اوقات اور کام میں خلل ڈال دیا، ورنہ ادھی
 داغ میل پڑ رہی تھی، بہر حال یہ طے ہوئے کہ کہاں صدر مقام کر دے تو پھر اربابِ قلم کی تربیت شروع
 کر دے، انشاء اللہ سیرت ہی کے دفتر کو اتنا وسیع کرتا ہوں کہ دائرۃ التالیف بن جائے، ہندوستان
 میں اور ہر کام کے لئے انجمنیں ہیں، لیکن تصنیفی انجمن کا میدان خالی ہے، اور یہ سب بڑا اہم کام ہے، ایک
 لایق مصنف ہزاروں آدمیوں کے دل پر حکمرانی کرتا ہے،

نظموں کے دو حصے ہونے چاہئیں، اخلاقیات و سیاسیات، کثافت و صاف کے نام کی نظمیں
 سیاسیات کے عنوان میں رہیں، دونوں حصے اس طرح چھاپے جائیں کہ مجموعہ بھی اور الگ الگ بھی فروخت
 ہو سکیں، بہت سے موقع ہوں گے جہاں صرف اخلاقیات کی اشاعت ہو سکے گی، سیاسیات اگر غیر مفید
 ہوں گے تو مجموعہ رک جائے گا،

اردو نظمیں جس قدر السلا میں ہیں سب لکھو اگر میرے پاس بھجوا دیجئے تو یاد آئے، کہ اور کیا کیا باقی
 ہے، میرے پاس کچھ موجود نہیں لیکن دماغ پر زور ڈال کر پتہ لگا لوں گا،
 ندوہ کا ذکر ابھی رہنے دیجئے، میں نے ابھی کوئی رائے اخیر نہیں قائم کی، خود جا کر دیکھ لوں کہ اب کیا
 حالت ہے تو اسے قائم کر دے، خط البتہ مایوسی بخش آتے ہیں،

اے سلیمان اور مولوی عبدالسلام صاحب ۲۵ مولانا اپنی نظموں کے متعلق ہدایت کرتے ہیں،

سیرت کا دیباچہ اولی جس میں سبب تالیف اور اس کی تاریخ اور آپ کا ذکر ہے، ہنوز کاغذ پر نہیں آیا، دماغ میں ہے۔

انگریزی دان ابھی دکھواہ نہیں ملا، اس لئے بہت سے کھانچے باقی ہیں، اب ہاشمی صاحب جو محرومین کالج میں ہیں، ان کا خط آیا ہے، وہ آجائیں تو کام بھی طرح چل سکے، جرمن زبان کی کتابیں تحقیقات عرب کے متعلق عجیب و غریب ہاتھ آئیں، لیکن اس کیونکر کام لوں،

والسرے بہادر کے آنے پر ہر سبک تغیرات کا ڈر تھا لیکن حضور نظام کی اسپیش سے بظاہر اطمینان معلوم ہوتا ہے،

ہاں ظل السلطان کی چھپائی اور کاغذ اس کے نام اور انتساب کے معیار سے ہونی چاہئے،

شبلی، حیدر آباد
یکم نومبر ۱۹۱۳ء

(۱۹)

بھی،
تسلیم، ہاشمی کو میں تو لکھ چکا، انھوں نے بہت سی سندوں کے حوالے دیئے تھے بہر حال تجربہ ہی سہی،

مفتی صاحب کا خط مجھ کو نہیں ملا، ندوہ کی مدد جاری تو ہونی چاہئے، لیکن ضرور کسی قید

لے مفتی انوار الحق ایم اے مہتمم تعلیمات بمبئی،

کے ساتھ ورنہ ہر شخص شیر باد سمجھ کر تصرف کرتا ہے، موجودہ انتظام سراسر بددیانتی اور تمام تر قواعد ہندو کے خلاف کیا گیا ہے اور بڑی طرح کام ہو رہا ہے، اس صورت میں روک ٹوک نہ ہو تو بددیانتوں کو سخت جرات ہو جائیگی، بین بالکل خاموش رہا لیکن قوم کی طرف سے عام مظاہرہ کی تحریک بہتر ہے، ہمدرد اور دلگداز آپ نے پڑھا ہو گا، خیر اس کو پھر لکھوں گا،

عورتوں کے متعلق کسی ایک کتاب میں بہت کم ملے گا، سیکڑوں مقاموں سے ریسے چے پڑیں گے، عبد السلام کو بلا لیجئے میں ان کو سب بتے بنا دوں گا،

جناب پرنس حاجی حمید اللہ خان صاحب نے مجھ کو لکھا کہ سیرت کی مد کے استقلال کے لئے عید اُچی کی تعطیل میں حضور سرکار عالیہ کی خدمت میں گزارش کروں گا، موقع آگیا ہے، آپ بھی یاد دہانی کرا دیجئے،

ہیان فی الجملہ طبیعت صحیح رہتی ہے ارادہ ہے کہ جلد اول تمام کر کے یہاں سے اٹھوں، اسٹاف نہیں بلا یا ہے، کتنی ناہیان بہت اچھا ہے،

شبلی، حیدر آباد

۹ نومبر ۱۹۱۳ء

(۲۰)

محبی،

سلام مسنون، قرائن مجید کے ثبوتات کا جواب پورے مقام میں تمام ہندوستان میں کوئی شخص مولوی حمید الدین پروفیسر میور کالج سے بہتر بلکہ برابر بھی نہیں کر سکتا، وہ مولانا حمید الحق

فرنگی مہلی اور علمائے قدیم سے کتابیں ختم کر کے بیٹے ہوئے اور ۷۰ برس سے قرآن مجید کی خدمت کر رہے ہیں قرآن مجید کے اشکالات پر ان کے پھر رسالے عربی زبان میں شائع ہو چکے ہیں جس پر علمائے مصر نے حیرت ظاہر کی وہ کالج میں ۲۰۰ ماہوار پاتے ہیں چونکہ یہ مذہبی کام ہے ممکن ہے کہ وہ اس سے کچھ کم میں رضی ہو جائیں پھر ایک مترجم انگریزی کی ضرورت ہوگی جو عمدہ انگریزی لکھے، اس کا ذمہ آپ لین یا اشتہار دین تب یہ کام حب مراد پورا ہو سکتا ہے اور تمام ملک کو اطمینان ہو سکتا ہے،

یا قوت مستعصمی کے نسخہ قرآن کو آپ خود بیان آ کر دیکھئے ۲۱ ہزار میں طے ہو جائیگا پورا نسخہ

شعبی، لکھنؤ، ۳۱ دسمبر ۱۹۱۳ء

(۲۱)

محبتی، سلام مسنون

۱۔ حضور سرکار عالیہ لکھنؤ تشریف لائیں گی تو ان کا نہایت پر شان استقبال اہل شہر اور ندوہ کی طرف سے ہونا چاہئے، استمراج کر کے جو مصیبت ہو لکھئے کہ ابھی سے اس کا انتظام کیا جائے،
۲۔ ندوہ کی حالت یوں درست نہ ہوگی، اسپیکٹر نے جو رپورٹ کی وہ مفتی انوار الحق صاحب نے بیان سے منگوائی ہے اس کو دیکھئے، مزید یہ کہ تمام کام محض خود مختاری سے کئے جا رہے ہیں اور اب یہ چاہئے ہیں کہ مولوی عبدالکریم کو پرنسپل بنا دین جن کے بابت سب جھگڑا ہوا اور جن کے متعلق گورنمنٹ کی چٹھی آئی تھی اس کے لئے مولوی عبداللہ موجود پرنسپل کو تنگ کیا جا رہا ہے کہ وہ استفادہ کر چلے آئیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اعانت بند ہو جائے، بلکہ یہ ہو گا کہ چونکہ اکثر جگہ اظہار ہے اطمینانی کے جلسے تک

لے مستعصم باللہ آخری خلیفہ ابجد کے دربار کا خوش نویس تھا، اس کے ہاتھ کا قرآن لکھا ہوا لکھنؤ میں ایک کتب فروش سکیاس موجود ہے

ہو چکے ہیں اور انسپکٹر سرکاری ایسی سخت رپورٹ لکھ گئے کہ اور انتظامات کی حالت قابلِ طمیان ہے اس لئے ریاست کی طرف سے یہ ہدایت ہو کہ ارکانِ مذکورہ ایک کمیٹی قائم کریں جو امور اصلاح طلب کا فیصلہ کرے، ایک ممبر آزاد اور بے لاگ لوگ مقرر کئے جائیں مثلاً مسٹر محمد علی، مسٹر منظر الحق، حکیم اجمل خان، یا جو لوگ مناسب معلوم ہوں، اصلی ضرورت یہ ہے کہ ممبروں کا انتخاب آزادی اور بے لوثی سے ہو،

اور قواعد انتخاب کے موافق ہو جیسا یونیورسٹی کے لئے تجویز کیا گیا ہے،

۳۔ یہ بھی واضح رہے کہ میرا استعفا جس کمیٹی نے منظور کیا اس کو حق نہ تھا نہ جو شخص ناظم مقرر کیا گی وہ ناظم ہو سکتا تھا اس لئے قواعدِ مذکورہ کے رد سے ناظم جلسہ سالانہ میں مقرر کیا جاتا ہے،

۴۔ میرا لکچر تحریری نہ تھا، میں کبھی لکھ کر لکچر نہیں دیتا، تقلم البتہ لکھ دیتا ہوں،

نوجوانوں سے خطاب،

کئے تھے ہم نے بھی کچھ کام جو کچھ ہم سے بن گئے یہ قصہ حب کا ہے باقی تھا جب عہدِ شباب اپنا
اور اب تو سچ یہ ہے جو کچھ اُمید میں ہیں وہ تم سے ہیں جو ان ہو تم لبِ بامِ آچکے آفتاب اپنا
سیرت بنوی کی تکمیل

مصارف کی طرف سے مطمئن ہوں میں بہر صورت کہ ابر فیض سلطانِ جہان سیکم زرافشان ہے
رہی تالیف و تنقید روایت ہاے تاریخی تو اس کے واسطے حاضر مراد ہے مری جان ہے
غرض دو ہاتھ میں اس کام کے انجام میں شامل کہ حبیب اک فقیہ بے نوا ہے ایک سلطان ہے
۵۔ پرنس حمید اللہ خان صاحب کے نام ایک خط ابھی کالج کے پتہ سے روانہ ہو چکا تھا کہ آپ کا خط پہنچا ترجمہ قرآن (بلغرامی) اب بھوپال کے پتہ سے ان کو بھیجتا ہوں،

لوگ شاکی ہیں کہ نالہ شبلی کی قیمت بہت رکھی ہے،

نواب علی حسن خان سے بالواسطہ پوچھا تھا جواب نہ ملا، آج ان کے گھر جا کر پوچھتا ہوں،

ترجمہ قرآن کے نوٹ کے متعلق ایک خط آپ کو بھیج چکا ہوں،

شبلی، ۱۰ جنوری ۱۹۱۳ء،

(۲۲)

محبی،

ندوہ کی حالت بہت ابتر ہو گئی، اس قدر بیماری اور خود مختاری سے کام لیا جا رہا ہے کہ حیرت ہو گئی
پھر ترنی کی کوئی کوشش نہیں، ہر چیز بگڑتی جاتی ہے،

مجھ کو مجبوراً اپنے ہاتھ میں کام لینا پڑیگا، مطلع فرمائیے کہ اگر میں اطلاع دوں کہ میں نے پھر کام اپنے
ہاتھ میں لے لیا ہے تو وہ وظیفہ ماہوار بدستور جاری ہو جائیگا یا نہیں یہ ایک بہت ضروری معاملہ ہے، ورنہ
ندوہ بتا ہوا ہو جائے گا، اسپیکر کی رپورٹ اگر مفتی انوار الحق کے پاس گئی ہو تو منگو کر دیکھئے،
رٹ کے ہمیشہ مجھ سے کوئی نہ کوئی سبق پڑھا کرتے تھے اب یہ حکم دیدیا ہے کہ کوئی شخص نہ پڑھنے
پائے، اور جو پڑھتے ہیں ان کے نام خارج کر دیئے جائیں،

آج ترجمہ ملگرامی کی ایک کاپی بھیجتا ہوں، حضور سرکار عالیہ کو ملاحظہ کر کے پرنس حمید اللہ خان
صاحب کی خدمت میں پہنچا دیجئے، میں نے ان سے وعدہ کیا تھا، کہ ترجمہ ان کے دیکھنے کو بھیج دوں گا،

لے مولانا سے مرحوم کی فرمائش سے نواب عابد الملک قرآن مجید کا انگریزی میں ترجمہ کر رہے تھے اس پر نوٹ (دعاشی) لکھنے کی ضرورت
تھی، مولانا نے اس کام کے لئے مولوی حمید الدین صاحب کو انتخاب کیا تھا، دیکھو مکتوب ۲۴، اسے ترجمہ قرآن انگریزی ترجمہ مولوی سید محمد علی

وہ دیکھ کر مجھ کو لکھنؤ کے پتے سے واپس بھیج دیں،

باقی امور پھر،

شبلی،

۱۲ جنوری ۱۹۱۴ء

(۲۳)

محبتی،

یہ تو بڑا ظلم ہے کہ سرکار عالیہ جو نہ صرف میری بلکہ تمام قوم کی محسن ہیں، ہمارے گھر آئیں اور ہم اپنے عقیدہ کا کچھ اظہار نہ کرنا چاہیں، خیر آپ تو ضرور ساتھ آئیے اور دو چار روز پہلے مطلع فرمائیے، حسب مرضی ہم کچھ سبک طور پر نہ کریں گے،

جناب کرنل صاحب سے معاملہ جلد طے ہونا چاہئے، میں نے انگریزی مترجموں سے گفتگو شروع کر دی، انگریزی اچھے لکھنے والے مسلمان قریباً ناپید ہیں اور غیر مذہب اس کام کو اچھی طرح انجام نہیں دے سکتا۔ قرآن مجید کے متعلق میں آپ کو لکھ چکا کہ صرف مولوی حمید الدین اس کام کو اچھی طرح کر سکتے ہیں اور میں ان کو رضی کر سکتا ہوں، اس معاملہ کو بھی طے کر دیجئے تو یہ کام شروع ہو جائے، ترجمہ سیرت اور حواشی قرآن کا اسٹاف یکجا ہو جائیگا تو دونوں کو مدد ملے گی،

شبلی
لکھنؤ،

۲۵ جنوری ۱۹۱۴ء

سے کرنل عبید اللہ خان صاحبزادہ بھوپال ہسٹری نویکے انگریزی ترجمہ کے وہ شگفتہ تھے،

(۲۴)

محبی،

انشاء اللہ آپ کا نام کسی تقریب کے دیباچہ اولین میں آئیگا جب اصل کتاب نکلے گی، کام مستوی

سے ہو رہا ہے

ہمایون نامہ تولد ن میں چھپا ہے، ترک جہانگیری سید صاحب نے علی گڑھ میں چھاپی تھی لیکن اسکا

نسخہ اب نہیں ملتا، لوگوں کے پاس جایا ہے، بارنامہ نہایت پرانی میں چھپا ہے، مرزا ملک الکتاب

شیرازی، امرکھاڑی نمبر ۱۱۱ بی بی سے طلب فرمائیے،

مسلمان عورتوں کے حال میں عربی زبان میں ایک سلیط کتاب مصر میں چھپ گئی ہے، وہ تمام

کتابوں کی جامع ہے، بی بی، سورتی صاحب، بھنڈی بازار کو لکھ بھیجئے، اس قدر پتہ غالباً کافی ہو، یعنی عورتوں

کے حالات میں عربی زبان میں مفصل کتاب مطبوعہ دہلی،

مسعود علی صاحب آدمی بہت سنجیدہ ہیں، انگریزی بھی اچھی لکھتے ہیں جو محکمہ زبان ترجمہ و تالیف کا قائم

ہو رہا ہے اگر ہندوستان میں ہوتا اور سرکار بھوپال کی طرف سے تو زیادہ مفید ہوتا، میرا ایک خاص

خیال ہے کسی خط میں لکھوں گا،

سیرت کی رقم بھی مستقل ہو جاتی تو بہت اچھا تھا، اسی مد کی تصنیف کا مستقل سلسلہ قائم رہتا، کانون

میں بھنک تو ڈال دیجئے، یہ وسیع سلسلہ ہے مثلاً سیرۃ الصالحین، سیرۃ اربعہ، سیرۃ علیہ السلام وغیرہ وغیرہ،

شعبی، ۳۰ جنوری ۱۹۱۲ء

۱۲۱۱

(۲۵)

محبی،

ترجمہ انگریزی کے متعلق کوئی کیسوفیصلہ کر دیجئے، اگر وہاں کے بندو بست میں تامل ہو تو اجازت دیجئے
کہ میں اور کچھ بندو بست کروں کام نوراً شروع ہوتا ہے نواب ڈھاکہ ان الفاظ میں استدعی ہیں کہ ”مجھ کو بھی
اس سعادت کی شرکت کا موقع دیجئے“ حیدرآباد سے عماد الملک نے خود مجھ کو لکھا اور میں پہلو بچا گیا اس
بنابر اس مسئلہ کو صاف کر دیجئے،

اردو حصہ مطبع میں جاتا ہے،

جواب لکھنؤ کے پتہ سے دیجئے،

شبلی، ۱۲ رابع ۱۳۱۴ھ،

(۲۶)

محبی،

نہایت ضروری خط لکھ چکا ہوں، اعتراضات کا جواب میں کہہ چکا، نہایت مہمل اور محض معاذانہ
اعتراضات تھے، لیکن عبد الشکور کو میں مخاطب نہیں کر سکتا، اس لئے کسی اور کے نام سے وہ چھپ سکتا ہے
میں اپنے نام سے نہیں چھپوا سکتا، غرض اظہار حقیقت ہے نہ اظہار نام،

اے سیرۃ کا ترجمہ انگریزی اے سیرۃ کے شائع شدہ مقدمہ برائے مولوی صاحب نے اعتراضات کے لئے تھے، اور ان اعتراضات کو ایک سارے
صورت میں چھاپ کر دربار بھوپال میں بھیجا تھا، مکتوب الیہ کی رائے تھی کہ ان کے جوابات دیئے جائیں، بیگم صاحبہ بھی متاثر تھیں، مولانا نے فرمایا
کہ ہندوستان کے علمائے کبار مثلاً مولانا محمود الحسن صاحب یا مولانا عبید اللہ صاحب ہمارے مسودہ کو دیکھ کر اسے دین تو مجھے
اس مشورہ میں کوئی عذر نہ ہوگا،

ہاں الگ رسالہ چھپے یا اللہ مال میں بھیجا جائے، میں بارش کے قبل نہیں آسکتا، بہت ضرورت ہو
تو ایک دو دن کے لئے آجاؤں، لیکن اگر اسی درجہ کے لوگوں کے لکھنے پر میری دار دیگر ہوتی رہیگی تو میں نہیں
سمجھتا ہوں کہ اعانت سے مستغنی ہو جاؤں، شبلی، بیٹی،

۴ جون ۱۹۱۴ء

(۲۷)

محبتی،

کیا اب تک میری تحریر سرکاری مراسلہ کے جواب میں پہنچ نہیں چکی، میں نے لکھا تھا کہ کسی
مستند عالم کو تجویز کیا جائے، تاکہ میں مسودہ وہاں بھیج دیا کروں، البتہ کاتب کو ڈھونڈھنا پڑے گا، یہاں نہیں
ملے، نہ لکھتے سے یہاں آتے،

میں نے دیباچہ کو بہت کچھ بدل دیا ہے، اگرچہ اعتراضات میں علانیہ خیانت کی ہے یعنی میری
عبارت جو نقل کی ہے اس کے الفاظ تاک بدل دیئے ہیں اور اکثر اعتراضات محض غلط تفسیری پر مبنی ہیں
تاہم میں نے دیباچہ کو ان اعتراضات کی زد سے بھی الگ کر دیا ہے، اب وجود اس کے بہتر ہے کہ کوئی
عالم نظر ثانی کر لیں کہ ملک کے اعتماد کا باعث ہو، مولوی محمود حسن دیوبندی مسلم شخص ہیں، میری نسبت
چاہے ان کی جو رائے ہو لیکن وہ کوئی رائے دیانت کے خلاف نہ دیں گے، مولوی عبید اللہ صاحب
سندھی کو اس کا متوسط بنایا جاسکتا ہے،

یہاں کام نہایت سکون اور اطمینان سے ہو رہا ہے، ارادہ تو یہ ہے کہ اب بغیر تکمیل کتاب

یہاں سے نہ ٹھلون،

ہندوستان میں تخت پر لیٹاں خیالیان پیش آجاتی ہیں اور ملنے والے بہت سا وقت ضائع کر دیتے ہیں،

میرے ماموں زاد بھائی مولوی حمید الدین مشرقی یونیورسٹی حیدرآباد کے پرنسپل مقرر ہو گئے۔
صافہ رہا ہوا ترقی یافتہ ایک ہزار ہر سال صہ کا اضافہ امید ہے کہ ان کے وجود سے فائدہ پہنچے
شبلی، بمبئی،

۱۸ جون ۱۹۱۴ء

(۲۸)

بھتی،

مسودہ کی نقل کے لئے لکھنؤ سے بھی ایک خوش نویس بلایا ہے، ایک بیان پہلے سے تھا، مولوی
محمود حسن اور مولوی عبید اللہ سندھی کو خط لکھتا ہوں،

سیرۃ عائشہؓ سید سلیمان مدت سے اس کا ذخیرہ فراہم کر رہے تھے، حضرت عائشہؓ نے صحابہؓ کی
روایتوں پر جو تنقیدات کی تھیں ان کو علامہ سیوطی نے یکجا کر دیا تھا، سید سلیمان نے کہا وہ نہیں ملتی، بس اسکا
انتظار ہے، میں نے کئی مہینے ہوئے ان کو حیدرآباد سے مستعار منگوا دی،

آج میں نے ان کو خط لکھا ہے کہ اب کیا انتظار ہے اور کیا دیر ہے، ادھر وہ عرب جاہلیت کی تاریخ
لکھنے میں مصروف ہو گئے تھے، نہایت محققانہ کئی سو صفحوں کا ایک رسالہ لکھا ہے، بہر حال سیرت عائشہؓ
تو وہ لکھ دیں گے، بقیہ ازواج مطہرات کو میں نے سیرت میں لے لیا ہے لیکن بہت پھیلا کر نہیں، یہ حصہ اپنی

لے دیکھو سلیمان ۸۵ ۸۶ دیکھو سلیمان ۸۴

زیر ہدایت میں نے عبد السلام سے طیار کرایا گو ابھی نظر ثانی نہیں کی، ان لوگوں کے حالات اتنے نہیں کہ
 الگ الگ رسالے لکھے جاسکیں، بلکہ سب کو ایک رسالہ کرنا ہو گا تاکہ ایک معقول ضخامت کی کتاب ہو جائے
 لیکن عبد السلام اللہ لال میں سو روپیہ پر مقرر ہو گئے اور جولائی سے ان کا قیام کلکتہ میں ہو گا، اللہ لال
 کے سب ایڈیٹر ہوں گے، اس لئے نہیں کہہ سکتا کہ دونوں کام کر سکیں گے یا نہیں، بہر حال انکو لکھنا ہو
 اور ذرائع بھی سوچنا ہوں،

حذا سرکار عالیہ کو صدوسی سال سلامت رکھے، ان کی بدولت بڑے بڑے اسلامی کام
 ہو جائیں گے،

سیکرم صاحب ججزیہ آج کل ہیں، ان سے اکثر ملنا ہوتا ہوں وہ اور زہرا حضور سرکار عالیہ کی طرح
 میں تر زبان رہتی ہیں اور ان کے وسعت علم اور محاسن اخلاق پر سخت حیرت ظاہر کرتی ہیں،
 شبلی،

۳۰ جون ۱۹۱۴ء

میں نے سارا دن کام کے لئے ملتا ہے، دن بھر کوئی جھانکتا نہیں، اس لئے برس دن
 تک بیان سے لئے کا ارادہ نہیں،

بھائی کلمہ، اکبر بلڈنگ،

(۲۹)

مجی

یہ خط بالکل بے صیغہ راز ہے،

مین نے مسودہ مولوی عبید اللہ صاحب کے پاس بھیج دیا کہ وہ دیوبند لیکر جائیں، آج ان کا خط آیا کہ وہ گئے، لیکن دیوبند پارٹی کو بھوپال سے اطلاع مل چکی تھی اور ان لوگوں نے مولوی محمود صاحب کو باز رکھا کہ وہ مسودہ کا سرے سے دیکھنا ہی منظور کریں، دیوبند کے خیالات سے مولوی محمود حسن صاحب فی نفسہ الگ ہیں چنانچہ مولوی عبید اللہ صاحب کو ان لوگوں نے کافر بنا دیا لیکن محمود حسن صاحب کے تعلقات اب تک ان سے وہی ہیں بہر حال اب غور کرنا چاہئے کہ کیا کیا جائے چونکہ مولویوں نے ایک جھٹا بنا لیا ہے اس لئے سر دست اور کوئی مولوی بھی مسودہ دیکھنے کی ذمہ داری اپنے سر نہ لے گا، ورنہ مجھے گا کہ برادری سے خارج ہونا پڑیگا،

اب اگر معاملہ اس پر موقوف ہے تو مجھ کو وظیفہ بھوپال سے خود دست بردار ہونا چاہئے، خبرات میں تو یہ پہلے شائع ہو ہی چکا ہے، کوئی نئی بات نہیں، میں بھی کشمکش سے نجات پا جاؤنگا اور کتاب کو مطبع میں بھیج دوںگا،

میں جانتا ہوں کہ سرکار کو بھی مولویوں کے بدنام کرنے کا کاغذ ہو گا اور ہونا چاہئے، اب اگر سرکار چاہیں تو یا تو سرے سے اس رقم کو بند کر دیں یا دارالمصنفین کی طرف منتقل کر دیں، یا جو انکی مرضی ہو، مجھ کو ہر حال میں ان کی رضا مندی منظور ہے، یہ معلوم ہے کہ میرا کام رک نہیں سکتا، میں خود مصارف کا متکفل ہو سکتا ہوں، اس کے علاوہ ریاست سے خواہش کروں اعانت کے لئے طیار ہوگی، جواب جلد عنایت ہو، ورنہ اسٹاف کا خرچ ابھی سے کم کر دینا ہوگا،

شبلی،
۲۸ جولائی ۱۹۱۴ء

لے مولوی عبید اللہ صاحب سندھی ناظم دائرۃ المعارف القرآنہ دہلی،

(۳۰)

مجی

متعدد خطوط ابھی لکھ چکا ہوں کہ آپ کا خط پہنچا اطمینان ہوا،
 میں جس تحقیق و تدقیق سے سیرۃ لکھ رہا ہوں، نا ممکن تھا کہ مولوی محمود حسن صاحب اس کو دیکھتے اور تحسین
 نہ کرتے، لیکن مخالفوں نے ان کو اس پر آمادہ کیا کہ وہ سرے سے دیکھنے ہی سے انکار کر دیں،
 البتہ مولوی عبید اللہ صاحب سندھی مسودہ دیکھ رہے ہیں ان کی رائے آجائگی تو بھید و گنگا مولوی
 عبد اللہ ٹونکی پر اگر اطمینان ہو تو ان کے پاس بھید و نیا جو مصلحت ہو، یہ بھی ممکن ہے کہ سر دست اس قصہ ہی کو
 خاموش چھوڑ دیا جائے،
 شبلی

۲۹ جولائی ۱۹۱۳ء

(۳۱)

مجی

اسلام علیکم خط ملا، اگرچہ میں نے کہیں بخاری مسلم کی روایتوں کو ضعیف نہیں ثابت کیا ہے، لیکن بہر حال
 کتاب کا چھید میں پڑ جانا، بڑا درد سر ہے اور آج تک کہیں ایسا ہو بھی نہیں کہ کسی مصنف پر ایسا دباؤ ڈالا جائے،
 میں اب بالکل دل شکستہ ہو گیا ہوں، براہِ راستی کی موت نے دل بٹھا دیا، یہ وطن ہے اور ہر طرف
 ہمدرد و معین ہیں، بیان جو کام کیا جائے گا ہر طرف سے مدد ملے گی، بلکہ مل رہی ہے، اس لئے دارالمصنفین کا پورا
 انتظام ہو رہا ہے، کچھ صورت پذیر ہو جائے تو قطعاً آپ کو ایک دفعہ بیان آنا پڑیگا،

لے مکتوب الیہ کے نام آخری خط،

سیرت کا کام جاری ہے گو تاخیر طبع سے طبیعت اچھی طرح آگے نہیں بڑھتی،

ندوہ کی عوضداشت بنام حضور سرکار عالیہ الملک نے چھاپی، یہ لوگ جھوٹ بولنے میں کس قدر
دلبر ہیں، کہتے ہیں کہ سب نقائص شبلی کے زمانے کے ہیں، ہاں بیشک لیکن نقائص کی اصلاح کس کے ہاتھ
میں تھی، ناظم یا نائب ناظم، میں سرے سے ناظم یا نائب ناظم نہ تھا، البتہ عمدہ دارالعلوم تھا جس کو قانون میں کچھ
اختیارات نہ تھے، اس لئے ۴ برس تک مجالس انتظامیہ میں ان نقائص کا اظہار کرتا رہا، کسی نے نہیں سنا، بلکہ
صرف میری دشمنی کی تدبیروں میں مصروف رہے، آخر مجبور ہو گیا،

دو ہفتہ سے کچھ علیل ہوں اس لئے مفصل خط آئندہ،

شبلی،

اعظم گڑھ

۱۳ اکتوبر ۱۹۱۳ء

(۱۲) مولانا ابوالکلام آزاد دہلوی اڈیٹر السلال کے نام

(۱)

مضمون واپس ہے، اللہ وہ میں درج ہونے کے لئے دیدیجئے، عبد الصمد طالب العلم ندوہ جس نے میرا مضمون لکھا ہے وہ لکھدیگا لیکن انگریزی ناموں کو اپنی نگرانی میں لکھوایگا، کوشش کیجئے گا کہ یہ پرچہ حسین عرفی کی لائف ہے اور جس میں آپ کا یہ مضمون بھی درج ہوگا بہت جلد تیار ہو جائے، دیر ہوگی تو ذمہ داری آپ پر ہے، شبلی، ۲۱ اکتوبر ۱۹۰۵ء،

(۲)

خط پہونچا، ایک مضمون آج بھیجا ہے، منشی محمد علی کے نام صحت کے ساتھ لکھوایا جائے عنوان آپ خود تحریر کیجئے،

ایک جلسہ ہوا میں بیمار تھا تاہم آدھ گھنٹہ سے زیادہ تقریر کی، شاید لوگوں نے پسند کیا ہو، والسلام، شبلی، ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۵ء، بھوپال،

(۳)

ازان بہ درد گر ہر زمان گرفتارم کشیوہ ہائے ترا باہم اشنائی تیت
بھائی! تم نے دانستہ خط کتابت ترک کر دی ہے کہ الیاس احدی المہاجرتین، لیکن تم رہ رہ کر

اس زمانہ میں مولانا ابوالکلام اللہ وہ کے اڈیٹر تھے، اسی مناسبت سے مکتوب ادوہ ہیں،

ایک چرکا لگا دیتے ہو، خیر جو مرضی، یہ بھی منظور، کلکتہ گیا ایک خاص کام تھا، مولوی شرف الدین کے ہاں ٹھہرا
دھچپیوں کی نئی راہیں نکلیں لیکن، ع چھ خط خضر بردار عمر جاودان تہنا،
ایک ہفتہ رہ کر واپس آیا،

جدید اشاعت ۲۲ جون کو کھلے گا، اس کے انتظامات کو مہینوں جم کر چلانا ہوگا، اس لئے جگہ سے ہل نہیں سکتا
شعراجم پہلا حصہ چھپ گیا، لیکن اشاعت روک دی ہے، کہ تینوں حصے ساتھ نکلیں، چوتھا حصہ زیر تحریر ہے، چاہتا ہوں
کہ پہلی اور حجرہ میں لکھوں، لیکن بظاہر شکل معلوم ہوتا ہے،
دارالعلوم کی تعمیر شروع ہو گئی، عجب مست اور فرحت انگیز موقع ہے، روز دیکھنے کو جی چاہتا ہے، سبزی کے
کاٹے مدرسہ العلوم کو اس سے کوئی نسبت نہیں،

اب کی مولوی قلیل الرحمن وغیرہ نے جلسہ انتظامیہ میں میری علیحدگی کا تجویز پیش کیا، اس لئے کہ جب
میں مدفہ میں آیا، لوگوں کی توجہ کم ہو گئی اور ندوہ کو نقصان پہنچ رہا ہے، کیونکہ ابھی اس راسے سے متفق ہیں
یا نہیں، افسوس ہے کہ ان کے دودھ نہیں آئے، ورنہ ہمیں میں اگر ٹھکانا ملتا، اور خوب صحبت رہتی، ماہ و آخر سب
وہی ہیں، "افق ذرا بدل گیا ہے میرا دوسرا دیوان" "بوی گل" نکلا لیکن بالکل پھیکا ہے، سب محسوس کرنے میں
اب وہ سامان کہان، ۹

ہاں اور سی، افتخار عالم صاحب مولوی نذیر احمد کی لائف لکھ کر انھیں آلودہ ہاتھوں سے حیات شبلی کو چھوٹا
چاہتے ہیں، اجازت اور حالات مانگے ہیں، میں نے لکھ دیا ہے، کہ ظاہری حالات تو ہر جگہ سے مل جائیں گے، لیکن
عالم السرائر خدا کے سوا ایک اور بھی ہے، وہاں سے منگوائے، بھئی بتاؤ نہ دو گے، ایسے لوگ لاکھ لکھیں تو
کس کو خوشی ہوگی،

مین نے ندوہ کے پہلو میں ایک اچھا مکان لے لیا ہے، اگر آکر رہے تو وعدہ کرتا ہوں کہ ساتھ میں چلوں گا
 بہت باتیں کرنے کو جی چاہتا ہے لیکن قلم ساتھ نہیں دیتا، اس کی منت کیوں اٹھاؤں،
 شبلی، لکھنؤ،

۱۵ جون ۱۹۰۹ء

(۴)

برادرم،
 مولوی امیر علی کی تحریک ضروری ہے، لیکن آج کل ارکانِ ندوہ بلکہ تمام شہرِ ممبئی کے نشہ میں ہیں
 ہے، کوئی شخص گھر پر نہیں ملتا، لکھا کس کو جائے اور بلایا کس کو جائے، لاڑنگ یہی ہل چل رہے گی اعلیٰ گد
 کا مطبع دیوالہ نکالا چاہتا ہے، یا نکال چکا، شعرا لچھہ اول کی بیٹی مائی جس میں ۵ من وزن لکھا ہے، لیکن دیکھا
 گیا تو صندوق کا کل وزن دو من بھی نہیں، آج انٹیشن ماسٹر سے باز پرس کرونگا، علی گڑھ کو آدمی بھیجنا پڑیگا،
 اسی وجہ سے حصہ دوم کے اوراق آپ کے پاس نہیں بھیج سکا کہ کچھ تو ہاتھ میں رہے، اور سند میں پیش ہو سکے،
 گلب سریر میں سے نوادرا کا یا ت عونی موجود ہو تو دیو بھوادیجے، فہرست سلسلے ہوتی تو انتخاب کر سکتا
 سب کتابیں لینے کے قابل نہیں، ادوسے کے متعلق یہ ارادہ ہے کہ دو مہینے جم کر یہاں رہ لوں، ندوہ کی تعلیمی
 حالت اور بعض انتظامی امور بغیر اس کے درست نہیں ہو سکتے، ادھر علوم القرآن لکھنا شروع کر دیا ہے وہ بھی
 کچھ ہو جائیگا، فردی اور باج دورہ میں اور پھر اسی طرف سے یوجج الی اصلہ یعنی کشمیر،

شرر مطبع میں مصروف ہیں، شبلی، لکھنؤ، ۱۵ دسمبر ۱۹۰۹ء

سے مولوی سید امیر علی (لندن) سے مولوی عبد اکلم صاحب شرر اپنا ایک مطبع الگ قائم کرنا چاہتے تھے،

(۵)

برادر،

جس قدر آپ کی عنایت و محبت کا یقین زیادہ ہوتا جاتا ہے، اسی قدر آپ کی نکتہ بینی اور نقادی کی طرف سے بے اعتباری بڑھتی جاتی ہے کہ آپ میری صحبت کو لطف انگیز اور نسبتہ دوسروں کے مقابلہ میں قابلِ ترجیح سمجھتے ہیں،

دسمبر کا اخیر مہینہ وہاں ضرور دھچپ ہو گا لیکن یہ موقع عمومی ہوتے ہیں جس میں میری شرکت نہ موزوں ہے نہ خود مجھ کو لطف آ سکتا،

میا بروج کا شان نزول بالکل سمجھ میں نہ آیا، ذرا کھول کر لکھئے، دونوں مکانوں کا فاصلہ اس قدر کہ ایک ہی وقت میں گویا دو ملک میں رہتا، پھر وہاں کی ویرانی، دھچی کا کوئی سامان نہیں، بے شبہ میری خواہش ہے کہ چند روز دنیا سے الگ بسر کروں، ایسی حالت میں ایک تصنیف بھی انجام پائے، لیکن متصل دن رات تو وحشت کدہ میں بسر نہیں ہو سکتی، شیعوں کے علمی فلسفہ کی کوئی صورت پیدا ہو تو البتہ ممکن ہے،

اداکل جنوری میں کلکتہ آنا اور چند روز آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں، لیکن آپ نے بمبئی کی طرف شامانہ فیاضیان شروع کیں تو پھر نا مشکل ہوگا،

سہروردی صاحب کاش رسالہ وقف کا ترجمہ کر دینے،

رضائی میں روٹی کیا معنی لکھا بیان سے تیار ہو کر جائے تو ریل کا خرچ زیادہ ہوگا، صندوق میں بھیجا پڑگا،

شبلی، ۵ دسمبر ۱۹۰۹ء

(۶)

برادر،

ریلوے بچنے کی یہ اچھی تدبیر ہے کہ میری عبارت کے غلط معنی لگائے اور اس پر تفریعات کیجئے میرا
 تو یہ مطلب تھا کہ آپ یہ وعدہ کیوں کرتے ہیں، آپ اس کو وفانہ کر سکیں گے اور پھر ٹھیکو ملاں ہوگا،
 آپ نے زبردستی یہ معنی لئے کہ میں آپ کی ریلوے کی وقت نہیں کہتا خوب!
 کتابوں کا اب تک پتہ نہیں، صاحب مطبع کہتا ہے میں بڑی بیچ چکا کہیں اسٹیشن پر کس گڈ ٹھہرے ہیں
 میں نے ایک مفصل خط آپ کو پہلے ایڈریس پر لکھا ہے اس میں میا برج کے مکان کا شان نزول چھپا
 ہے، رنگون تو نہیں اٹھکتے، سکتا ہوں، وقت کا مسئلہ شاید وہاں کچھ کامیابی پاسکے،
 پہلے خط کا جواب آئے تو نئی اسکیم بنا سکوں، میرا قیام اب یہاں چند ان ضرور نہیں صرف ۱۹ دسمبر تک
 البتہ مجبوری ہے کہ اس تاریخ کو انتظامی جلسہ دارالعلوم ہے،

شبلی، ۴ دسمبر ۱۹۰۹ء

(۷)

برادر،

نوازش نامہ پہنچا، کتابیں اب تک کم ہیں منشی محمد علی علی گڑھ سے واپس آئے، کہتے ہیں کہ یہ جلدوں
 کا پیکٹ ریلوے میں کہیں ادھر ادھر ہو گیا ہے، باقی کتابیں محفوظ ہیں، لیکن آنکھوں سے دیکھ لوں تو اعتبار
 آئے، آپ تو ایک حرف اس کے متعلق نہ لکھا یعنی "خس کم جہان پاک"، ہر ذہن چند بدین می ارزید،

لے شوالیم پر ریلوے،

جنوری میں آپ ادرکین چلے جائیں گے، دسمبر میں آؤں اور دو چار روز بھر چلا جاؤں، شباب ہوتا
تو ایسی حسرت دخیز ممکن تھی، اب تو ہر جا کہ نشیتم وطن شد وہ زمانہ بتائیے کہ اگر ایک اودھ مہینہ رہ سکوں
گو بارِ خاطر بن جاؤں،

برج خاکی پر قبضہ ہو جائے تو لکھئے گا، مان ایک روایت تھی کہ ما و تمام بنگال کے افق پر نکلا، تلاش
سے شاید پتہ لگ جائے، رسالہ وقت کا ترجمہ بیان ہو رہا ہے، لیکن نظر ثانی کا محتاج ہوگا،
دارالعلوم اس قدر بھر گیا کہ مجھ کو بھی کچھ کمرے دینے پڑے، کچھ لڑکے باہر کرایہ کے مکانوں میں ہیں
مشترک رہ رہے مضمین کے کچھ اجزائے گئے، لیکن نہ اجزا کا اور نہ خود ان کا کہیں پتہ ہے،
شبلی، ۱۰ دسمبر ۱۹۰۹ء

(۸)

برادرِ م

آپ کے ارشاد پر عطا محمد کاریو یو الہندہ میں دیدیا ہے، دلی سے ندوہ کی نیم سرکاری دعوت آئی
ہے، اور اگر خیر ہو گئی تو فردری میں انہیں اطراف میں دورہ کرنا ہوگا، گم شدہ شعر انجم مل گئی،
جہانگیر پر ایک بسیط مضمون الہندہ میں نکلے گا، کلکتہ میں آؤں تو کمان ٹھہرون برج خاکی
ابھی تو ہوا پر ہے،

شبلی،

۱۲ دسمبر ۱۹۰۹ء

۱۰ مولوی عبدالحکیم صاحب شررا اپنے مطبع میں چھاپنے کے لئے گئے تھے، مگر چھاپ نہ سکے،

(۹) کارڈ

مین سمجھتا تھا کہ آپ نے میری نیازمندی کو تسلیم کر لیا ہے، لیکن جیبہ طلبی کے ابرام سے ثابت ہوا کہ
خود غلط بود الخ یہ بھی بار بار گلے کی بات تھی،

رفیع الدین کی کامیابی سے مین بھی خوش ہوا، اور منافقون سے تو غریب اچھا کام کر گیا، بہان کا
نتیجہ کل معلوم ہو گا، شبلی، ۲۰ دسمبر ۱۹۰۹ء

(۱۰) کارڈ

دوسرے دن سے است کہ درویدہ نگہ دین عجبت
نہ ثوابے زمین آمد، نہ گناہے گاہے
شبلی، ۲۶ دسمبر ۱۹۰۹ء

(۱۱) کارڈ

نواب وقار الملک کے آنے اور ہزار کی مشابعت کی وجہ سے مین راسے بریلی کے اس جلسے
نہ جاسکا، لیکن ایک دن بعد گیا، اور وہاں اشاعت اسلام کی شاخ قائم کرنے کا انتظام ہوا،
آپ کب تک کلکتہ میں ہیں، اگر زیادہ رہنے کے سامان ہوں تو شاید کلکتہ آنا پڑے،
..... والوں نے ندوہ کو سخت نقصان پہونچانا چاہا، لیکن حکیم اہل خان صاحب نے مدافعت کی تاہم
وہ بہت رشتہ دوایان کر رہے ہیں، ڈھاکہ تک استغاثہ ہوا ہے، اور لطف یہ کہ مستفیضون کے وکیل مولوی
حفیظ اللہ صاحب ہیں،

حکیم عبدالقوی نے اپنی بیوی (جو حال میں قضا کی) کے یادگار مین سات سو روپیے

سے مولوی رفیع الدین صاحب پونہ کونسل کی ممبری مین کامیاب ہوئے تھے،

ایک کمرے کے لئے دیئے، شبلی، ۲ مئی ۱۹۱۰ء

(۱۲)

برادرم،

میں بخیریت پہونچا، محل سرا میں گاڑی نہ صحت بدلی بلکہ ٹھیکو پل صراط کی مصیبتیں چھلنی پر ہیں،
ہومر کی قیمت ۲۱ فرنک، یا ۱۱۰ قرش ہے، ایک پونڈ کے ۱۰۰ قرش ہوتے ہیں، اگر آپ کو خود خواہش ہو
تو مفصلہ بالارقم جرجی زیدان اڈیٹر السلال کے پاس بھیج دیجئے، بتہ آپ کو معلوم ہوگا، اور ارسال زر کا طریقہ بھی لیکن
اگر آپ میری خاطر سے خریداری کا بار اپنے سر لیتے ہوں تو ہرگز ایسا نہ کیجئے گا، کتاب ارسال فرما دیجئے ہیں
خود رکھ لوں گا، یا نواب علی حسن خان جو اس کے شایق ہیں لے لیں گے گرمی یہاں سخت ہے، رات بالکل
سو نہ سکا،

مضامین اور گزٹ کا ترجمہ لندن میں ہوا، اور عنقریب شایع ہوگا، سید محمود ایک شخص نے کیا کلکٹر
کی پر لطف گھڑیاں، اب دیکھئے کب نصیب ہوں،

شبلی، ۹ جون ۱۹۱۰ء،
لکھنؤ،

(۱۳)

برادرم،

خط پہونچا، شوالیم بھیج دی گئی، ایازہ کے روپے اس اطلاع کے ساتھ بھیجئے کہ فلان شخص کے نام

سے موجودہ ڈاکٹر سید محمود صاحب بیرسٹر،

جو نسخہ آپ نے بھیجا تھا یہ اس کی قیمت ہے،

اخبار کا نام نہ ملک و ملت موزون ہے نہ وقت، ایک مطول اور ایک زائد از ضرورت مختصر ہے، صرف
آزاد نام ہونا چاہئے، میں اس سے زیادہ کوئی نام حسبِ حال اور حسبِ ضرورت اور آئندہ کی اصلی تصویر نہیں
سمجھتا، یہ دوسری بات ہے کہ لوگ توافقِ انہی کی وجہ سے خود نامی کا شہہ کریں،

یہاں بحث گرمی ہے کچھ کام نہیں ہو سکتا،

آپ کی رپورٹ جس سالانہ مذکورہ برائشیر نے ایک اشتعال انگیز آرٹیکل لکھا ہے جس کی سرخی علی گڑھ کالج
پر ایک اور حملہ ہے، اخیر میں لکھا ہے کہ اگر یہ رپورٹ صحیح ہے تو ارکانِ کالج کو اپنا کام بالکل بند کر دینا چاہئے اور
قطعاً ایک آخری فیصلہ کرنا چاہئے، ارکانِ کالج کو توجہ دلائی ہے کہ مذکورہ وغیرہ سے قطعاً علیحدگی اختیار کریں
پرچہ آپ کے پاس بھیج دیا گیا،

آپ کو اب زیادہ مولویت کی صورت میں رہنا چاہئے، اس سے بہت اچھے اچھے کام لے سکتے ہیں،

شبلی،
۱۲ جون ۱۹۱۰ء
لکھنؤ،

(۴)

برادر،

آپ دفعۃً چپ ہو گئے، یہ کیا؟

صلاح الدین نے بڑے تقاضے مجھ فی اشعارِ انجم منگوائی، اس نے ٹھیکر کے ہاں سے جلد منگوائی،

لکھنؤ، یہ اس وقت کوئی اخبار نکالنا چاہتے تھے، مگر صلاح الدین خدائش،

ہر جہز ہو رہا ہے، آپ پر البشیر نے جو آرٹیکل لکھا تھا عبد السلام نے اس کا جواب لکھ کر دیکھل وغیرہ میں بھیج دیا ہے،
 اخیر کب تک جائیگا، جغرافیہ تو آپ کو اس قدر ضرور معلوم ہوگا کہ اس راہ میں لکھنؤ بھی آتا ہے،

شبلی، ۲۲ جون ۱۹۱۰ء

(۱۵) کارڈ

مطلع فرمائیے کہ ایادہ کی قیمت مصر جاچکی یا نہیں، میرا طرز عمل التلال کے ساتھ ہی رہا ہے یعنی
 بلا تاخیر قیمت بھیج دی گئی ہے، پریس کے متعلق چند سوال ہیں، کیا قیمت ہے؟ ایک گھنٹہ میں کس قدر فرسین
 اور کتنے پیمانہ کی چھپ سکتی ہیں؟

شبلی، ۲۲ جون ۱۹۱۰ء

(۱۶) کارڈ

کچھ لکھنے کو نہ تھا کیونکہ ابھی ایک مفصل خط لکھ چکا ہوں، لیکن یہ بھی اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ آپ بائیں کر
 اور میں جواب دوں، معجم جلد منگوائے صلاح الدین نے اپنا نسخہ منگوا لیا،
 ایادہ کو یوں دیکھئے کہ فرسٹ عثمانیہ میں شواہد شعریہ کا ایک عنوان ہے، اس کی تحت میں شعر عرب
 کے نام اور ان کے محققات ہیں اس پتہ سے پھر اصل کتاب کے صفحے دیکھئے،

شبلی،

۲۵ جون ۱۹۱۰ء

(۱۶)

میں پریس کے جھگڑوں کے قابل کہان ہوں، قاری عبد الولی کا خیال تھا لیکن کم مائیگی

در پیش ہے۔ ملک و ملت کا کب تک انتظار کیا جائے، شبلی،

۸ جولائی ۱۹۱۰ء

(۱۸) کارڈ

شراب لطف، پرور جام کر دی دمی گفتم کہ زود آخر شود این بادہ وین درخار فتم

لکھنؤ،

۱۷ جولائی ۱۹۱۰ء

(۱۹) کارڈ

آپ نے اپنی کتابوں کا نام تو لکھا لیکن یہ نہ لکھا کہ یہاں سے کیا مطلوب ہے، یہاں جو مکرر کتابیں ہیں وہ تو شاید آپ کے ہاں خود موجود ہوں گی، اس لئے مبادلہ کن کتابوں سے ہوگا، کیرالہ موجود ہے مولوی عزیز مرزا صاحب کو مبارکباد لکھئے، ان کی پفلٹ متعلق مسلم لیگ کی داد جناب وائسرائے بہادر نے دی، اور اس کا اعلان تار کے ذریعہ سے اخبارات میں ہوا، ان کو شکایت تھی کہ لوگ مسلم لیگ قائم نہیں کرتے، اب کس کو انکار ہوگا، شبلی،

۲۸ ستمبر ۱۹۱۰ء

(۲۰)

برادر،

کیا آپ حیدر آباد چلتے ہیں تو میں افریقہ ہو کر کعبہ کو جاسکتا ہوں، ترکستان واپسی میں آجائیگا، جزیرہ قوم گز جانے کا ارادہ نہیں، البتہ چینستان میں کو چھوڑنا، فردوس کو چھوڑنا ہی جو ایک زاہد سے ممکن نہیں، حیدر آباد میں اب چند ان لطف نہ آئیگا، اجاب میں کوئی نہیں، خانہ بدوشوں کی طرح قیام ہوگا، نام

فلک نما اور دولت آباد دیکھنے کی چیزیں ہیں عہد الملک بھی مغنمات روزگار میں ہیں،

شبلی، ۸ اکتوبر ۱۹۱۱ء

(۲۱)

برادرم،

اچھا کہیں نہیں جاؤنگا، ع

بندہ را فرمان نباشد ہرچہ فرمائی برآئم

لیکن کیا شبلی کو رابعہ کا درجہ مل سکتا ہے ایسے الذکر کا لائق، ماسٹر دین محمد وطن گئے تھے، او
سخت جا نگر اخبار لائے، یعنی بدر کمال حیدر آباد سے دلی پہنچ کر غروب ہو گیا، مرتبہ ابراہیمی کمان سے
ہاتھ آئے، کہ لا احب الا فلین، کہہ سکون،

الہ آباد کی نمائش میں ایک اضافہ ہوا، یعنی دیوان فیضی بھی ہوگا، اور وہ اوائل دسمبر میں پہنچ جائیگا
میرے پاس اطلاع آچکی ہے، افسوس ہے اس زمانہ میں میان اسحاق کا کتب خانہ مہمور ہوگا، ورنہ ممکن تھا
کہ زیادہ مطالعہ کا موقع ملتا، تذکرہ خطاطان اور کثر اللغۃ کا اب تک انتظار ہے،

شبلی، ۱۵ اکتوبر ۱۹۱۱ء

(۲۲)

برادرم،

آج کل سخت زرغہ ہے، سہارنپوری، شاہجہان پوری، پھلواری، کاکوری، سب یکجا جمع ہیں
رپور میں تیار ہو رہی ہیں، مضامین لکھے جا رہے ہیں، فرد قرار داد جرم مرتب ہو رہی ہے بلکہ ہو چکی ہے

اقرار نامہ عقائد تیار ہو گیا ہے، جس کا مجھ سے اعتراف کرایا جائیگا، اور ان سب کاموں کے حقیقت اڈیٹر جناب
شاہ صاحب، جن جناب مجھے صوف نے یہاں مستقل قیام اختیار کیا ہے، یہ تمام کاغذات، ارکان کے پاس
بھیج جائیں گے، اور باضابطہ میرے نکالنے کی تحریک کی جائیگی۔

فروجرم بہت بڑی ہے، خورد برد کا بھی الزام ہے، بھاول پور کے عطیہ کا اشتہار بھی جرائم میں
شامل ہے، گورنمنٹ سے ایڈ کے متعلق خط کتابت اکبر ابراہیم قرار دی گئی ہے، اور سب پرستزاد احاد اور
زندہ جن عقائد کا مجھ سے اقرار کرایا جائیگا ان میں کرامات الالہیہ، حق، حالانکہ میں تو کرامات الشیاطین
کا بھی قائل ہوں، ہاں انھیں جرائم میں ابوالکلام کی محبت بھی ہے، بھائی حقیقت یہ ہے کہ اب ان لوگوں
کا ظلم حد سے بڑھ گیا، کہاں تک صبر کروں، بار بار قلم اٹھاتا ہوں اور پھر رکھ دیتا ہوں، طلبہ بے قابو ہوئے
جاتے ہیں، لیکن بڑی مشکل سے روکتا ہوں کہ فساد سے کیا حاصل، دیکھیے کیا انجام ہوتا ہے۔

شبلی،
۱۶ نومبر ۱۹۱۱ء

(۲۳) کارڈ

ان باتوں سے کام نہیں چلتا، اگر آپ اس موقع پر نہ آئے تو میں قیامت تک کلکتہ نہ آؤں گا
بلکہ بعد قیامت بھی، میرے برابر کامرہ بالکل خالی اور آپ کے لئے محفوظ ہے، اکثر اجاب آرہے ہیں،
اور آپ چکے ہیں،

دیرویران سہی کعبہ مرا آباد ہے
یعنی مومن ہوں چلا جاؤں گامین یاد ہو

شبلی،

۲۱ دسمبر ۱۹۱۱ء

(۲۴)

برادرِ م،

شاہ صاحب کی سخن سازی کا آپ پر یہ اثر ہوا کہ آپ نے سوالات قائم کئے اور جواب پوچھا، ان میں
 شئی عجیب، اگر جواب ہی دینا پڑیگا تو قلم اس کے لئے کافی نہیں، چچا صاحب کا حال لکھئے، ڈاکٹر نے کیا تجویز
 کیا، اور وہ کہاں ہیں، میں مہینوں تک کہیں باہر نہیں جاسکتا،

شبلی،
 ۱۱ جنوری ۱۹۱۱ء

(۲۵) کارڈ

برادرِ عزیز،

حق صاحب، ار اپریل کو بنداد جاتے ہیں، انھوں نے صحیح طور سے یقین دلایا کہ ان کے ساتھ سفر
 کیا جائے تو سفر سفر نہ معلوم ہو گا، اگر آپ بھی آمادہ ہوں تو ضرور چلوں گا، مصارف سفر بہت کم ہیں، جواب
 جلد عنایت ہو، لیکن اگر وعدہ ہو تو غلط نہ ہو، گو کبھی اس کا تجربہ نہیں ہوا،

شبلی،
 ۸ مارچ ۱۹۱۱ء

لکھنؤ،

(۲۶) کارڈ

فہرست امیدوارانِ رکنیت میرے پاس نہیں، مولوی عبدالحی صاحب بھیج دیں گے، بظن یہ ہے
 کہ فریق مخالف کا انتخاب یہ ہے کہ کاکوروی شریف کے، نمبر مولوی خلیل الرحمن کا سارا خاندان، و علی ہذا
 کئی بڑے آدمی کا نام پیش نہیں کیا، میں نے ہر صوبہ کے معزز لوگوں کے نام پیش کئے، کلکتہ سے شمس احمدی

مولوی یوسف اور آپ ہیں، پنجاب میں شیعہ، ڈاکٹر اقبال وغیرہ علی ہذا، ایک ضروری کارڈ کے جواب
کا انتظار ہے،

نواب عماد الملک بلگرامی نے ایہ اکتخانہ عربی و انگریزی ندوہ کو عنایت کیا، سید سلیمان اس کے
لانے کو حیدر آباد بھیجے گئے ہیں، شبلی، ۱۸ مارچ ۱۹۱۱ء

(۲۷)

برادر،

یہ تو بڑی مشکل ہے کہ آپ منہسی مذاق کی باتوں کی اصلی بات سمجھ جاتے ہیں، اور اس پر ایک
طو مار بانڈھتے ہیں، یہ کس پاجی کا خیال ہو سکتا ہے کہ بعد آپ کی پیری مریدی کو ترقی دیگا، اور جس
آپ چلنے پر مائل ہوں گے، اگر سی بدگمانی رہے گی تو جینا مشکل ہو جائیگا،

یہاں کی سازشوں نے ہمیں کانہا دیا ہے جب تک معاملہ کیس نہ ہوئے کہاں جاسکتا ہو
، راپرل شائع کو جلسہ ہے، اس میں شاید کیس کوئی ہو جائے، راتھا علی درامائی،

یونیورسٹی کا چارٹر تو ضرور مل جائیگا، یہ قطعی ہے، باقی یہ کہ وہ کیا ہوگی، اس کو وہ لوگ خود جانتے
ہیں لیکن بہر حال نہ ہونے سے ہونا بہتر ہے، میں نے تہذیب الاخلاق کے لئے عاشا کوئی مضمون نہیں لکھا

عماد علی صاحب کا سخت ابرامی خط آیا تھا میں نے پرانا مسودہ (پڑا ہوا تھا) بھیج دیا، وقت اولاد تو خدا
کے فضل سے کامیابی کے قریب پہنچ گئی، سنہا کی تقریر مسلمانوں سے بھی بڑھ کر تھی، دوست
دشمن سب متفق اور یک زبان تھے، اب عام آرگنائزیشن کی ضرورت ہے، اور گورنمنٹ کی بھی رضی ہو

لے مولینا عبد اللہ العادلی

اس کا انتظار ہے، شبلی، ۲۵ مارچ ۱۹۱۱ء

(۲۸)

برادر!

مجھ کو یہ خیال ہوا کہ کارڈ کسی اور کو لکھا تھا، پتہ بدل گیا، پھر عنوان پر خیال ہوا کہ یہ غنایت بجا تو میرے ہی لئے مخصوص ہے، لیکن سید صاحب کا حوالہ بالکل فہم سے باہر تھا،

آپ ہمیشہ یہ غلطی کرتے ہیں کہ دوسروں کی بلا اپنے سر لیتے ہیں، مہری کتاب میں دوسروں کے لئے منگوانا اور پھر خبر نہ ہونا، اور پھر قیمت ادا کرنے پر مجبور ہونا ظلمت بعضہا فوق بعض، تاہم اسلئے سے ساکھ قائم رکھنی چاہئے،

مسودہ وقت ترجمہ کرا کے دیکھا، کچھ نہیں سخت جاہل آدمی نے بنایا ہے، گو کوئی بات غلط نہیں، لیکن بات ہی نہیں تو کیا غلط ہو، انشاء اللہ جلسے ہر جگہ ہوں گے،

میری کتاب جہان آرا سیکم کی تصنیف ولایت کی نائش میں طلب ہوئی ہے میں نے لکھ دیا ہے کہ ضرور واپس ملے،

اب مسلمانوں کی مصوری کا یورپ قائل ہوتا جاتا ہے، ایک خاص شعبہ اس کا ہے اور خوب خوب تصویریں بہم پہنچ رہی ہیں، اور ان پر مضامین لکھے جا رہے ہیں،

۱۰ سالہ وقت آپ کو بھیجوں گا، سید عسکری صاحب کو دیکھے گلان کا پتہ جاتا رہا،

شبلی

۴ اپریل ۱۹۱۱ء

(۲۹)

اس قدر ناسی ارباب وفا ہو جا

شبلی،
۱۰ مئی ۱۹۱۱ء
لکھنؤ،

(۳۰)

برادر م!

آپ کا والا نامہ پہنچا جو گورنمنٹ گزٹ تھا، بہروردی صاحب کو تمام کاغذات بھیج دیئے، مفتی کی تجویز مقبول ہے، لیکن ایک ساتھ دو ایسے بڑے کام چھڑے نہیں جاسکتے گورنمنٹ پر بھی اسکا اچھا اثر نہ ہوگا۔ میں آج بمبئی جا رہا ہوں گو آپ کے بغیر وہ دیرانے سے بدتر ہے، لیکن موسم بدلنے کے علاوہ کچھ وقف کا کام بھی کرنا ہے، مسودہ وقت میں بہت سے نقص ہیں،

وہ مصرع غلط ہے، جزیرہ پہنچ کر آب و ہوا کی لطافت نے اسی وقت ارتجالا ایک غزل لکھوائی ہے، جس کے دو شعر یہ ہیں،

ہوا نے روح پرور بھی یہاں کی نشہ اور ہے
بیان فکرے و جام و سبو ہوگی تو کیوں ہوگی
کہاں یہ لطف؟ یہ سبزہ یہ منظر، یہ بہارستان
عطیہ! تم کو یاد لکھنؤ ہوگی تو کیوں ہوگی؟
شعر العجم کا چوتھا حصہ مطبع میں گیا، باوجود اس کے کہ ابھی زیر تصنیف ہے،

شبلی،
۱۸ مئی ۱۹۱۱ء

لے مسٹر عبداللہ المامون السہروردی،

(۳۱)

برادر عزیز،

آپ کا لہجہ اگرچہ اب تک نہیں بدلا، لیکن بخدا یہ امید قائم ہے کہ کلکتہ پہنچو تو آپ سخت دلی سے کام نہ لے سکیں گے، اور ظاہری طور سے بھی لیکن وہی قدیم عنایتیں پھر منڈول ہونگی اور میرے لئے اس قدر کافی ہے، پھر وہ مجاز رفتہ رفتہ حقیقت بن جائیگا،

یونیورسٹی کے اجلاس یہاں ہو رہے ہیں، بڑے معزز لوگوں کا مجمع ہے، میں بھی ممبر ہوں، اس لئے شریک ہوتا ہوں، اس کے بعد شملہ ڈیپوٹیشن میں جانا ہے، غرض ان اسباب سے تاخیر ہو رہی ہے اور نہ آپ جکر کہاں جاسکتے ہیں، ان سب باتوں کے ساتھ یہ تسلیم کرتا ہوں اور ندامت سے منفعل ہو جاتا ہوں، کہ جرم سخت ہے، بلکہ سخت سے سخت تر، لیکن جس سے معاملہ ہے اس کا دل بھی اسی قدر نرم بلکہ نرم تر ہے، اس لئے جرأتِ مندرت قائم ہے اور رہے گی،

شبلی

۱۸ اگست ۱۹۱۷ء

(۳۲)

مدنِ اسلام کا ضرر بہت متعدی ہوا، یہاں تک کہ ڈاکٹر ہارڈیز پر و فیسر علی گڈ نے اپنی تحریری رسالہ یونیورسٹی میں بھیجی، کہ امتحاناتِ فاضل و عالم میں وہ داخل درس کیجائے، مجھ پر اس کا سخت اثر ہوا، اور میں نے سب کام چھوڑ کر اس کی دروغ بیانیوں پر ایک مضمون لکھنا شروع کیا، اس وقت تک ۲۰ صفحے ہو چکے ہیں، عربی میں بھی لکھو لگا، اور عربی اخبارات میں طبع کراؤ لگا، لیکن اس کا تیسرا حصہ نہیں ہے آپ کے پاس ہو تو بھیج دیجئے

مدنِ اسلام مصنفہ جرجی زیدان مصری،

پھر واپس کر دوں گا،

آپ کا کارڈ پہونچا، مجھ کو بڑی شکایت آپ سے تلون مزاجی اور عدم استقلال کی تھی، اب اس مرتبہ آپ اپنی ناراضی میں پورے مبتل رہے، اور اب تک ہیں،

نجات بدین کہ بہ شبلی نہ کند غیر جفا نیک خوئے کہ فار از جفا نشا سد

شبلی، ۲۹ اگست ۱۹۱۱ء

(۳۳۶)

برادر م

والا نامہ پہونچا، رڈ پر ٹھکر آپ کو حیرت ہوگی، میں خود قیاس نہیں کر سکتا تھا کہ جرجی یا کوئی شخص

اس قدر جھوٹ بول سکتا ہے،

ایک بات اور دریافت طلب ہے، جمل امتین کی جو کتابیں ان کی سیاہی روشن

نہ تھی، سنا ہے کہ سیاہی کے اقسام میں زیادہ قیمت کی لیجائے تو زیادہ روشن ہوتی ہے، اس لئے اجرت

طبع میں اضافہ کر لیجئے، لیکن نہایت روشن چھپنا چاہئے، المنار میں بھیج دوں تو وہ خوشی سے چھاپ

دین گے، لیکن دیر ہوگی، اور اب ایک منٹ گراں ہے، یہاں ۱۲ نومبر کو طبیبہ دہلی کا عظیم الشان

جلسہ اور حکیم عبدالعزیز مرحوم، کے خاندان اور حکیم اجمل خان کا خطرناک معرکہ ہے، جس میں زرد کو ب

تک کی تیاریاں ہیں، نواب رام پور پریسڈنٹ ہیں، اتاہم مخالفین کا وہی دم دعوئی ہے، آپ آسکتے

تو تماشہ دیکھتے،

۲۹ نومبر کو الہ آباد میں اردو نصاب یونیورسٹی کی کمیٹی ہے، اردو کے مسئلے جانے کے سامان ہیں، میں بھی

ممبر ہوں، اس لئے جانا پڑے گا، اس کے بعد خالی ہوں اور ممکن ہے کہ زیارت نصیب ہو،

شبلی ۲۶ اکتوبر ۱۹۱۱ء لکھنؤ

رسالہ صاف ہو رہا ہے، ایک ہفتہ میں غالباً مع کچھ پیشگی اجرت کے بھیج دوں گا،

مولوی عبداللہ ٹونکی کو ندوہ میں بلا یا ہے غالباً آجائیں گے،

(۳۴)

برادرم،

تمدن کے رد میں ابتداءً ایک ہفتہ میں اس قدر نامک بالکلیہ ایک آنکھ میں پانی اترنا محسوس ہوا، اور اب

اس سے حرف نظر نہیں آتے، ایک آنکھ صحیح ہے اس پر بھی بہت بار معلوم ہوتا ہے، اب لکھنا پڑھنا بالکل

کم ہو گیا ہے، اس لئے ساٹھ صفحے ہو کر رہ گئے، اور اسی پر کتاب ختم کر دی،

طبیعت بہت افسردہ رہی ہے، سپاہی کا ہتھیار چھین جائے تو پھر وہ کس کام کا ہے،

شبلی

۶ نومبر ۱۹۱۱ء

(۳۵)

برادرم،

صبح کو بانگی پذیر ہو چکا، غایت کثرت سے مجمع تھا، عکاید شہر اور تمام طلبہ کالج موجود تھے، نہایت سخت

اصرار کے ساتھ طلبہ نے گاڑی کھینچی اور فرود گاہ تک لائے، میرے اصرار کا اتنا اثر تھا کہ اُدھی راہ کے

بعد یہ شغل شروع ہوا، ورنہ اسٹیشن ہی سے کانٹون من گھسیٹتے تھے، یہ تو نہیں کہتا کہ رعوت پر نفیس

کو بھریری نہیں ہوئی ہوگی لیکن واقعاً ہنسی آتی تھی کہ عجب خوش اعتقاد بلکہ ضعیف الاعتقاد ہیں دورہ کرنا ہوتا
تو لکھنؤ میں سالانہ جلسہ کے متعلق جو کام چھڑے ہیں، اتر ہو جائیں گے

رام پور سے کچھ توقع پیدا ہوئی ہے کہ اگر خود وہاں جاؤں تو شاید نواب صاحب پریسڈنٹ بنیں
کر لیں اسلئے فوراً وہاں جانا ہے،

آج یہاں جلسہ ہوا، بہت کثرت تھی، زندہ کا ذکر مناسب پیر سے آگیا، اس اسی قدر ہو سکتا
تھا، باقی بھر کبھی،

آپ کی سخن سرائی پر بار بار ٹوکے کو جی چاہتا تھا کہ مرض میں اضافہ ہو رہا ہے لیکن اس قدر
گستاخی نہ ہو سکی، بہر حال کچھ دن زبان سعدی در کام رہنی چاہیے، یہاں رکوں تو ہفتوں تک مہلت
نہ ہوگی، اس لئے کل روانہ ہوتا ہوں،
شبلی

۴ فروری ۱۹۱۲ء

(۳۶)

برادرم،

یہ تو ظاہر ہے کہ اس وقت کان پور کے سوا کوئی آواز کچھ اثر نہیں کر سکتی لیکن اب گورنمنٹ
بھی سختی اور پامردی پر آمادہ ہے، ہزار نے سفارت کو سوکھا جواب دیا لکھنؤ میں اعانت کا جلسہ
عکس روک دیا گیا حسن نظامی وغیرہ کو گلے کرنے بلایا، میں نے ایک نظم مختصر کان پور کے متعلق زمیندار
بجیڑی، گو کسی قدر موثر ہے، تاہم بہت احتیاط کی ہے،

لے ذائقہ اندم مسجد کان پور

کلمتہ آنے کو سو سو بار جی چاہتا ہے لیکن کیا کر دن، سیرۃ کے لئے کتابوں کی کئی الماریاں ساتھ رکھنی پڑتی ہیں، ان کو کہاں کہاں لئے پھروں، یہاں سورتی سے ہتھوڑ بھی کتابیں ملجانی ہیں، اس پر بھی بہت سی خریدنی پڑیں، ایک کافی ذخیرہ ساتھ لیا تھا، پھر بھی ہر قدم پر ضرورت پیش آتی ہے، چونکہ بہت کچھ کام ہو بھی چکا ہے، اس لئے اب ہرنٹ گراں معلوم ہوتا ہے، اور جی چاہتا ہے کہ جلد سے جلد پریس میں جا سکے،

عماد الملک بلگرامی تفریحاً حیدر آباد دلاتے ہیں لیکن پس و پیش میں ہوں کہ اتنے دن لمبوں ضایع جائیں، عماد الملک ترجمہ قرآن میں مصروف ہیں، لکھا ہے کہ پندرہ پار ہو چکے، آپ نے بہت اونچا نصب العین رکھا ہے، ورنہ جی یہ چاہتا تھا کہ سب طرف سے نظر کر کے دہن آرہتا، اوم آپ کے ساتھ مل کر کوئی ضروری خدمت انجام دیتا، اس وقت مسلمان سخت براگندہ اور پریشان خیال اور پریشان عمل ہو رہے ہیں کسی خاص مرکز پر ان کو لانا ہے، ورنہ ہر طرف سے بھٹکتے بھٹکتے سفر بالکل برباد ہو جائیں گے،

مرضیہ کی نسبت آپ نے نہیں لکھا کہ ان کو کہاں تک فائدہ ہوا،

یہ تو آپ کو لکھ چکا ہوں کہ میری جدید نظمیں علی گڑھ والے چھاپ رہے ہیں، کشافیات پر بھی ان کی نظر ہے، لیکن اس کا سلسلہ اگر موبہ گا تو الگ ہوگا،

ہاں عظیمہ فیضی کے یہودی شوہر نے جو آرٹسٹ ہے، میری تصویر ہاتھ سے کھینچی ہے، ابھی پوری طیارہ نہیں ہو چکی، میں اس کا فوٹو لیکر آپ کو بھیجوں گا، ناب فیضی کی جو نہایت خوبصورت شخص ہے، اس نے

۱۵ السلا میں بعض نظمیں کشاف کے فرضی نام سے مولانا نے لکھی تھیں، کشافیات سے یہ نظمیں مراد ہیں،

خواہش کی کہ اس کے ساتھ تصویر کھینچاؤں، چنانچہ ایک انگریزی کا خانہ میں فوٹو لیا گیا، توفیق آفندی
بھی گروپ میں ہے

شبلی

۲۰ اگست ۱۹۱۳ء

(۳۷)

برادر م،

میں چند روز کے لئے حیدر آباد آگیا، مولوی سید حسین صاحب کا ایام تھا، ترجمہ قرآن مجید
کے متعلق مشورے منظور تھے، پذیرہ پارے ہو چکے، روزانہ دو کام کرتے ہیں،
یہاں سیرت کے متعلق بعض اچھی کتابیں ہاتھ آئیں، ہاں مطبوعاتِ یورپ بیان اکثر ملتی ہیں
آپ جاہن تو خرید سکتے ہیں، مثلاً نفح الطیب، ابن الاثیر، جغرافیہ کا پورا سلسلہ وغیرہ وغیرہ،
آپے ملنے کی بہت ضرورت ہے، کہ آئندہ کوئی مستفیع پروگرام تیار ہو کر کارروائی ہو سکے،

شبلی، حیدر آباد

۱۵ اکتوبر ۱۹۱۳ء

(۳۸)

برادر م،

کان پور کا معاملہ جس طرح ہوا فیصل ہو گیا، اب سردست اس سے آگے بڑھنے کی

ضرورت نہیں،

لے دیکھو سلیمان ۵۴

اب فرمائیے ندوہ پر کب توجہ ہوگی، مدت سے میری رائے تھی اور اب تو بالکل موقع آگیا کہ تمام قومی کام قوم کے ہاتھ میں آجائیں اور دو چار شخصوں کی خود اختیاری مٹ جائے، ندوہ میں سب سے بڑی چیز ممبری کا انتخاب تھا، پہلے تو یہ سب ایک ہی جلسہ میں بغیر اطلاع سابق سب کچھ کر لیا کرتے تھے، مینے مجبور کر کے کچھ قاعدے بنوائے، لیکن اس کو خود غرضی سے برتتے ہیں حالانکہ دستور العمل موجود ہے مین علاج موجود ہے بہر حال اگر آپ پورے زور کے ساتھ اس مسئلہ کی طرف متوجہ ہوں اور تمام حزب الاحرار کو متوجہ کر سکیں تو مین کلکتہ آکر دستور العمل اور دیگر کاغذات اچھی طرح آپ کے پیش نظر کر دوں میری معتمدی کا سوال نہیں ہے، اور نہ اب مین خود یہ عہدہ لینا چاہتا، لیکن عام اسلامی اقتدار قائم ہونا چاہیے، اور عام انتخاب ہونا چاہیے،

سیرت کی وجہ سے میری نقل و حرکت سخت مشکل ہو گئی ہے، ہر جگہ ایک ادنیٰ کتابین لاؤ کر لیجانی پڑتی ہیں، اور پھر کام نہیں چلتا، یہاں کچھ نیا سامان ہاتھ آگیا ہے، اور بلا توقع سابق ممبران میں اضافہ ہو گیا، اب تین سولین گئے، گویا قیام بمبئی کا خرچ نکل آیا،

لکھنؤ سے مسعود مسلم گزٹ کا جانشین نکالنا چاہتے ہیں کہ ندوہ کی صدا قائم رہے،

شبلی، حیدر آباد، ۲۰ اکتوبر ۱۹۱۳ء

(۳۹)

برآمد،

آپ نے یہ بدگمانی کیونکر کی کہ مشرف علی الموت ہو کر بھی ملازمت کا کاٹنا دل میں باقی ہے،

۱۵ مولوی مسعود علی ندوی ۱۵ دیکھو مکتوب کا فقرہ آخر،

ع یہ قصے ہیں جب کے کہ آتش جوان تھا،

قدیم سے عادت ہے، اور اب روز بروز ضعف کی ترنی کی وجہ سے ایک دن کا ناغمہ بھی سخت
گران گذرتا ہے، اور طبیعت کی یہ حالت کہ ہر اکوشش پر ہفتہ میں بہت سے بہت دو تین دن
لکھ سکتا ہوں، باقی شب بیداری اور ناسازی مزاج کے نذر ہوتا ہے،

حیدر آباد عماد الملک کے بلانے سے آگیا تھا، حسن اتفاق یہ کہ اضافہ منصب کی تحریک
عماد الملک نے کر دی، گو بخون نے میرے قیام ممبئی کے زمانہ میں بھی وہاں کا کر کیا تھا حیدر آباد
سے بہت جلد نکلنا مقصود تھا لیکن عجیب اتفاق یہ کہ مکان ایسا دلخواہ اور تفریح بخش مل گیا ہے کہ کتنوں
وغیر کہیں توقع نہیں، اس لیے نکلنے میں طبیعت ذرا کسماتی ہے، اس کے ساتھ ایک اور بالکل
غیر متوقع بات پیدا ہو گئی ہے، جو میری خوش قسمتی سے بہت ابجد ہے،

آپ کا تمام حیدر آباد مشتاق ہے، لیکن بیان کوئی شخص حدود ریاست کے اندر کوئی آزاد
تقریر نہیں کر سکتا، ایسی حالتوں میں دُگ بہ کرتے ہیں کہ رز بدنی کے حدود میں چلے کرتے ہیں جو
بالکل شہر سے متصل ہے، اور ریاست کے تمام شائقین شریک ہوتے ہیں،

منفصل انتظامات دریافت اور مقصود اب کے بعد لکھو گا،

دایسرے کے آنے پر بڑے بڑے انقلابات کا انتظار ہے، اور ایک دفعہ بیان کی
سطح انتہائی بالکل الٹ جائیگی، سید علی امام کو سب چاہتے ہیں، لیکن حاشیہ بوسان بارگاہ جن کا
نظام پر بڑا اثر ہے سخت مخالفت میں،

لے افواہ تھی کہ سر علی امام حیدر آباد کی وزارت پر ضرور آئیں گے،

ندوہ کا قصہ اب ٹانے کی چیز نہیں، میرا کلکتہ کا آنا موافق علیہ نہیں ہے، میرے سر میں اس وقت سخت درد ہے، چاہئے کہ تو دستور العمل اور مجلسِ اخیر کے متعلق ضروری اطلاعات معہ اصل تصویب بھیج دو لگا، تاکہ جو کچھ لکھا جائے بالکل قانونی الفاظ میں ہو،

الہلال وغیرہ نے احساس عام پیدا کر دیا ہے یعنی تمام اسلامی کاموں پر لوگوں کو مداخلت کا دعویٰ پیدا ہو گیا ہے، اسی اصول پر الہلال میں یہ صدا بلند ہونی چاہئے اور قطعاً ملک متوجہ ہوگا کم از کم ایک پُر زور کمیشن تحقیقات اور درست طریق عمل کے لئے قائم ہونی چاہئے، اس میں پانچ ممبر ہوں، مسٹر منظر الحق اور مولوی عبدالباری بھی ہوں (گو آخر الذکر میرے مخالف تھے)

آپ نے یہ نہ لکھا کہ کون سا کام لیکر بیٹھوں، میں خود بھی یہی چاہتا ہوں، لیکن ابھی تک مختلف مقاصد میں سے کسی ایک کا قطعی انتخاب نہیں ہوتا، چاہوں تو خود سیرت کو ایک مقصد مستقل قرار دوں، یعنی ایک اکاڈمی قائم ہو، سیرت کے متعلق تمام ماورے تصانیف جمع کی جائیں، لوگوں کو وظائف بطور فیلوشپ کے دئے جائیں کہ سیرت کی اسٹیڈی کریں اور خاص اس فن میں ماہر بنیں، اور سیرت پر تقریر و تحریر کریں، وغیرہ وغیرہ، اس میں بقدر ضرورت مالی اعانت بھی مل سکتی ہے،

ادھر خدامِ کعبہ کی طرف سے ممبری کا تقاضا ہے، لیکن اس کی عالمگیری مقاصد میں حیا پریشان ہوا جاتا ہے، ایک دو کام ہو تو آدمی لے کر بیٹھے، مرتبہ اطلاق و تعسیم سے پریشان ہوں، ندوہ کا سالانہ جلسہ اگر کہیں ہو جائے تو موجودہ نظامت کا شیشہ بالکل چکنا چور ہو جائے کیونکہ نظامت کی شرط اولین یہ ہے کہ جلسہ عام سالانہ میں اتفاق رائے ہو،

در دبر حنا جاتا ہے، پھر حاضر ہونگا،

تسلیم

حیدر آباد،

شبلی،

۲۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء

(۴۰)

تار

اگر آپ اس اثنائین بلجائے تو سیرت نبوی کی اسلم کا کچھ انتظام ہو جاتا، ورنہ سب کارروائی بیکار
ہو جائیگی اسلیمان اگر موجود ہوتے تو ان کو پورا پلین سمجھا دیتا،

۵ نومبر ۱۹۱۳ء

(۱۳) مسٹر عبدالماجد بی، اے کے نام

(۱)

محبتی

کالج ابھی تو بند ہے، مین عید کی صبح کو چلوں گا، وہیں جو کچھ کہنے کا کرونگا، میان عبدالباری کے معاملہ میں کس کا قصور ہے، پبلک سے کسی کی سفارش کرنا اس وقت بہت آسان ہوتا ہے جب خود اس نے بھی پبلک میں پیش کیا ہو، سید سلیمان بلکہ عبدالسلام و عبدالواحد تک کے لیے کسی سے کچھ کہنا نہایت آسان ہے، لیکن..... کی تمام داستان خود کہنی پڑتی ہے،

حمید کے لئے جب میں نے کالج میں کوشش کی تو پورے دو برس تک کسی کو یقین نہیں آیا لوگوں نے کہا یہ تو تم ہو حمید نہیں میں،..... کو تقریر یا تحریر کسی صورت میں پیش کرنا تھا، ان کی ظاہری صورت کے برخلاف کسی اسکول کا نیم تعلیم یافتہ شخص ہے، اور کیا متبادر ہوتا ہے عربی و انگریزی کا کوئی اثر ان کے چہرہ پر نہیں ہے، میں ان کی قدر کرتا ہوں اور ان کو قابل ترقی سمجھتا ہوں، اور اس کے لئے آمادہ ہوں کہ.... لیکن میں پبلک تو نہیں بن سکتا،

پولیکل کروٹ کا مضمون آج لکھنے بیٹھا اور ختم بھی کر دیا، لیکن اب تو بے بسی بولنے لگے ہیں، اور آزاد تو مجھ سے آگے ہیں،
شبلی، ۱۵ ستمبر ۱۹۱۲ء، بمبئی،

میں مکتوب الیہ نے ان کے بارے میں لکھا تھا کہ آپ علی گڑھ کالج میں انکا دافعہ آسان شرائط پر کر دیجئے، یہ اس کا جواب ہے حمید مولانا حمید الدین بی اے مراد ہیں، اور ”آزاد“ سے مولانا ابوالکلام اذیر اللہ پلک کروٹ سے اسکا تیسرا نمبر مراد ہے، مندرجہ مسلم گزٹ

(۲)

تسلیم، ترجمہ پہونچا یہ میری خوش قسمتی ہے کہ آپ خوش خط ہیں، لیکن میری صنعت بصرات مستعدی ہے کہ ذرا جلی لکھنے، مارگولیوس کا پایہ جرجی زیدان سے بہت بلند ہے، وہ اس مکار کا خوشہ چین نہیں، اس کی دستِ ظہر بے انتہا ہے، اگرچہ اسی کے ساتھ سخت بددیانت اور غلط نتائج نکالنے والا ہے، بن نے اس کی کتاب کی پور ترجمہ کر لیا ہے، یور کے آخذ بالکل ضعیف و ناقابلِ اسناد ہیں،

مین نے بشاہرو مار مترجم کے لئے اشتہار دیا تھا، مستعد گریوٹ کی درخواستیں آئی ہیں، ہاشمی صاحب (خارج کردہ کالج) بھی انھیں مین مین، گوبی لے نہیں مین، کسی کو انتخاب کرنا ہوگا، اب میری محبت کی ضرورت ہے، آپ کی اسکیم اب کیا ہے؟ کاش آپ کے کسی کام مین مین آپ کے کام آسکتا،

ولہذا دس کا ترجمہ صرف وفات کا مطلوب ہے،

شبلی

حیدر آباد

(۳)

محی،

سلام سنون، دوسری قسط بھی ترجمہ کی پہونچی، ترجمہ کی خوبی مستثنیٰ عن الوصف ہے، آپ مجھے تحریر فرمائیے کہ آپ کس شغل مین مین، اور آپ کی اسکیم کیا ہے؟

اے مکتوب الیر نے تعلق (سیرۃ بنوی) انگریزی ترجمہ کی پہلی قسط بھی ہے، ضمیمہ بھی تذکرہ کر دیا ہے کہ انگریزی مستشرقین مین اس وقت مارگولیوس دیورونون سے بلند پایہ سمجھے جاتے ہیں، گو مارگولیوس کا ایک ماضی جرجی زیدان ہے، یہ اس کا جواب ہے، اے مکتوب الیر نے لکھا ہے کہ سیرۃ کے لئے دو ایک کھنڈہ روزانہ وقت نکال سکتا ہوں، لیکن اسات سے مستقل تعلق نہیں پیدا کر سکتا، یہ اس کا جواب ہے،

میرے اشتہار پر جن لوگوں نے درخواستیں بھیجیں ان میں سے ہاشمی کو بلایا ہے، ابھی تک وہ نہیں آئے، عرض کیجئے وہ نہ آئیں تو کیا چار پانچ مہینہ کے لئے بھی آپ اسٹاف میں مستقل تعلق نہیں رکھ سکتے، اصل یہ ہے کہ پہلی جلد میں اب انگریزی اقتباسات کی جو جگہیں خالی ہیں، ان کے بغیر کام رکا پڑا ہے، آپ صرف مترجم نہیں بلکہ مصنف بھی ہیں، اس لئے آپ کے سوا کوئی اور شخص مشکل سے میرے ارادوں اور خواہشوں کے موافق کام کر سکے گا، بہر حال جو فیصلہ ہو مطلع کیجئے گا۔

ترجمہ میں آنحضرت کے مستقل و وحد کی ضمیر نہ استعمال کیجئے بلکہ جمع کی، میں اپنی مستقل قیام گاہ کا فیصلہ ابھی نہ کر سکا، مگر یہ ہے کہ پیری اور ضعف کی بدولت مجھ کو وطن کی پابندی اور بہ شہر خود دم و شہر یا خود با شہر پر آمادہ کرے، وہاں مکان ہے، رعایا ہے، اجاب ہیں، عزیز ہیں، عرض ایشار کے سوا سب کچھ ہے،

پولیشکل معاملات میں جو طوائف الملوکی پیدا ہو گئی ہے، سخت قابل نفرت ہے، وزیر حسن اور امیر علی کا کیا مقابلہ ہے؟ قوم حقیقت میں سرسید مرحوم کے وقت میں بھی اندھی تھی، اور اب بھی ہے،
شبلی، ۱۵ نومبر ۱۹۱۲ء

(۴)

جی،

سلام سنون، مجھے خوشی ہوئی کہ آپ نے اپنے خیالات اور تجویزات سے مفصل مجھ کو اطلاع دی

میں مکتوب ایہ نے اپنی اسکیم سے اطلاع دی ہے اور یہ لکھا ہے کہ دو عام دیوئی ہمدہ مجھے پسند نہیں آئے، شکیب طرغیہ کی کوئی صورت نکل سکے تو بہتر ہے، میری کتاب "فلسفہ جذبات" اس وقت تک طبع نہیں ہوئی ہے، لیکن عمل ہو چکی ہے، عبدالحق صاحب مولوی عبدالحق بی لے، سکریٹری انجمن ترقی اردو مراد ہیں،

مگر آپ نے اس کا لحاظ نہیں کیا کہ قدیم مصنفین اور بابیان فن ابن سینا طوسی، رازی، ابن رشد وغیرہ نے سرکاری
وزنوں کے ساتھ علمی خدمتیں انجام دی ہیں اور سب کے ہاتھ مشاغل صدر الصدوی کے زمانہ کے ہیں انھیں
علمی خدمت کے لئے دنیا میں بہت کم موقع ہے۔ یعنی دائرہ نہایت تنگ ہو جاتا ہے۔

بہان فیلوشپ کا اب تک طریقہ نہیں مشرقی جامعوں کے بعد جو جلد قائم ہوگا (یعنی اس سال)
یہ طریقہ جاری ہوگا لیکن معلوم نہیں ہیں کہ لے یا باہر واپس کے لئے بھی نواب عماد الملک سے
ابھی بذریعہ ایک خط کے پوچھا ہے اتفاق یہ کہ آپ کے خط پہنچنے کے وقت ان کا دسی خط آیا تھا
میرین جواب لکھ رہا تھا احمد الحق صاحب آپ کی کتاب بھیج دیتے تو میں عماد الملک کو دکھلا سکتا
ان فوراً ایک امر کالی غور اور شورہ اجاگے ہو گئے تھے میں اب واپس آنا چاہتا ہوں لکھنؤ
خواہ مخواہ قیام کرنا پڑیگا لیکن درالعلوم کے حالات اور ارکان کے تعلقات و خیالات کے لحاظ سے
ایسا تو نہ ہو کہ مجھ کو تکلیف ہو، یعنی گو میں کسی معاملہ میں دخل نہ دوں گا لیکن حالات بہر حال قانون میں
پڑیں گے اس سے شاید کوفت ہو میں سیرت کی پہلی جلد ۴۔ ۵ پارٹ میسج میں تمام کرنا چاہتا ہوں
اور اس زمانہ کو نہایت سکون کے ساتھ بسر کرنا چاہتا ہوں میں نے سید سلیمان کو بلا یا ہے غالباً وہ جہاں
اگر آپ صرف ۴۔ ۵ مہینے کے لئے صید انگریزی کی افسری اور مہتمی کا کام انجام دیتے تو پہلی جلد
نکل جاتی بھلکو معلوم نہیں کہ یورپ کے میٹار و خیرہ میں سے کیا کیا چیزیں لینے کے قابل ہیں اور عام
منہج پر بتائیں سکتے، یہ کام کون کرے،

شبلی، ۱۴ نومبر ۱۹۱۳ء

حیدر آباد

(۵)

جناب من،

مین نے مولوی عبدالحق سے آپ کی کتاب ساجیاجی مانگی تھی، کہ عماد الملک بہادر کو دکھلاتا
جو بہر حال فائدہ سے خالی نہ تھا، انھوں نے لکھا کہ وہ کتاب مذکور واپس بھیج دیجئے، انھوں نے لکھا کہ وہ
کتاب چھپ رہی ہے، بعد اشاعت عماد الملک کو دکھلاؤ، مین نے اطلاع آپ کو لکھا،
عنقریب آنا ہوں، کوئی مکان منہ، صفہ، کرایہ کا اچھا مل سکے تو نظر میں رکھئے،
شبلی، ۲۴ نومبر ۱۹۱۳ء

(۶)

مجھے، سلام سنون،

ولماؤسن کے مضمون سے اب مقدم ضرورت یہ ہے عرب کے متعلق انسائیکلو پیڈیا وغیرہ سے ایک مضمون
جو قریباً دس بارہ صفحہ کا ہو، یا بشرط ضرورت اس سے زیادہ لکھ دیجئے جس میں امور ذیل کے متعلق معلومات ہوں،
عرب کی قدامت،

عرب میں کون کون حکومتیں قائم ہوئیں،

حمیری، بابائی، نابیتی خاندانوں کے مختصر حالات اور ان کے کتبہ،

عمارات قدیم مثلاً غمدان، تار ب جھن ناعد،

تہذیب و تمدن،

مین جلد تردد نہ ہونا چاہتا ہوں، لیکن واقعات میرے اختیار میں نہیں، آپ نے میرے ضروری

خاکا جواب نہیں لکھا،

شبلی،

۴ دسمبر ۱۹۱۳ء

(۷)

جناب ماجد صاحب زاد لطفہ،

یورپ میں تصانیف کے متعلق سیرت کا مکرڑ بھیجتا ہوں، اس میں دو باتیں مطلوب ہیں،

۱۔ انگریزی نام انگریزی حروف میں لکھ دیئے جائیں (جہاں کہ صرف اردو خط میں ہیں)

۲۔ مصنفین یورپ کا جو نقشہ دیا ہے، اس میں معمولی اور کم حیثیت تصانیف کو قلمزد،

مثلاً جان ڈیون پورٹ کی کتاب اس نقشہ کے تمام نام انگریزی خط میں لکھ دیئے جائیں،

شبلی،

۶ جنوری ۱۹۱۴ء

(۸)

جناب ماجد صاحب زاد لطفہ،

یورپ کے خرافات متعلق اسلام کا میرے پاس پہلے سے بڑا سرمایہ ترجمہ شدہ موجود ہے، اس کے متعلق

آپ کچھ نہ لیں، فارسٹر کا جغرافیہ تاریخی شاید آپ کے پاس ہے اس میں عرب قدیم کے متعلق معلومات مفیدہ
ونادرہ انتخاب فرمائیے،

گلارڈ کو الہ آباد لائبریری سے دریافت فرمائیے کہ وہاں ہے یا نہیں،

۹ جنوری ۱۹۱۴ء

شبلی،

لے یہ دتی رہے ہیں،

(۹)

اسلام کے وقت روم، فارس، ہند کی تمدنی و اخلاقی کیا حالت تھی؟ اس کو تلاش کر کے لکھئے،
 ”مورخوں کی تاریخ عالم“ کا آپ کیا ذکر کرتے ہیں، مین نے اکثر سنی ہے، اسلام کے متعلق محض غامضانہ
 معلومات ہیں،
 شبلی، ۹ جنوری ۱۹۱۳ء

(۱۰)

مکرمی،

اب تو (رساؤل کے پیرایہ مین) آپ کے احسانات فوق احد ہوتے جاتے ہیں، مولوی امیر علی
 کا ترجمہ مقصود لکھا، بلکہ ان کے ماحذون سے لینا مقصود تھا، مین ان کا حوالہ نہیں دیکھتا،
 ع آخری وقت مین کیا خاک مسلمان بن گئے
 شبلی، ۲۱ جنوری ۱۹۱۳ء

(۱۱)

مکرمی جناب عبدالمجید صاحب بی لے،

اس وقت ایک نہایت ضروری مشورہ کی غرض سے آپ کو ٹیکلف دیتا ہوں،
 شبلی، ۱۹ جنوری ۱۹۱۳ء

اے کتب الیہ نے ”اسپرٹ آف اسلام“ باب اول کی تلخیص کر کے بھیجی ہے، اے مہر عبدالمجید صاحب فرماتے ہیں: ”تحریر بالاشب کو
 ٹی۔ بی۔ ای۔ وقت گیا، مولانا بہت دیر تک تلخیص مین لٹکا کر رہے، اہل یہ تھا کہ گورنمنٹ آج کل مجھ سے بدظن ہے خصوصاً
 معاملہ کان پور کے متعلق میری قلموں کا ذوق الملک حکیم اجل خان مجھے آج مسٹر برن چیف سکرٹری کے پاس لے گئے تھے
 وہ بہت کبیدہ تھے، حالانکہ اس سے پیشتر نہایت اخلاق و نیک سے ملتے تھے، تم اس کے نام ایک مفصل چھٹی اس مضمون کی
 میری طرف سے لکھو کہ مین مدت اخیر کبھی انگریزی گورنمنٹ کا بدخواہ نہیں رہا ہوں، میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مشرق

(۱۲)

محبی،

جس خط کے لئے میں نے شب کو کہا ہے، وہ آدمی کے ہاتھ نہ بھیجے گا، یہ بھی مناسب موقع پر بڑھا دیکھا
کہ میں نے اپنے کائنات کے مطابق معاملہ میں پانچ ارکان کو ساتھ لے کر جو کیا باوجود اس کے کہ بعد کو پیدائش کے
شود غل کی وجہ سے سب نے اخبارات کے ذریعہ سے اپنی برائت ظاہر کی اور یہ لکھا کہ ہم نے فلاں شخص کی وجہ
مجموعہ ہو کر ایسا کیا، لیکن حرف میں اپنی رائے پر اپنے فرض کے مطابق قائم رہا،
شبلی،

(۱۳)

مکرمی ماجد صاحب،

۱۔ اب آپ کیا کر رہے ہیں،

۲۔ انگریزی کتابوں میں دیکھے حسب ذیل کتابیں ہیں: ۱۔ بینٹ ۲۔ ولسلینڈ ۳۔ جزائر

فارسی (دوسری جلد)

(بقیہ مایشہ صفحہ ما قبل) منتر کے بعد میان یکائیت بڑھے، اور ایک دوسرے کی طرف جو غلط فہمیاں مدت دراز سے چلی آتی ہیں
دور ہوں۔ چنانچہ اس پر میری تمام تصانیف شاہد ہیں، اس سے بڑھ کر یہ کہ شہنہ میں میں نے اللہ وہ میں ایک مستقل مضمون
کے ذریعہ سے یہ ثابت کیا کہ مسلمانوں پر انگریزی حکومت کی اطاعت و وفاری مذہباً فرض ہے، اور اسی سال مذکورہ سالانہ
جلسہ میں وفاداری کا ایک رزلویشن بھی پاس کرایا، پھر معاملہ مولوی عبدالکریم میں مجھے محض اس جرم پر کہ میں نے
اپنے مضمیر کے مطابق ایک باغیانہ مضمون کی اشاعت بند کی، اخبارات میں گالیوں سننا پڑی، یہ واقعہ کان پور کے مسیحی
نظین تودہ ایک ہنگامی جوش کا نتیجہ تھیں جس میں سائے ہندوستان کے مسلمانوں کے ساتھ میں بھی شریک تھا،
لے رقوم ذیل بھی اسی کے متعلق ہے،

۳۔ مضمون دار المصنفین کا جو انگریزی ترجمہ آپ نے کیا تھا بیضہ کی دفنی میں ہے، میان مسعود
رجسٹرڈ بھجوا دیجئے،

۴۔ سرقہ کے متعلق کیا کارروائی ہوئی، داخل دفتر یا زیر تحقیقات،

۵۔ میان مسعود کا پتہ کیا ہے،

۶۔ میان مسعود سے پوچھئے کہ کمرہ بند ہے تو خوش نویس کیا کرتے ہوں گے، اور خود کمرہ کی غلط
کا کیا بندوبست ہے جبکہ ڈنکے کی چوٹ چوریان ہوتی ہیں،
۷۔ جواب مفصل لکھئے،

مولوی ابوالکلام آئے تھے، اور کہہ کر گئے تھے کہ ندوہ دیکھنے جاتا ہوں،

شبلی، ۲۸ فروری ۱۹۱۴ء

الہ آباد

(۱۴)

تسلیم، کارلائل وغیرہ کو مات نہ لگائیے، وہ عربی میں موجود ہے، گبن کی بھی ضرورت نہ تھی بہر
مرحوم کے ہاں اس کا پورا ترجمہ قلمی موجود تھا، اور میں نے بار بار پڑھا ہے، میں نے جن کتابوں کے نام پر نشان
کر دیئے ہیں وہ قابل ترجمہ ہوں تو ان کو لیجئے،

فارسٹر کا ایک نسخہ تو اب آیا ہے، لیکن پہلے نسخہ کی صرف ایک ہی جلد ہے یا دونوں، وہ نسخہ
حیدرآباد کا ہے اور تقاضا آیا ہے، بھوپال سے اب تک جواب نہیں آیا پھر لکھتا ہوں، یہاں میں دونوں
وقت کھانا کھاتا ہوں، اور بہت صحیح ہوں، اس لئے ابھی تو ہمیں رہونگا،

عبد السلام کو زیادہ تنخواہ ملتی ہے وہ کیوں رکین گے، یوں ہی بہتر ہوگا کہ کوئی نیا شخص طیار کیا جائے، اگر تاریخی کتابوں سے فراغت ہو چکی تو فلسفہ مذہب کو لیجے، میری الماری میں چند کتابیں ہیں،
شبلی، الہ آباد،

۳ مارچ ۱۹۱۴ء

(۱۵)

حب فیل مضامین سے وقتاً فوقتاً تحریر فرمائیے، لیکن خاص اقتباسات بھی ہوں کہ بعینہ نقل کر سکوں، الحاد در ذالحد پر دو کتابیں انگریزی میں دفتر سیرت میں ہیں، وجود باری کے دلائل، تہب کی تائید و تردید، نکاح، طلاق، وراثت کے ہول (عقل و تمدنی حیثیت سے) نیز ان چیزوں کی تاریخ، اثبات روح یا تردید،

میران عبد السلام تو کلکتہ جا رہے ہیں، اب سالہ کا کیا ہوگا، ہمت نہیں ہارنی چاہئے،
شبلی، ۵ مارچ ۱۹۱۴ء،
الہ آباد،

(۱۶)

کرمی،

اجزا پہونچے، یہ ٹیوٹر رکھئے کہ آپ کبھی کسی حالت میں دودھائی گھنٹہ روزانہ سے زیادہ کام

لے اس زمانہ میں ارادہ یہ ہوا کہ مولانا کی زیر سرپرستی ایک خالص علمی رسالہ المعارف کے نام سے نکالا جائے، ذمہ دار اڈیٹر مولوی عبد السلام صاحب ندوی تجویز ہوئے ہیں، مگر وہ السلال کے اسٹاف میں کلکتہ جا رہے ہیں،

نہ کیجئے، اس قدر کافی ہے، اس میں جتنا ہو جائے، مضمون کے لئے کتابوں کا دیکھنا یا مہیا کرنا بھی ابھی گھنٹوں میں داخل ہے۔

مذہب یا الحاد پر دینی تحقیقات کی ضرورت نہیں جو آپ نے الکلام کے لئے کی تھی، ایک دو مستند کتابیں کافی ہیں، ہاں نکاح، وراثت، تعزیرات، تعدد ازدواج کی تاریخ اور ان کے جدید اصول کے متعلق لکھنے کی بھی ضرورت ہے۔

شبلی،

۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء

(۱۶)

محبتی،

خط پہنچا، سید کریمت حسینؒ کی کتاب مولوی ابوالکلام مجہ سے لے گئے، کہ وہ خود ریو لوکھ دیں گے، حیدرآباد کی نسبت آپ کا خیال صحیح نہیں، مولوی سید حسین صاحب کی نسبت یہ خیال کہ ہمیشہ پیشہ انجمن اردو آپ کی کتاب پر چھچکے ہوں گے عجیب حسن ظن ہے، مولوی صاحب موصوف نے مشاہیر مصنفین کی کتابوں کے بھی دوہی ایک صفحے پڑھے ہوں گے، اس کے علاوہ بڑی چیز دہان شہر ہر جب تک کوئی شخص عام شہرت نہ پیدا کرے لوگوں کو خود حضور نظام سے سفارش کرنے میں تامل ہوتا ہے اس کے لئے ابھی دیر ہے اور نہ اس کی کوئی مثال موجود ہے، میرے لئے جب مولوی صاحب موصوف نے لکھے مکتوب الیہ نے الکلام پر چند نمبروں میں ناقدانہ مضمون لکھا تھا، لکھے مولوی سید کریمت حسین صاحب کی کتاب علم الاحکام کا بناؤ ڈیشن شائع ہونے والا ہے، مکتوب الیہ نے مولانا سے تحریک کی ہے کہ یہ آپ کے مقدمہ کے ساتھ شائع ہو، اس کا ذکر، لکھے حیدرآباد کی فیلو شپ وغیرہ کے تذکرہ کا جواب ہے،

سفارش کی تھی تو حضور نظام نے خود جواب میں لکھا تھا کہ مجھ کو خوشی ہوئی کہ ایسے شخص کے لئے آپ نے سفارش کی اور میں ان کی سب تصنیفات اپنے پاس رکھنا چاہتا ہوں اب ہر حال اس کی امید سردست نہیں ہو سکتی، فلسفہ کے باب میں میری سفارش تحسین ناشناس ہو گئی، البتہ اگر مولوی عبدالحق ان کو خوب یقین دلا دیں تو شاید کوئی صورت ہو سکے،

آپ نے مذہب پر آج ایک ٹکڑا بھیجا، لیکن ابھی تو تولد کی کا مضمون قرآن باقی ہے ادھر پورا کر لیں اور عنوانات جو پہلے لکھے تھے ان کا بھی خیال رکھئے،

مولویوں نے میرے کفر کے فتوے چار پانچ لکھ کر بھوپال بھیجے ہیں اور اشاعت کفر میں سفرائے ندوہ سے کام لیا جا رہا ہے، آفتاب احمد خان اور علی گڑھ کی سخت پارٹی اصلاح ندوہ کی مخالفت اور حالات موجودہ کی حمایت پر جان لڑا دینے کے لئے آمادہ ہے،

یہ ہے ہمارا خلوص، خیر زمانہ کو حقیقت شناس نہیں ہے تاہم سچ ہمیشہ نقاب میں نہیں رہے گا،

شبلی،

الرجون ۱۹۱۲ء

بہشتی،

(۱۸)

جناب من،

تولد کی کا مضمون متعلق قرآن شریف آپ نے ناتمام چھوڑ دیا، پورا کر کے بھیج دیجئے، انگریزی کتابوں میں ایک کتاب قرآن مجید کی تاریخی ترتیب پر ہے اس کا یا اس کے اقتباسات کا ترجمہ ارسال فرمائیے،

مشکل یہ ہے کہ اب ضرورت پڑتی ہے کہ مترجم کی معیت ہو اور یہاں اس قدر رہنے کا ارادہ ہے کہ ایک جلد بہ ہمہ جوہ طیار ہو کر نکل جائے، گزشتہ مہینہ میں فضول وقت بہت ضائع ہوا، مذدہ کو جس قدر سنبھالا جائے، بگڑتا جائے گا، اگرچہ اس سے اس قدر نفع ہوا کہ یہ لوگ مذدہ کے کاموں میں زیادہ سرگرم ہو گئے ہیں اور شاید عمارت وغیرہ میں کچھ کام چل جائے اور ہاں تصانیف تو اسے زمانہ خود درست کر لے گا، مذدہ دیوبند نہیں بن سکتا اور خود دیوبند کب تک دیوبند رہ سکتا ہے؟ تاریخی نظموں کا سلسلہ پھر شروع ہو گیا ہے، اللہ مال دیکھے گا، یہاں بڑا سکون اور خاموشی ہے، دن بھر چپ چاپ گزر جاتی ہے، کوئی جھانکتا تک نہیں،

شبلی، بھائی کلہ، بمبئی،

۱۶ جون ۱۹۱۲ء

(۱۹)

اصل یہ ہے کہ میں نے آپ کا مطلب ہی نہیں سمجھا تھا، میں اخبار کے لئے ریویو سمجھا تھا، رسالہ سامنے تھا مولوی ابوالکلام نے دیکھا اور مانگ لیا، بہر حال اب کلکتہ سے منگوا یا ہے، بعینہ ترجمہ نولہ کی پہونچا،

شبلی،

۲۰ جون ۱۹۱۲ء

اسے مکتوب الیہ نے لکھا ہے کہ مولوی کر امت حسین صاحب کی کتاب پر پیر آپ کے یا مولانا حالی کے کسی اور شخص کا مقدمہ لکھنا چاہی تو میں کرنا ہے، اگر آپ کو فرصت نہیں تو اس کا بغیر کسی مقدمہ کے شائع ہونا یقیناً بہتر ہے، اس کا جواب،

(۲۰)

تسلیم، آپ ہی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی نہرست کتب انگریزی میں ایک کتاب ہے جس کا اردو نام ہے
 نے، قرآن کی تاریخی ترتیب، لکھا ہے، یہ کتاب ہمارے کام کی ہوگی، اس کا ترجمہ یا اقتباس ارسال فرما
 باقی نواب علی حسن خان صاحب سے منگوا سکتا تھا، تو یہی کارڈ کافی ہوگا البتہ تلاش کرنے کی زحمت آپ کو ہوگی
 کتابیں الگ صندوق میں ہیں، نواب صاحب نکلوا دیں گے،
 سیرت کے ترجمہ انگریزی کا ذمہ مسٹر محمد علی نے لیا براہ راست کرنل عبید اللہ خان سے خط
 کتابت ہو کر، شبلی، ۲۲ جون ۱۹۱۴ء، بمبئی،

(۲۱)

کارڈ پہنچا، ہرگز ہرگز اس کا ترجمہ نہ کیجئے ایسی کم رتبہ چیزوں کا ترجمہ مقصود نہیں،
 شبلی،

۲۸ جون ۱۹۱۴ء



اے مکتوب الیہ نے لکھا ہے کہ قرآن کی تاریخی ترتیب جس کا آپ ترجمہ چاہتے ہیں، نہایت ہی ادنیٰ درجہ کی کتاب ہے، اس کے
 آگے اس کے کچھ اقتباسات نمونہ کے طور پر دیکر دریافت کیا تھا کہ اب کیا ارشاد ہے، یہ اس کا جواب ہے،

(۱۴) ابوالکمال یحییٰ عبدالحکیم ضاد سنوی کے نام

(۱)

تسلیم، میں چھ سات مہینہ سے بیمار ہوں، موازنہ انیس ابھی مطبع میں نہیں گئی،
مولانا حالی نے شاید اب تک اپنا رسالہ ختم نہیں کیا،
کتاب مشترکہ میں سے ہر بڑے اسپنسر کی کتاب چھپ گئی اور عنقریب شائع ہوگی
باقی زیر طبع ہیں،

الکلام، سرکاری کتاب ہے، اس میں تخفیف قیمت نہیں کر سکتا،
ملازمت نے مجھ کو حیدرآباد کے آنے پر مجبور کیا، مولوی سلیمان چند روز تک میرے ساتھ رہتے تو
اچھا ہوتا، وہ جو ہر قابل ہیں، شبلی نعمانی، حیدرآباد،
۲۷ نومبر ۱۹۰۳ء

(۲)

جناب میں،

سلام مسنون، کارڈ پہونچا مشکور فرمایا، لکھنؤ میں جو پارٹی سیری منی لفٹ پہلے تھی

اے مولانا کے حلقہ، اجاب معقدین میں ہیں، کس نہ ضلع پٹنہ، قومی کاموں سے انتہا دیکھی جیتے ہیں، مولانا کی تمام تحریکوں میں سب سے پہلے حیدر
اجازت میں ان کی تائید میں مضامین لکھتے تھے، اگلے مولانا اس وقت انجمن ترقی اردو کے مکرٹری تھے، اور اسی حیثیت پر خط لکھا،
اے مولانا اب تک زندہ نہیں آئے تھے، اگلے میر عبدالحکیم کے واقعہ کے متعلق یہ خط ہے، دیکھو، سلیمان ۱۴۷

اس نے موقع پا کر اس قصہ کو طول دیا اور ایک جھٹا بنا لیا ہے جو مختلف اخباروں میں مضامین لکھتا ہے
یہ ایک باقاعدہ اور مسلسل کوشش ہے جو..... وغیرہ کی طرف سے کی جا رہی ہے،

حیرت یہ ہے کہ میں نے اس معاملہ گورنمنٹ تک پہنچانے میں مطلق حصہ نہیں لیا، البتہ
سب سے پہلی کہاتو میں نے بھی اتفاق کیا، اس پر یہ حال ہے کہ آپ الگ ہیں، اتفاق کا یہ حال ہے کہ پبلک
میں اپنی علیحدگی دکھاتے ہیں، اور گورنمنٹ انیسر سے مل کر تمام کام انجام دیے، مجھ کو خبر تک نہیں
ہونے پائی، حکام سے ملنا خط و کتابت کرنا چھ مہینہ کی معطلی کا مہرہ دن سے منظور کرانا، جھکو ذرہ بھر
اس سے تعلق نہیں،

سیرۃ بنوی کے متعلق روحانیات سے آپ کی کیا مراد ہے؟ اگر اخلاق اور تقدس نفس مراد
تو یہ لازمہ نبوت ہے، بلکہ نبوت اس کا نام ہے، اس میں کیونکر کوئی شخص کمی کر سکتا ہے، اور اگر
اور کچھ مراد ہے تو تحریر فرمائیے،

آج کل کے ریاکاروں نے دوسروں سے بدگمان کرنے کے لئے بہت سے الفاظ تراشے
ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ فلان شخص میں روحانیت نہیں، فلان شخص عالم ہے، لیکن دنیا
نہیں، لیکن انہی دینداروں کو مہینوں دکھا ہے کہ نماز فجر کبھی نصیب نہیں ہوئی، باوجود اس کے انکی
دینداری اور روحانیت میں ذرہ بھر فرق نہیں آتا،

یقین فرمائیے زمانہ کی خرابزاری دیکھ کر دنیا میں زندگی دباں معلوم ہوتی ہے، خواص تک
عوام بن گئے ہیں، حق دباہل کی تیز کا مادہ مسلوب ہو گیا ہے، مدینہ یونیورسٹی کے نصاب پر جو کچھ حضرت

سلفہ خالصین معترض تھے کہ سیرت میں روحانیت نہیں ہوگی، مکتوب الیہ نے اسی کے نسبت پوچھا تھا،

لکھ رہے ہیں کیا پچائی پر مبنی ہے، صرف یہ کاوش ہے کہ ان کا نام کیوں نہیں لیا گیا،
 قرآن شریف پر نکتے حجاج بن یوسف نے لگائے، اور کسی نے یہ نہ کہا کہ حجاج پر قوم کو بھروسہ
 نہیں، بلکہ وہی منقط قرآن آج تمام دنیا میں پھیلا ہوا ہے، موجودہ عمارت کعبہ بھی حجاج کی ہے،
 بلاغت کا پورا فن جس سے قرآن مجید میں ہر جگہ کام لیا جاتا ہے جا حظ عبد القادر جبر جانی،
 سکا کی، کا بنایا ہوا ہے، یہ سب معتزلی تھے، کسی نے نہیں کہا کہ ان پر قوم کو اعتماد نہیں، تفسیر کشاف
 تمام محدثین تک پڑھتے تھے، حالانکہ اس میں اعتزال بھرا ہوا ہے،

قوم میں جب نیک و بد کی تمیز ہوتی ہے تو وہ کسی چیز سے نہیں ڈرتی، اس کو خود بھروسہ ہوتا ہے
 کہ وہ خدا صفا کر لیگی جب علم نہیں رہتا اور حسد اور رشک کے سوا اور کوئی جوہر نہیں موجود ہوتا تو لوگ
 اس قسم کی باتیں کہہ کر اپنا دل خوش کرتے ہیں، اور لوگوں کو بدگمان بناتے ہیں،

ارباب دیوبند نہایت زاہد اور متقشف ہیں، اس کے ساتھ وسیع النظر بھی نہیں ہیں، تاہم چونکہ
 مجلس ہیں، اس لئے شور و شر نہیں مچاتے، کوئی پوچھتا ہے تو جو جانتے ہیں بتا دیتے ہیں،
 غرض یہ قصہ طویل ہے، میں اب تک لکھنے سے بھی عاجز ہوں، جوش میں آ کر کیا کیا لکھ

گیا، یغفر اللہ لی، شبلی، ۱۹ مئی ۱۹۱۳ء، بمبئی،

(۳)

سلام مسنون عنایت نامہ پہنچا، مشکور فرمایا، لڑکوں کے تار پے در پے نہایت احاج کیا تھ

لے طلباء دارالعلوم،

آئے کہ استعفا واپس لوں، میں نے ان کو جواب مناسب لکھ دیا ہے، قدردان احباب کے خطوط بھی آرہے ہیں، شاید جا بجا جلسے بھی اظہارِ انوس کے ہوں، لیکن خیال فرمائیے چارہ کیا تھا، یقین سمجھئے کہ اگر یہ ظالم قدم قدم پر روڑے نہ اٹکاتے تو ندوہ اب تک کہاں پہنچا ہوتا، دلی کا جلسہ غافل کا بلانا، اور سالانہ مقرر کرانا، رام پور کے تعلقات، گورنمنٹ سے صفائی کے وسائل، اولین سید رشید رضا کی آمد، یہ تمام باتیں، ان سبھوں کی مخالفت کے ساتھ انجام دی گئیں، اور بعض واقعات کو پہلے ان سے مخفی رکھا گیا،

بات یہ ہے کہ جب کسی بڑی جگہ سے ندوہ کو روشناس کیا جاتا ہے تو یہ مخالفت کرتے ہیں، اس پر کہ روشناسی کا ذریعہ وہ خود نہیں ہوتے، میں نے ان کو بار بار کہا اور موقع دیا کہ آپ خود تحریک کجے لیکن اگر کی بھی تو کسی نے ذرا توجہ نہ کی،

بہر حال اب تو ایک دو برس، ان بد باطنوں سے نجات رہیگی اور دربار رسالت کا آستانہ ہوگا۔

شبلی، ۲۱ جولائی ۱۹۱۳ء

(۴)

جناب من،

تسلیم، سیرت کے بھی تک صرف تین سو صفحے ہوئے ہیں جو اصل کتاب کا پانچواں حصہ ہے، میری نظمیں ضبط نہیں ہوئی ہیں، بلکہ اور لوگوں کی نظموں کا ایک مفلٹ کلکتہ سے شایع ہوا تھا، اس میں میری صرف ایک نظم تھی، سلیمان اس سے بخوبی واقف ہیں ان سے دریافت فرمائیے،

لے دارالعلوم کی متمدی سے، لے دیکھو سلیمان مے

میں نظم پر باوجود ہزاروں شعر کہنے کے بالکل قادر نہیں، یعنی بغیر کسی خاص فوری تاثر کے
ایک حرف نہیں لکھ سکتا، بار بار جواب دے فرمائیں کین اور کئی کئی دن تک طبیعت پر زور ڈالا لیکن
کچھ نہ کہہ سکا، اس لئے طالب معافی ہوں،

سیرت کے بعض مواد کی تلاش میں بمبئی سے یہاں چلا آیا ہوں،

شبلی، ۲۲ ستمبر ۱۹۱۳ء

از حیدر آباد،

(۵)

تسلیم، پمفلٹ نہیں بلکہ سلسلہ مضامین کا ارادہ ہے، پرچہ کون نکالے، میں کسی کام کا نہیں
رہا، سید سلیمان پونا گئے اور جانا ناگزیر تھا، سید سلیمان کے مقابلہ میں پانچ بیٹے تھے جن میں سے
دو ایم اے تھے، لیکن کوشش کی گئی اور وہی کامیاب رہے، سال بھر میں چھ مہینہ کی چھٹی ہوتی
ہے، تین تین مہینہ کی مستقل،

ندوہ میں تو سردست اسی قدر تعلق ہے کہ مستعد طلبہ آتے ہیں اور ان کا ایک سبق خاص
تحقیقات کے ساتھ اپنے ذمہ لے لیا ہے، حالت یہ ہو رہی ہے کہ برس چھ مہینے میں ادھر با ادھر
کوئی فیصلہ ہو جائیگا، سرکاری انسپکٹر آیا تھا اس نے سخت رپورٹ لکھی اور اعانت سرکاری کے
بند ہو جانے کا خوف دلایا،

شبلی، ۱۷ جنوری ۱۹۱۴ء

(۶)

مکرمی،

تسلیم، جو خط اتفاقاً جواب دینے سے رہجاتا ہے، نہ وہ محفوظ رہتا ہے، نہ اس کا مضمون یاد رہتا ہے، اپنے خط میں کیا تحریر فرمایا تھا،

ضعف کی وجہ سے کچھ لکھا نہیں جاتا، کچھ بھی لکھ سکتا ہوں، تو سیرۃ کے سوا اس قوت کو صرف کرینکی ہمت نہیں ہوتی، اس لئے مذہب پر کچھ نہ لکھ سکا،

ملک میں اضطراب ہے تو ہے، لیکن اتنے سے کیا ہو سکتا ہے خود غرض بہت سخت دل میں،

شبلی، ۲۰ مارچ ۱۹۱۲ء

(۷)

سلام مسنون، میں نے پانچ مہینہ پہلے آپ کی تحریک پیش کی تھی لیکن مذہب واسے راضی نہیں، ان کے نزدیک میرا لکھنؤ میں قیام بھی مضرب ہے،

یہ عزم ہو چکا ہے، سردست تو میں بمبئی میں رمضان کے بعد چند عربی خوان طلبہ کو بلاؤنگا ان میں ایک معین الدین استھانوی بھی ہے، پھر کچھ اور انتظام کروں گا،

شبلی، ۱۹ جولائی ۱۹۱۲ء

بمبئی،

اے متعلق حالاتِ مذہب اور مولانا کے استغاثہ کے متعلق اے معنی یہ کہ دارالمصنفین مذہب کے اندر قائم ہو،

اے مولوی معین الدین مذہب کا نام مکتوب الیہ کے فریر کی وجہ سے لیا ہے،

(۱۵) مولانا سید عبدالحی صاحب نازم ندوہ کے نام

(۱)

خط متعلق تحریر دعا نامہ موسومہ نواب بھادپور پھوپھا، میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ یہ نہایت دناوت کی بات ہے کہ موقعِ جشنِ پراورنگتون کی طرح، ندوہ کا وفد بھی اپنا بھجن گائے، علماء کی شرکت اسی قسم کے خیالات پیدا کرتی ہے، کیا علی گڑھ کالج بھی ایسی بدہمتی کر سکتا ہے؟

شبلی، ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۳ء

(۲)

حیدرآباد کا وفد طیار ہے، اب مصارفِ سفر کے لئے روپے نکلا دیجئے، اگر شاہ ابوالخیر صاحب بھی لیے جائیں تو رقم زیادہ ڈبل ہوگی،

سید سلیمان کا چلنا بھی مناسب ہوگا، اور شاہ صاحب کے تو سب پر مقدم ہیں،

شبلی،

الہ آباد،

۷ نومبر ۱۹۰۶ء

لے شاہ محمد سلیمان صاحب بھلوار دی،

(۳)

کرمی،

شاہ صاحبؒ کا خط میرے پاس بھی آیا ہے، کہ عیسیٰ آئیں گے، لیکن میرا خیال ہے کہ وہ اس غرض
آتے ہیں کہ یہاں سے براہ دریا کر اچی جائیں گے، مجھ کو اس سے کیا غرض، حیدر آباد چلنا ہے کہ اچی
کے بعد ہی سہی،

شاہ ابوالخیر کی چند ان ضرورت نہیں معلوم ہوتی، لیکن ڈر ہے کہ وہ ناراض نہ ہو جائیں، میں تو بالکل
طیار ہوں، لیکن تنہا کیونکر جاؤں، غالباً جنوری سے پہلے کوئی نہ آئیگا، اس لئے شروانی صاحب کو لکھے کہ
اس سے اچھا کیا موقع ہے کہ کر اچی سے عیسیٰ آئیں، یہاں سے ساتھ حیدر آباد چلیں گے، وہ خود بھی حیدر آباد
کے سابق ہیں، پاؤں کے بننے میں ابھی دیر ہے، لنگڑا اسی بن کر جانا ہوگا، روپے کی بیشک ضرورت ہوگی
لیکن ابھی کیا مانگوں کیا معلوم لوگ آتے ہیں یا نہیں،

رپورٹ دار العلوم بہت سی بھجوا دیجئے، ہر جگہ تقسیم کرنی ہوگی،

شبلی، ۲۲ دسمبر ۱۹۰۶ء

(۴)

آپ کو خط لکھ چکا تھا کہ آپ کا خط آیا،

۱۔ بٹر کی ترقی بھی ہم لوگوں کو مضر ہوتی ہے، کیا قیمت ہے، بہر حال وہ کاغذات بٹرنے کس حکم میں کس کے
پاس بھیجے یا آپ کو واپس کے، مفصل لکھے، آپ تو اجمال سے کام لیتے ہیں، ان کی باتوں سے کیا ان کا صفا

۲۔ شاہ محمد سلیمان صاحب بھلواروی،

ہونا ثابت ہوتا تھا،

۲۔ بٹر صاحب شہ گئے ہون گے، کیا وہاں کوئی شخص مل کر ان سے ان کے جانشین کے نام سفارشی خط نہیں لے سکتا،

۳۔ جب ایک مہینہ کے بعد بھی میرا آنا جلسہ کے لئے کافی ہو سکتا ہے تو اتنے میں حیدر آباد کیون نہ ہوا اور شاہ سلیمان صاحب کو تار دیجئے کہ آپ کا کیا ارادہ ہے اور جواب سے فوراً مطلع فرمائیے،

۴۔ کیا منشی احتشام علی صاحب جلسہ عام پر لکھنؤ میں راضی ہیں،

۵۔ چند طلباء کو عربی تقریر کی مشق کا حکم دیجئے،

۶۔ بھوپال سے مجھ کو ایک کتاب کی درستی کے صلہ میں ملائے، میں نے ان کو لکھا کہ مذوہ میں

دیدئے جائیں، کئی بار لکھا اب تک جواب نہیں آیا، اب میں اپنی طرف سے وہ روپیے بھیج دیتا ہوں، مدر میں کھانے کا کوئی کمرہ نہیں ہے، پالسنو کی لاگت میں ایک کمرہ کا نقشہ تجویز کیجئے، یہ رقم موجود ہے باقی

بھی میں دوں گا، اور کمرہ میری مرحوم بیوی کے نام سے موسوم ہو،

۷۔ باقی امداد کی نسبت پہلے خط میں لکھ چکا ہوں، مفصل جواب لکھئے،

شبلی،

۲۹ جنوری ۱۹۰۸ء

ممبئی

(۱۶) مولوی سید نواب علی و فیضیہ کا کالج کے نام

(۱)

مکرمی،

تسلیم، والا نامہ پونچا، انگریزی خوان جو فارسی دان بھی ہوں کم سنے ہیں، کالجوں کی فارسی جیسی ہوتی ہے آپ کو معلوم ہے، پرانا طریقہ تعلیم فارسی معدوم ہو چکا ہے۔
 علی گڑھ میں شاید ایسے تعلیم یافتہ ملین میرے بعض شناسا انگریزی کے اعلیٰ درجے میں موجود ہیں
 لیکن ان کی فارسی پر اطمینان نہیں، میں نے آپ کے حسب ارشاد بالکل سکوت کیا، یہاں تک کہ
 اب ندوہ سے استعفا بھیج دیا، البتہ اس بار اس کی ضرورت ہے کہ اب ندوہ کا تمام کاروبار پبلک کے
 سامنے آجائے اور شخصیت اور ذاتیت سے جو نقصان پہنچ رہا ہے وہ جاتا رہے تاکہ ندوہ کچھ اٹھ
 سکے، لوگوں کی دراندازی کی وجہ سے مین و دین برس سے کچھ ترقی نہ دے سکا،
 دو آدمیوں نے ندوہ کو بالکل ذاتی چیز بنا لیا ہے خیرہ بائیں پھر کبھی ہونگی،
 سیرت کی جلد اول تازمان وفات، گویا تیار ہے، لیکن یہ کتاب کا دسواں حصہ ہے، انگریزی مآخذ
 تمام پیش نظر ہیں، جرمن مین سے صرف نو لکڑیاں اور ولساؤسن انگریزی مین ترجمہ ہو گئے ہیں، باقی
 سے مخرومی ہے لیکن مستند ہی چند اشخاص ہیں،

سیرت کے متعلق، یورپ کی غلط کاریوں کا تعجب نہیں جبکہ خود اسلامی مورخین اور اربابِ تہذیب

نے سیکڑوں غلیطان کی ہیں، مجھ کو تاریخ نہیں بلکہ عدالت کا فیصلہ لکھنا پڑتا ہے، لیکن انداز بیان تاریخی ہوتا ہے ورنہ بے لطف ہو جائے،

شبلی، یونان گیارہ روڈ، ممبئی،

۱۷ جولائی ۱۹۱۳ء

(۲)

مکرمی، تسلیم

والا نامہ پہونچا، نہایت ممنون کیا،

انگریزی ترجمہ کے لئے دو شخص مستقل ملازم تھے، ایک بی۔ اے، اور ایک انڈر گریجویٹ مارکیٹ لوگس کی لائف آف محمد کا پورا ترجمہ اور سرو لیم میور، اور فولدی کی جرمنی کا آرٹیکل قرآن مجید مندرجہ السائیکل پیڈیا، اور باسور تھ ایم اے، اور میکڈانلڈ وغیرہ کے اقتباسات کا ترجمہ ہوا، فولدی کی جرمن کا بہت بڑا عربی دان عالم ہے، اس کے آرٹیکل کا پورا ترجمہ کیا گیا، ڈاکٹر اسپرنگر جرمنی، عربی کا بہت ماہر تھا، اس نے آنحضرت کی سوانح عمری ضخیم جلدوں میں لکھی ہے، اس سے فائدہ اٹھانے کا کوئی سامان نہیں ہے،

آپ پہلے یہ دریافت فرما کر لکھیں کہ وہاں اسلام، اور جناب سالمتاب کی سوانح کے متعلق کیا کیا کتابیں ہیں، جرمن فریج، و انگریزی سب میں جرمن کے ترجمہ کا کیا بندوبست ہوگا، فریج میں دوزی بر اعربی دان گندہا ہے، اس نے عربی لغت پر جو اضافہ کیا ہے وہ عجیب و غریب چیز ہے،

لے دیکھو مکتوب ۱۵۴

اور میرے پاس ہے، ماضیہ قیمت ہے،

ہاں ایسی کتابیں بھی درکار ہیں جن میں فلسفیانہ طور پر مذہب اور اصول مذہب کے بحث ہیں، اور
کہ مذہب کوئی ضروری چیز ہے یا نہیں، اور ہے تو صحیح مذہب کے کیا اصول ہو سکتے ہیں،

جواب کے تو بڑودہ آنے کے متعلق اپنا ارادہ ظاہر کروں، غنیمت ہے کہ یہاں بعض احباب اور

ملاذہ ہیں، جو انگریزی معلومات میں مدد دیتے ہیں، مثلاً پروفیسر عباس، اور مولوی محمد علی بی اے،

اور شیخ عبدالقادر ایم، اے، شبلی، مبینی،

۸ جولائی ۱۹۱۳ء

(۳)

تسلیم، ارادة الدفالبۃ علی ارادة الناس، سیرت کے چھپوانے کے بندوبست کے لئے جلد تر
لکھنؤ واپس جانا ہے، کتاب کا چھپوانا تصنیف سے زیادہ مشکل ہے، ۲۵ برس کا تجربہ متواتر ہے، انہوں
لوگ آشنا نہیں ہیں، درنہ ٹاپ، بکھیروں سے آزاد تھا، ادھر عمار الملک بلگرامی نے پندرہ
پائے ترجمہ قرآن مجید تیار کر لئے، ان کو مثبتہ اور غیر تفصیل شدہ الفاظ کے لئے کوئی صاحب مشورہ
نہیں ملتا، کچھ اشارہ ہے کہ چند روز کے لئے حیدر آباد جاؤں، دیکھئے ہوا کدھر کی تیر ہے، کیا آپ ملاحظہ
کے قومی اعتراضات کا ملخص دیکھتے ہیں، میں نے اصولی اتحاد ایک کتاب منگوائی ہے، لیکن
یہاں ترجمہ نہیں ہو سکا،

شبلی، مبینی،

۲۵ اگست ۱۹۱۳ء

(۴)

جناب مکرم، تسلیم،

انشاء اللہ پرسون روزانہ ہو جاؤں گا، ابھی تک حیدر آباد کا ارادہ ہے، کتابیں بند ہو چکیں، اس لیے رسالہ الحادیہ کے مصنف کا نام نہیں بتا سکتا، لیکن حال کا شخص ہے، اور اسپسر سے زیادہ لیتا ہے نظم کا کیا کہنا، اگر اس میں کوئی نقص ہے تو یہی کہ میری تعریف ہے، اور وہ بھی فوق الحد حیدر آباد سے جلد واپس ہو کر الہ آباد جاؤں گا، اور چھپنے کا بندوبست کر دوں گا، یہاں پتھر کے چند مطابع بہت بڑے پیمائش کے انگریزوں اور ہندوؤں کے ہیں، تمام ملازم انگریز ہیں، نہایت عمدہ کام ہوتا ہے صرف کاتب کا انتظام خود کرنا ہوتا ہے، ایک کا نام ہائے پریس ہے جو بھائی کلہ میں ہے،

میں کہیں ہوں آپ جواب بھیجیں،
دالتسلیم،
شہلی، ۲۹ اگست ۱۹۱۳ء

(۵)

مکرمی،

تسلیم عجیب اتفاق ہے دو دن ہوئے، چاہا کہ آپ کو خط لکھوں اور خلاصہ آراء حکماء یورپ طلب کروں، آج آپ کا نواز شامہ ملا شکور فرمایا، میں یہاں نواب عماد الملک کی ایمانے آگیا تھا، وہ ترجمہ القرآن سے آگے ہمت نہیں کر سکتے، عمر بھی تو وہ کے قریب ہے، ترجمہ نصف ہو چکا ہے، سیرت نبوی کا تیسرا حصہ قرآن مجید پر مستقلاً ایک کتاب ہے، اگر اس وقت تک تیار ہو جائے تو وہی نواب عماد الملک کو دیدوں گا،

اہل قادیان کو دعویٰ ہے کہ مولوی محمد علی قادیانی نے اپنے ترجمہ اور حواشی قرآن میں یہ تمام

عہدے حل کر دیے ہیں،

ارباب فلسفہ کی اخیر تحقیق بھی قرآن مجید کے اشارات بلکہ تصریحات سے آگے نہیں بڑھتی اور قرآن

خالق سے مخلوق ہے، ذرا غور سے پڑھنے کی ضرورت ہے،

میں غالباً سیدھا لکھنؤ، اور پھر الہ آباد جاؤں، اس غیبت میں ادھر کے بہت سے کام رہ گئے، او

دیر ہوئی تو برباد ہو جائیں گے، ندوہ کے لئے شرعاً عبد اللہ دود بریلوی اور بعض اور اشخاص نے صدائیں بلند

کیں کہ یہ ایک بڑا قومی معاملہ ہے جو کچھ ہونا چاہئے، قوم کی مجموعی رائے سے ہونا چاہئے، نہ کہ چار پانچ

شخص نے جو چاہا کر لیا، اور جس کو چاہا ناظم بنا دیا،

بہر حال متفقہ صدائے احتجاج کی ضرورت ہے،

میں گو درحقیقت ضعف کی وجہ سے سکرٹری شپ کے قابل نہیں لیکن ایسے لوگ موجود ہیں جو ناظم

موجود سے ہزار درجہ بہتر ہیں،

شبلی، ۴ نومبر ۱۹۱۳ء،

حیدرآباد،

(۱۷) مولانا محمد علی صاحب نظام و ہنام

(۱)

والا نامہ نمبری ۱۱۵ پونچا، مالیر کوٹہ اور جیر جانا چاہئے، مگر صرف راہ وین سے آئے تب
 کیونکہ یہ مقامی..... اور ندوہ کے صرف سے ہر جگہ کوئی عمدہ دارجایا کرے تو دیوالہ ہو جائے،
 اشاعت اسلام کیلئے کوئی معتد بہ لحاظ قبولیت اور شہرت نامزد کر دینا چاہئے، گو وہ کاپنہ
 میں ٹھہر کر کام نہ کرے، کام ہوتا ہی ہے گا، اور آخر تمام ارکان و متمدین بھی کچھ نہ کچھ حصہ لیتے ہیں،
 معتد کے نامزد کرنے سے اولاً تو..... خواہ مخواہ کچھ بار پڑیگا، دوسرے قوم پر اس کا
 اچھا اثر پڑتا ہے..... اور متعدد لایق آدمی کام کر رہے ہیں، کالج میں مولوی
 یسوع اللہ خان، مولوی مشتاق حسین، خواجہ محمد یوسف، مختلف صیغوں کے سکریٹری تھے، حالانکہ یہ
 لوگ دور در رہتے تھے خصوصاً مولوی یسوع اللہ خان ملازمت کی وجہ سے اکثر باہر رہے،
 میان ہدی حسن کی علالت اب خطرناک ہو گئی ہے اور تمام خاندان سخت پریشان ہے،

والسلام،

شبلی،

۱۷ اپریل ۱۸۹۷ء

لے مولانا کے بھائی،

(۲)

مولانا، میں کانپور کا ارادہ کر چکا تھا کہ نامہ والا ملا، کالج ۵ جون کو کھلتا ہے، میں اگر
ایک دن کی دیر لگاتا تو تمام تعطیل سوخت ہو جاتی، یعنی تعطیل ایام رخصت میں شمار ہوتی ہو
سے مجبوراً جلسہ انتظامیہ کی شرکت سے باز رہا، آپ میری طرف سے جس کو چاہیں، وکیل مقرر
کر دین، مجھ کو منظور ہے،

قواعدِ حجاج کے رزویوشن سے مجھ کو اختلاف ہے، ڈیپوٹیشن اس وقت تک کامیاب نہ ہو
جب تک لوگ یہ نہ جانیں کہ ندوہ کے ہاتھ سے کون سے کام کے انجام پائیگی امید ہے،
ابھی تک بھر سمدہ افتاء کے کوئی بڑا مقصد ظاہر نہیں کیا گیا،
والتسلیم،
بشلی نعمانی،

۳۰ جون ۱۹۱۵ء،
علی گڑھ،

(۱۸) ملا عبد القیوم صاحب دہلوی کے نام

(۱)

مخدومی، سلام سنون، ندوہ پر جو کچھ گزری اور گذر رہی ہے وہ آپ سنتے رہے ہوں گے، میں شک نہیں کہ ندوہ کے کارکن اچھے نہیں ہیں، لیکن کام ایسا ہے، کہ تمام مذہبی امیدیں اسی سے وابستہ ہیں، اس کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ اس کا سالانہ جلسہ ایک دفعہ حیدرآباد میں ہوا تو آپ کے زیر اہتمام ہو، ہم نے بعض علمائے حیدرآباد کو لکھا تھا اور بھی تحریک کی تھی کہ نواب المہم بہادر یا ظفر جنگ بہادر سے صدر انجمن کی درخواست کی جائے، انھوں نے لکھا کہ سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن پہلے شرط یہ ہے کہ ملا صاحب آمادہ ہوں اور اس کی سرپرستی قبول کر لیں، اس بنا پر میری گزارش ہے کہ آپ اس کار خیر میں اعانت فرمائیں اور مجھ کو جواب کے مطلع فرمائیں،

شبلی نعمانی، ۱۵ جولائی ۱۹۰۶ء

(۲)

مولانا،

ندوہ کا علی گڑھ میں ضم ہونا محالات سے ہے، ارکان میں میرے سوا علی گڑھ کا طرف دار کون ہے؟ لیکن میں باوجود حمایت تعلیم انگریزی کے ندوہ کو انشاء اللہ علی گڑھ میں ضم نہ ہونے دینگا۔
واللہ علی ما نقول شہید

آپ کی مجھوریان مجھ کو معلوم ہیں، لیکن میں یہ نہیں کہتا کہ آپ کھلم کھلا ندوہ کے لئے وہاں کوشش کریں، بلکہ آپ کی خاموشی اور محنتی تدابیر ہمارے لئے مفید ہوں گی۔
مدارالمہام بہادر کے پاس اگر ندوہ کا وفد جائے تو کیا وہ اس کی درخواست کو اعلیٰ حضرتؒ میں نہ پیش کریں گے،

غرض آپ مشورہ اور اصلاح مطلوب ہے، اور آپ کے زیادہ وہاں کا کون اندازہ دان ہو سکتا ہے،

شعبی،
مبئی،
۹ اگست ۱۹۰۶ء

(۳)

مولانا،

افسوس ہے کہ مولوی یحیٰ الزمان صاحب کا پہلا خط میرے پاس نہیں رہا، اس میں اور بھی زیادہ اس بات پر زور دیا تھا،
ارکانِ مجلس میں مولوی عبد الغنی صاحب شاگرد مفتی لطف اللہ صاحب کو بھی جو یہاں ایک مدرسہ میں صدر مدرس ہیں شامل کرایا جائے، نواب عماد الملک بھی شرکت پسند کریں گے، اور وہ نہوں تو مولوی حکیم عبدالرحمن صاحب تو ہر طرح اہل ہیں، البتہ وہ کسی قدر پرانی لکیر پر زیادہ زور دیں گے، لیکن ان سے گفتگو کر چکا ہوں وہ رفتہ رفتہ راہ پر آجائیں گے، معین اللہ وہ کے وہ سکرٹری بھی ہیں،

لے حضور نظام، لے مولوی یحیٰ الزمان صاحب شاہجہان پوری استاد حضور نظام، ناظم ندوہ،

پہلے ایک مجلس ہو جس میں آپ حکیم عبدالرحمن مولوی غلام محمد، مولوی عبدالغنی، مولوی رفیع الدین
 مولوی احمد زمان متولی مدرسہ اور بعض اور بزرگ جمع ہوں، مجلس میں ان مولوں پر بحث کی جائے،
 جس پر کارروائی چلائی ہے، پھر وہیں ایک سودہ کارروائی طیار ہو، اس کی بھی آئندہ کارروائی
 پر سون تعطیل ہے، آپ جہاں چاہئے جلسہ کیجئے اور مجھ کو اور سب لوگوں کو اطلاع دیکر بلائے
 محل کے جلسہ میں بھی اس کا تذکرہ کر دیا جائے اور اس حیثیت سے کہ معین المذہب کا کام اصلاح نصاب بھی
 اور اس کا عمدہ موقع اس وقت فلان مدرسہ میں جا مل ہے،

بہر حال ایک جلسہ کیجئے پھر سب کچھ فیصلہ ہو جائیگا، لیکن سب سے مقدم یہ کہ مولوی احمد زمان سے
 پوچھنا ہوگا کہ آپ کا مدرسہ اصلاحیوں کو برداشت کر سکتا ہے یا نہیں،
 شبلی،

۷ شعبان ۱۳۲۱ھ

(۱۹) شیخ رشید الدین صاحب انصاری کے نام

(۱)

برادرم،

تمہارا غمزہ خط پہنچا، چھوٹی بھانج کا انتقال و حقیقت افسوس کے قابل ہے، بھائی! تمہارے حالات بے شبہ درد انگیز ہیں لیکن میں بھی کسی قدر تمہارا ہمدرد ہوں،

جیل لمٹھن میں تم نے میرے متعلق جو خبر پڑھی وہ بے شبہ صحیح ہے چنانچہ نواب مدار الملہام کا حکم خریدی آچکا، لیکن میں نے منظور نہیں کیا، یہاں کی پوزیشن کے لحاظ سے چار پانچ سو روپیہ ماہوار میں کام نہیں چلتا، بہر حال ابھی تک کوئی بات کیسو نہیں ہوئی،

ولجہد بہادر ایک ناگہانی صدمہ سے بچ گئے تھے، اس پر نواب مدار الملہام بہادر کی طرف سے ایک جلسہ ہوا، میں نظم کے لئے مجبور کیا گیا چنانچہ ایک فوری نظم لکھی، اس کی ایک کاپی مرسل ہے، میرے خطوط بالکل بد مزہ ہوتے ہیں، ان کو کیا جمع کرتے ہو، مجھ کو خود مزہ نہیں آتا تو اوروں کو کیا آئیگا، میرے مصارف بہت بڑھ گئے ہیں، اور آمدنی بجا لہ، میان حمید کا مدت سے کوئی خط نہیں آیا، افسوس انھوں نے کسی قسم کا کوئی پلک کام نہیں کیا، ورنہ میں اس وقت یہاں ان کے لئے بہت کچھ کر سکتا تھا، خصوصاً اس وجہ سے کہ وہ ذہنین ہیں، یعنی، انگریزی بھی جانتے ہیں،

اے مولانا کے امون زاد بھائی، اے مولوی حمید الدین بی لے،

صدر الدین ایک مفتخاران سے تو میان حمید کی بدولت نکلا تھا، اس مفتخاران سے خدا ہی نکالے
تو نکل سکتا ہے، مامون صاحب سے اس قدر توقع نہ تھی،

مین نے بیان ایک لکچر دیا تھا، لوگ اس کو چھاپ رہے ہیں کہ شائع کریں، والسلام،
بشلی، حیدر آباد،

۱۹ اپریل ۱۹۰۳ء

(۲)

عزیزی! شاید تم کو معلوم ہو کہ ندوہ کا سالانہ جلسہ اجلاس ۱۴ اپریل کو بنارس میں ہوگا
اور تین دن تک رہے گا، اس میں اب کے ایک صیفہ علمی نمائش کا ہوگا، اس میں نہایت قدیم
کتابیں، فرامین شاہی، قطعات، وغیرہ رکھے جائیں گے، میری رائے ہے کہ تم بھی شریک ہو
نمائش کا اہتمام تمہارے سپرد کیا جائے، فرامین کے فوٹو لئے جائیں گے، اس کا بھی انتظام تم خوب
کر سکو گے، اگر آسکو تو بواپسی ڈاک مطلع کرو،
والسلام،

بشلی، ۲۴ مارچ ۱۹۰۴ء، ندوہ، لکھنؤ،

(۳)

واقعی مجھ کو بے انتہا مسرت ہوئی، خدا اس کو زندہ رکھے، میرے پاؤں میں اب تک تکلیف
تسج ہے علاج کچھ کام نہیں کرتا،

مرزا غالب کے حالات فریو یو مولوی حالی جہانے جس تفصیل سے لکھے اس کے بعد کسی اور کتاب کی کیا ضرورت
ایک ایک جلد میں تاجرانہ رعایت کیا ہو،
بشلی، ۲۹ اگست ۱۹۰۴ء، لکھنؤ، ندوہ،

(۲۰) حکیم غلام غوث صاحب دلیوی طیب کاری

(سپرٹنڈنٹ آبکاری) ریاست پوربندہ نام

(۱)

مکرمی،

تسلیم، مدت کے بعد عنایت نامہ پہنچا مسرت ہوئی، بچہ کی تولد مبارک ہو،

”حکیم شریف آوردند“

محمد عبدہ نہایت سجدہ نام ہے، خدا سجدہ کرے، میں تعمیل سے معذور ہوں اور معافی طلب،

بشلی، ۱۵۱۰ھ

(۲)

مکرمی،

تسلیم، ہاں سیرت کا نمونہ الامال میں دیا جائے گا، الذودہ بند ہے، القاتم کے نزدیک ہم لوگ
کافر، کم از کم مفضل و گمراہ ہیں،

بشلی، ۱۳ دسمبر ۱۹۱۲ء

اے مکتوب الیہ نے لکھا تھا کہ بچہ کی ولادت کا قطعہ تاریخ یا قصیدہ دعائے عنایت کیجئے، اس پر اپنی معذوری ظاہر کی،

۲۷ مکتوب الیہ نے لکھا تھا کہ سیرت بنوی کا نمونہ، الذودہ یا القاتم (دیوبند) میں شائع کیا جائے،

(۳)

جناب من،

سلام سنون،

عنایت نامہ پچا مشکو فرمایا،

۱۔ سیرت نبوی کم از کم ۴ برس میں تیار ہو سکتی ہے،

۲۔ الطیارع شاید میں خود اپنے صرف سے کراؤں،

۳۔ ہاں ارادہ ہے کہ کبھی کبھی اس کا نمونہ کسی پرچہ میں شائع ہو،

۴۔ جدید طرز پر لکھی جائیگی لیکن ردایات کی تنقید پوری محدثانہ ہول پر رجال و حدیث کی کتابوں کی نگین

۵۔ غالباً ۵ جلدوں میں کتاب تمام ہوگی،

افسوس یہ ہے کہ لوگ یہ بھی نہیں جانتے کہ سیرت میں کیا مشکلات ہیں، اور کیوں ایک عمدہ
تالیف کی ضرورت ہے، عربی میں کوئی کتاب (اور میں اکثر کتابوں کو پڑھ چکا ہوں) ایسی موجود نہیں
جس میں صرف صحیح روایتوں کا التزام کیا ہو،

افسوس یہ ہے کہ میری آنکھوں میں پانی اتر رہا ہے، ایک بیکار سوچنے والی صرف ایک کا سہارا

شلی،
۲۶ اکتوبر ۱۹۱۲ء

(۴)

جناب من تسلیم،

اخبارات میں نظمیں دیکھ کر آپ بھکوزندہ تصور کرتے ہیں، لیکن کبھی اتفاق سے دیکھنے کا اتفاق

ہو تو آپ کو رحم آئیگا کہ ایک مردہ متحرک، فرمایش کے لئے موزون نہیں، ہم گھنٹہ میں ایک یا دو گھنٹہ کام کر سکتا ہوں، وہ بھی اس لئے کہ سیرت کو جس طرح ہو (گو جان دیکر) پورا کرنا ہے،
 دہلی، حیدر آباد، ۵ نومبر ۱۹۱۳ء

(۲۱) چودھری نسید پیر اس جہاں رضوی کے نام

(۱)

تسلیم،

جناب من،

آج کتاب پہنچی، میں آج کل نہایت عیدم الفرصت ہوں، اور صنعت کی وجہ سے روزمرہ کے ضروری شغل کے سوا کسی کام کا نہیں رہا، تاہم آپ کی کتاب کی دیکھی نے میرا کافی وقت لیا، اپنے نہایت متانت و بخیلگی سے جواب لکھا ہے، جو اس زمانے میں نہایت غنیمت ہے، آج تجھ کو موازنہ کی قدر ہوئی کیونکہ اس بہانہ سے اردو میں ایک اچھی کتاب کا اضافہ ہوا، اور ایک کمال (مرزا دبیر مرحوم) کے جوہر اچھی طرح کھلے،

آپ کی عنایت کا مشکور، اور طرزِ تحریر کا مداح ہوں،

دہلی، بمبئی، ۹ جون ۱۹۱۴ء

اے جہاں ضلع متھرا کے ظم دست رئیس ہیں، موازنہ انیس دوسرے کا انھوں نے جواب لکھا ہے، مصنف نے طرزِ تحریر، مباحثہ ترتیب ہر چیز میں مولانا کا تتبع کیا ہے، اور وہ تمام خصوصیات جو مولانا نے میر صاحب کے کلام میں دکھائیں وہ مصنف نے میر صاحب کے کلام میں دکھائیں، اس کے جواب کا نام المیزان ہے،

(۲)

کرمی،

تسلیم، آپ کی قدردانی کا شکور ہوں، آپ حضرات امام حسن علیہ السلام کے حالات مبارک لکھ رہے ہیں، بہتر اور باعثِ اجر ہے لیکن پہلے جناب امیر کا درجہ تھا، امام حسن علیہ السلام کے حالات کم ملین گئے، اور خلافت تو کل چھ مہینے کی ہے،

جناب امیر کی عمدہ سوانح عمری کی تحت ضرورت ہے نہایت ناتمام کتاب میں اب تک لکھی گئیں عربی میں کوئی جامع تصنیف نہیں، ان کے غزوات اور محاربات کے علاوہ ان کے علمی کارنامے بہت ہیں اگر آپ عربی سے خوب واقف ہیں تو میں بہت مدد دے سکتا ہوں، اکثر اہل سنت ان کے بہت فضائل سے بے خبر ہیں، اکثر خواص میں یہ بھی خیال پھیلا ہوا ہے کہ جناب موصوف کے اصول سیاسی کا بانی نہیں ہو سکتے تھے اس کو بھی رفع کرنا ہے، میں حضرت عمرؓ کے بارہ میں سنتی اور حضرت امیرؓ کے بارہ میں شیعہ ہوں، شبلی، ۱۲ جولائی ۱۹۱۷ء،

(۲۲) بنام طلباء دارالعلوم

عزیزانِ من،

السلام علیکم، آپ لوگوں کے پُر اثر خطوط اور تار پے در پے آئے، میں ایسا سنگدل نہ تھا کہ ان سے متاثر نہ ہوتا، لیکن موجودہ حالت میں کام کرنا ناممکن تھا، اور میں دارالعلوم کو کسی قسم کا قالدہ نہیں بنانا چاہتا، مجھ کو اپنی تمام کوششوں اور جانفشانیوں کی (اگر میں نے یہ فرض کچھ کی ہیں) داد مل گئی، اور

میرا پورہ صلہ ہے کہ جن کی خدمت کی گئی وہ اس کی قدر کرتے ہیں آپ لوگ مایوس ہیں لیکن مایوسی کی کوئی بات نہیں، عام اسلامی جماعت میدان ہو گئی ہے، وہ اپنے ہر قسم کے فوائد کو سمجھے گی، اور اسکی نگہداشت کریگی، ممکن ہے کہ کچھ دیر ہو، لیکن جو تخم زمین پر پڑ چکا ہے، وہ انشاء اللہ برباد نہ جائیگا،

ندوہ کیا چیز ہے؟ موجودہ زمانے کے مقابلے میں مذہب کی حمایت، یہ احساس عام ہو چلا ہے، معارفِ قرآنیہ دہی اسی رفتار کا ایک قدم ہے، ندوہ بھی اپنے اولیت کے نتائج حاصل کریگا،
دلو بعد برہتہ،

باجود استغنی میری زندگی کام کر ندوہ، ہی رہے گا، اور آپ لوگوں کی خدمت نہ صرف دل سے بلکہ ہاتھ سے بھی کر سکوں گا، و علی اللہ التکلان،
شلی، بمبئی،

۱۲ جولائی ۱۹۱۳ء

(۲۳) مولوی عبد اللہ صاحب مستم و اساتذہ و طلبہ کے نام،

تسلیم

مولانا اور جملہ مدرسین و طلبہ

آپ صاحبوں کی ہمدردی اور قدردانی کا شکریہ ادا کرتا ہوں، لیکن فرمائیے چارہ کیا ہے؟ پورے چار برس گزرے ہیں اس کے کہ ہر کام میں میری مخالفت کی گئی، اور کیا ہوا؟ اس بنا پر میں ندوہ کو کیا فائدہ پہونچا سکتا ہوں، اور ایک برس بھی آزاد می سے کوشش کر سکتا تو ندوہ کو کچھ ترقی دے سکتا، اس لئے یہی بہتر ہے کہ اور لوگ یکسوئی سے کام کریں، ممکن ہے کہ وہ مجھ سے اچھا کر سکیں، جانی

لے معتمدی دارالعلوم سے استغنی کے متعلق،

مین مدرسہ کا اور طلبہ کا ویسا ہی خدمت گزار ہوں گا اب محبت اور ہمدردی کا تعلق بالکل باطل ہو گا، یعنی افسری کی ظاہری بیگانگی بھی نہ رہے گی، اور بچے دیکھیں گے کہ مین کیونکر انکا برابر کا بھائی کا کام کرتا ہوں،

افسوس ہے کہ میری طبیعت اب تک صاف نہیں ہوئی، اور لکھنؤ آؤں تو فوراً بیمار پڑ جاؤں ورنہ اسی وقت آجاتا، صوبہ کو میرا نیاز مند اللہ سلام کہئے،

میرا خط لڑکوں کو بھی دکھلا دیجئے، جہان تک اسے تعلق ہے، شبلی، ممبئی، ۶ جولائی ۱۹۱۳ء

(۲۴) منشی افتخار عالم صناما ہری (مولف جہانگیر کے نام)

(۱)

میرے خاندان پر جو حادثہ عظیم پیش آیا، اس نے مجھ کو زندہ درگور کر دیا، انا للہ انا الیہ مرجعون

شبلی، ۸ ستمبر ۱۹۱۳ء

(۲)

جناب من،

میری لائف میرے بعد لکھے گا، ورنہ مکمل لائف کیونکر ہو گی؟

تاریخ کا مادہ (خاتم رسل) نہایت عمدہ بلکہ الہامی ہے، کسی مناسب موقع پر سکونگا،

شبلی، لکھنؤ، ۲۵ جنوری ۱۹۱۴ء

۱۔ مولانا کے بھائی مولوی اسحاق کی غیر متوقع موت، ۱۷۔ یہ واقعی حقیقت تھی ۱۸۔ دیکھو سلیمان ۲۸۔ تاریخ ختام جلد اول سیرۃ نبویؐ

(۲۵) سید محمد حسن خان بلگرامیؒ کے نام

(۱)

تسلیم،

جناب من،

کیا کہا جائے مسلمانوں کی ناقابلیت کوئی کام جلد انجام نہیں پاتا، اب صرف یہ باقی ہے کہ ایک
 عمدہ موریل تیار ہو جائے کوئی لکھنے والا نہیں ملتا سب سے کہہ چکا، اور تین سو روپیہ مختار تک پیش کر چکا
 اب مولوی امیر علی صاحب لندن کو لکھا ہے، مہموریل نہایت پر زور اور مدلل ہونا چاہئے،
 مسٹر جینا غالباً شرع کے موافق قانون بنائیں گے، لیکن انھوں نے مجھ کو نہیں لکھا، البتہ مسٹر
 مظہر الحق سے خط و کتابت ہے، میں یہی جا کر مسٹر جینا سے ملوں گا،

شبلی، ۶ فروری ۱۹۱۱ء

(۲)

تسلیم،

جناب من،

وقفِ اولاد کا قانون حسبِ مراد پاس ہو گیا، میں نے خود کلکتہ جا کر ہر پہلو سے حکام کے
 گوش گزار کیا، اور اچھین دین، اب کے موسمِ سرما میں وقت کا باقاعدہ قانون بنا کر منظور ہو گا اور شائع کیا جائیگا،
 وقفِ اولاد کے متعلق آپ بالکل مطمئن رہئے، میں خود کلکتہ جا کر میرا ان کو نسل سے سب متعلق کر آیا ہوں،
 شبلی، ۱۲ ستمبر ۱۹۱۲ء

۱۰ ستمبر ۱۹۱۲ء، قصبہ کوات ضلع آردہ،

(۲۶) سید احمد رضا صاحب تصنیف جہانگیر سررشتہ دار ریاض النکاح کے نام

(۱)

السلام علیکم

جناب من،

قدردانی کا شکریہ،

۱۔ رباعی میں غلطی ہو گئی، وجہ یہ ہے کہ دولت شاہ اور چہار مقالہ میں اسی طرح اختلاف ہے اور میں نے غلطی سے ایک جگہ ایک کی اور دوسری جگہ دوسری کی روایت لے لی،

۲۔ میرے انتخاب کا اصول یہ ہے کہ فرووسی کے زمانہ سے لیکر اخیر تک انہی کو لیا ہے جو ایک طرز خاص رکھتے ہیں چامی کا کوئی خاص طرز نہیں، خاقانی کا انداز سب الگ ہے، لیکن میں اس کو شاعری نہیں سمجھتا بلکہ لغظی اور تلمیحات کی بھرتی ہے، قاضی، یونر لکھے کہ میں نے دوستو برکس اور دھرم کا زمانہ ہی نظر انداز کر دیا ہے، بہر حال ایک اور جلد باقی ہے کہ دوسروں کے لئے بھی کام کرنے کا موقع ہے جو تھے حصہ پر جو خاص ریویو اور شاعری کی حقیقت باقی کی تفصیل ہے، زیادہ دقت صرف کرنا ہی اور آج کل اسی میں مصروف ہوں، خدا جلد اس سے فرصت دے، اصلی کام علوم القرآن اور انحضرت صلیع کی سوانح عمری ہے، ان کے کام کی خدا توفیق دے، لیکن عمر ۵۵ تک پہنچ گئی، قوسی میں المخطاط آگیا، غذا صرف ایک چپاتی رہ گئی،

عمر خاتمہ شبلی کی آتش افشانی یہ مان لیجئے کہ ہے بھی پر اس میں دم کیا ہے

لے یہ مکتوب شعر انجم کے متعلق ہے اس سے یہ معلوم ہو گا کہ مولانا نے شعر کا انتخاب کس اصول سے کیا ہے اور کیوں بعض اکابر شعر کو چھوڑ دیا ہے

شلی، ۶ ستمبر ۱۹۱۰ء، لکھنؤ،

اللہ بس باقی ہوس،

(۲)

کرمی

اسلام علیکم، سلطان صلاح الدین کی کئی سوانحریاں اردو میں ہیں، لیکن سب لغو میرا
مدت سے ارادہ تھا، لیکن اب تو امید نہیں معلوم ہوتی، واقعی صلاح الدین بڑے پایہ کا شخص تھا
اور لوگ اس کے کارناموں سے واقف نہیں،

موازنہ جلد بندی کو دیدی ہے، بکر آجائے تو بھیج دینا،

شلی، ۱۵ ستمبر ۱۹۱۰ء

(۲۷) غنشی شرف الدین صاحب راجہ پوری کے نام

جناب من،

تحیت و سلام، نامہ مبارک دسرگزشت بوعلی بہو پچی، آپ نے مدتوں کی میری ایک خواہش
پوری کی، گو آپ کو اس خواہش کی اطلاع نہ تھی، میرا ایک مدت سے خیال ہے کہ بڑی بڑی سوانحریاں
تو مدتوں میں لکھی جاسکتی ہیں، لیکن ناموران سلف کے مختصر حالات بھی اگر چھوٹے چھوٹے رسالوں
کی شکل میں شائع ہوں، تو نہایت مفید ہے، میں نے ترکی میں اس قسم کا ایک سلسلہ تصنیف دیکھا
جس کا نام مشاہیر رجال ہے، اس میں نظام الملک، غررازی، مولوی روم اور بہت سے بزرگوں کے
حالات میں مستقل رسالے ہیں اور ان کو یکجا کر کے ایک مجموعہ چھاپا گیا ہے، اس کو دیکھ کر مجھ کو خیال

ہوا کہ ہمارے نمائندے میں بھی اس قسم کا ایک سلسلہ قائم ہونا چاہئے، یعنی قوم کے چند ایمان چند بزرگوں کے حالات لکھیں، اور ان سب کو ایک مجموعہ کی شکل میں مرتب کر کے شائع کیا جائے چنانچہ میں نے بعض دوستوں سے اس کے متعلق خط کتابت بھی کی، اور کر رہا ہوں، آپ کی تصنیف اس مجموعہ کا ایک عمدہ حصہ قرار پا سکتی ہے، اس کی زبان صاف اور شستہ ہے اور طرزِ ادا میں دلچسپی ہے۔

چونکہ میں اس سلسلہ کی نسبت چند قواعد قرار دینا چاہتا ہوں، اور ان کا اثر آپ کی تصنیف پر بھی پڑتا ہے، اس لئے آپ کو بھی ان سے مطلع کرنا چاہتا ہوں، اس قسم کی تالیفات کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ مولف شروع کتاب میں بتائے کہ اس کی تالیف کے ماخذ کیا ہیں، مثلاً یہی بوعلی سینا اس کے حالات، حبیب السیر و نامہ دانشوران، اردو کی تاریخ الحکماء سب میں موجود ہیں، ممکن ہے کہ ایک عامی شخص جس کو اردو عبارت لکھنی آتی ہو، ان کتابوں سے بلکہ صرف مرآۃ الحکماء سے لیکر بوعلی کی ایک لائف مرتب کر دے، اور یہ یقین دلادے کہ وہ بلند درجہ کی تصنیف ہے، اس سے علاوہ اس کے کہ ایک قسم کی تمویہ ہے ایک بڑا نقصان یہ پہنچتا ہے کہ ناظرین اس تالیف کی نسبت غلطی و صحت کا فیصلہ نہیں کر سکتے، کم از کم یہ کہ اس کے اعتبار کے لئے ان کے پاس کوئی معیار نہیں ہوتا، وہ لوگ جو ان روایت کو اصل ماخذ بھی لے کر صحیح اور غلط دریافت کر سکتے ہیں، ان کے لئے بھی یہ زحمت ہے کہ ہر روایت کی تطبیق کرتے پھرین اور اگر اس قدر تکلیف اٹھائیں تو ان کو اس تالیف کی کیا ضرورت ہے اصل ماخذ کیوں نہ دیکھ لیں گے۔

ایک اور شکل یہ ہے کہ نامہ دانشوران و ردۃ الصفا وغیرہ میں صریح متعصبانہ رنگ آمیزیاں موجود ہیں، سلطان محمود کا بوعلی کے قتل کا خیال اس بنا پر تھا کہ بوعلی شیمی تھا، صرف شیعہ مورخوں کی

گمراہ ہے اور نامہ دانشوران میں زیادہ چمکایا ہے، آپ نے اور حسن کے نامہ نگار نے (جس نے
 حال میں بوعلی کی مطول بیاگرفی لکھی ہے) اس واقعہ کو صحیح تسلیم کر کے لکھ دیا ہے، اور نامہ دانشوران
 کا حوالہ بھی نہیں دیا جس سے اس گمان کا موقع باقی رہتا کہ شاید شیعانہ تعصب کا اثر ہو، اس طرح
 کے اور بھی بعض امور ہیں، اس قسم کی تالیف میں دیباچہ میں تمام ماخذ بتانے چاہئیں، اور بیچ بیچ میں
 جہان کوئی اہم اور تحقیق طلب واقعہ ہو خاص کتاب کا نام لینا چاہئے، اگر آپ اس سلسلہ کی نسبت
 مجھ سے خط کتابت کرنا پسند فرمائیں گے تو میں اور بھی امور عرض کر دوں گا،

آخر میں دوبارہ آپ کی عمدہ کوشش کی داد دیتا ہوں، والتسلیم،
 بشلی نعمانی، علی گڑھ

۲۹ دسمبر ۱۸۹۲ء

(۲۸) مولنا شاہ سلیمان جہا پھلواری کے نام

مولنا،

اللہ اکبر! آپ دارالعلوم کے لئے چندہ مانگیں تو کس کو انکار ہوگا، ع

غازی چو توئی رو است کافر بودن

بے شبہہ علاج کے لئے لکھنؤ آسکتا تھا، لیکن میرے خاص عادات میں جن کے بغیر میں
 بسر نہیں کر سکتا تھا، مثلاً ایک حجرہ اور ایک بیت اخلا کا غیر مشترک ہونا وہاں اسکا بندوبست نہیں ہو سکتا

لے شاہ صاحب اس وقت معتمد دارالعلوم تھے،

سنا ہے کہ آپ نذرہ کے نصاب کو پھر دین کھینچ کے لجانا چاہتے ہیں جہاں دوسو برس پہلے
تھا خیر مردہ بدست زندہ جو چاہے سو کیجئے،

بشلی نعمانی، غنیم گدھ

۲۰ ستمبر ۱۹۰۴ء

(۲۹) مولوی عبدالحی صاحب بہاری (اسٹنٹ اکوئنٹنٹ)

جنرل ریاست حیدرآباد کے نام

مکرمی، نسیم

والا نامہ پہونچا، تمہنی کے لئے غالباً شمس العلماء مولوی عبدالحی صاحب پرنسپل دارالعلوم
نذرہ موزون ہون گے، قدیم طریقہ کے علماء میں بھی ان کا اعتبار ہے اور مذاق حال سے بھی واقف
ہیں فلسفہ میں مولوی لطف اللہ صاحب کے ارشد تلامذہ میں ہیں، کتابیں پوری پوری درس میں یا
بعض ابواب میں اس کی تفصیل سے تمہن کو اطلاع ہونی چاہئے،
میرا وظیفہ اب تک نہیں آیا، نوٹ سمیہ کرا کے بھیجئے،

سیرت کے اجزاء اب نظر ثانی ہو رہے ہیں، تاکہ جس قدر درست ہوتا جائے مطبع میں
جائے کے قابل ہوتا جائے، لیکن بڑی دشواری مطبع کے انتخاب کی ہے، ارعد کے سوا کوئی چننا نہیں

لے آخر مولینا کی وفات کے بعد پہلی جلد دین چھپ رہی ہے،

اور وہ ظالم برسوں بلکہ قرون لگا دیگا،

شہلی، لکھنؤ،

۱۵ جنوری ۱۹۱۲ء

(۳۰) مولانا خلیل الرحمن ضا کے نام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جناب مولانا،

والا نامہ پہونچا، رجسٹراب مرتب کرا دیئے گئے ہیں، اور میں انشاء اللہ ہر مہینہ میں جانچ کر
کروں گا، مولوی حفیظ اللہ صاحب کو سیکڑوں کام میں دیکھا وہ قاعدہ کی پابندی نہیں کر سکتے تھے
مولوی شیر علی صاحب فلسفی آدمی تھے اور اس کے اہل ہی نہ تھے، مولوی سید علی ہدایتون پر
عمل کرتے ہیں، اور ایک محرر روزانہ رجسٹر وغیرہ درست رکھتا ہے، میں آج کل تمام دن وقت کی
مراسلات میں مصروف رہتا ہوں، بہت نازک وقت ہے، مختلف لوگوں کی رائیں مخالفت بھی
ہو رہی ہیں، اور یہ سلسلہ بڑھا تو سب کام بگڑ جائیگا، اس لئے بڑی مستعدی سے سب کو ایک مرکز پر
لانا ہے، میں چاہتا تھا کہ وقت ڈیپوٹیشن کا قافلہ سالار کوئی عالم ہوتا، اور سب لوگ خوشی سے منظور
کرتے، لیکن نہ کوئی اس قدر با اثر ہے نہ متفق علیہ عام ہے کسی دینا دار پر تو علما متفق ہی ہو جائیں گے
لیکن خود اپنے ہی گروہ میں سے کسی پر متفق ہونا مشکل ہے،

حیدری صاحب اب ہوم سکریٹری ہوئے ہیں، اور افسر تعلیمات ہیں، اس لئے مولوی عبدالحی
صاحب کے متعلق مجھ کو بھی کچھ تائید اور تحریک کا موقع مل سکے گا، ان کے میرے خاص تعلقات ہیں،

میں قائم مقام ناظم زندہ

فقیہ کے مشاہیرہ کے متعلق منشی احتشام علی صاحب کو تحریر فرمائیے کہ وہ بیٹ دکھ کر بتائیں کہ
 کہاں تک گنجائش ہے مشکل یہ ہے کہ اس سال آغا خان اور راپور کاروبار نہیں آیا، دوبارہ
 کوشش کرنا ہے، چندہ اس سال گویا بالکل نہیں آیا، سیر کے مصارف بھی اس سال نہیں ادا ہو سکے
 دارالعلوم کی موجودہ تنخواہیں بھی مشکل سے چلین گی اور غالباً کچھ تخفیف کرنی پڑیگی،
 مکان ناتمام رہے گا، جلسہ انتظامیہ میں دو دفعہ طے ہو چکا ہے کہ موجودہ مکان فروخت کر دیا جائے
 اگر منشی احتشام علی صاحب رضی ہوتے تو اس کی قیمت سے جدید عمارت بالکل تیار ہو جاتی اور
 اس میں تنگی کے ساتھ طلبہ بھی رہ سکتے، اس کے بعد بورڈنگ کے لئے گورنمنٹ سے قرضہ لیا
 جاسکتا تھا، پہلا مرحلہ فروخت مکان کا ہے، اگر یہ مکان کرایہ پر دیا جائے تو مشکل صہ پڑے گی
 حالانکہ جو قیمت مل سکتی ہے وہ اس سے زیادہ نفع کی ہے،
 شبلی، ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء

(۱۳۱) بنام اڈیٹر صاحب جرائد اسلامیہ

جناب من،

ندوة العلماء کے سالانہ اجلاس ۱۹۰۶ء میں جو علمی نمائش ہوئی، اس میں فراہم شاہی اور
 قطعات وغیرہ کے فوٹو لئے گئے، ان کی متعدد کاپیاں تیار کرائی گئیں تاکہ عام اشاعت ہو سکے
 قیمتیں حسب ذیل ہیں، اور میرے پاس درخواست بھیجنے سے مل سکتی ہیں، محصول دار
 قیمت کے علاوہ ہے،

فرمان ہمالیوں شاہ جہ ہند گویا شائین کو جاگیر کے متعلق عطا ہوا تھا،

فرمان اکبر شاہ،

فرمان عالمگیر،

قطعہ نوشتہ خاص شہزادہ داراشکوہ،

قطعہ نوشتہ آغا رشید دہلی خوش نویس خاص شاہجہان،

سز منصب قضا،

شبلی نعمانی،

۱۹ اپریل ۱۹۰۶ء

(۳۲) مولوی عابد اللہ صاحب بلوچی، بی، اے علیگ

(ندوی) کے نام

عزیزی،

آپ کا خط پہونچا، بے شک دارالافتاء کی حالت نہایت خراب ہے، لیکن کیا کروں، اگر میں

ان کاموں میں الجھون تو اور کام کون کرے،

آپ کے آنے سے بہت تقویت ہوئی، سید سلیمان کے مشورہ سے جو انتظار می آہو

قرارداد کے میں اس کو جاری کرادوں گا،

نوسلم صاحب کے لئے مین نے منشی محمد علی کو لکھا ہے، اور اور بند و بست بھی کر دوں گا، وہ دل برداشتہ نہ ہونے پائیں،

چونکہ مجھ کو بخار ہے، زیادہ نہیں لکھ سکتا، مختصراً یہ کہ آپ کو اپنا کام سمجھ کر ندوہ میں رہنا، اور مدد دینا چاہئے،

افسوس آپ نے اپنے لمبے خط میں اپنا نام بھی نہ لکھا،

شبلی، ۱۱ ستمبر ۱۹۰۷ء

(۳۳) بنام مہتمم صاحب دارالاجتہاد انجمن اسلامیہ مظفرنگر

السلام علیکم، میری تصنیفات میں صرف علم الکلام، موازنہ اور سوانح عمری میرے پاس ہیں، وہ آپ کے پاس پہنچ جائیں گی، لیکن یہ اصول فی نفسہ صحیح نہیں، اس لئے کہ مصنف تو ایک ذات واحد ہوتا ہے، اور انجمن ملک میں سیکڑوں ہیں، اگر سب اس اصول پر عمل کریں تو مصنف کے پاس کیا رہے گا، انجمن آخر انشا خاص قائم کرتے ہیں، اس لئے انجمن کا مفت لینا اور انشا خاص کا مفت لینا ایک بات ہے، لیکن چونکہ میری معاش کتابوں پر نہیں ہے اس لئے میں تعمیل ارشاد کرتا ہوں،

شبلی،

لکھنؤ،

۲۱ مارچ ۱۹۰۹ء

سے ایک انگریز نوسلم تھے جنہوں نے ندوہ میں بغرض تعلیم اقامت کی تھی، دیکھو سلیمان، ۵۱،

(۳۴) ایڈیٹر الناظر، لکھنؤ کے نام

جناب ایڈیٹر صاحب! اد لطفہ، آپ نے اپنے پرچہ میں لکھا ہے کہ میں خواجہ عزیز الدین صاحب کا شاگرد ہوں، خواجہ صاحب میرے مخدوم ہیں، لیکن میں ان کا شاگرد نہیں، میں نہ شاعر ہوں نہ میں نے کسی شاعر سے اصلاح لی ہے، یہ جو کچھ کبھی موزون کر لیتا ہوں، یہ شاعری نہیں تفریحِ طبع ہے،
شعبی، لکھنؤ، ۲ اگست ۱۹۰۹ء

(۳۵) مسٹر شا کر صاحب ایڈیٹر رسالہ ادیبانہ آباد کے نام

تسلیم، یہ بالکل ناممکن ہے کہ میں اپنے حالات خود لکھ سکوں، مسلم ریویو میں ایک صاحب نے کچھ واقعات لکھے تھے، وہ آپ نے سکتے ہیں، اس کے سوا سید سلیمان پروفیسر ندوہ کو آپ بہ تاکید لکھیں تو وہ بہت کچھ لکھ سکتے ہیں،

میں اور ٹیلیسٹ کا نفرنس شملہ میں آج شملہ جا رہا ہوں،

شعبی، ۱۰ جولائی ۱۹۱۱ء
لکھنؤ،

خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز لکھنؤ سابق پروفیسر فارسی کیننگ کا کچ لکھنؤ مصنف قیصر نامہ فارسی کے نہایت مشہور استاد تھے مولانا کو ان کی خدمت میں عزیزانہ نیاز حاصل تھا فارسی مذاق کی کھیتی دونوں میں رشتہ تھا، اکثر مولانا ان کے ہاں جایا کرتے تھے کبھی کبھی انھیں گھر پر قیام کرتے تھے، مکاتیب میں خواجہ صاحب کا اکثر خلیوں میں ذکر ہے، غالباً اس اتحاد کی بنیاد ۱۸۸۲ء سے ہوگی، دیکھو مکتوب ۲-۹۵۲-۳۲۳ء مطابق ۱۹۱۵ء میں وفات پائی،

(۳۶) مولوی ظفر علی خان اڈیر زمیندار کے نام

عزیزی مولوی ظفر علی خان صاحب دام قدرہ،

السلام علیکم، میں نے جو فتویٰ لکھا اس سے علماء فرنگی محل بھی متفق ہیں، اور مولوی عبد الباقی

صاحب کا خط بھی شائع ہو چکا ہے، ہدایہ میں اس کا جزئیہ موجود ہے، البتہ ہدایہ میں صرف جواز ہے اور میں نے افضلیت کا فتویٰ دیا ہے، اس قدر میرا اجتہاد ہے،

بھائی! ترکون کی اعانت اس وقت فرض عین ہے، اور قربانی کا درجہ واجب زیادہ نہیں آپ کہتے ہیں کہ سنت ابراہیمی موقوف نہ ہو، ہاں وہی سنت مقصود ہے، فرق یہ ہے کہ آپ اس سنت کو لیتے ہیں جس کا مینڈھے پر عمل ہوا، اور میں وہ پیش نظر رکھتا ہوں جو اسمعیلؑ پر مقصود تھی، کیا ترکون کی جان مینڈھے سے بھی کم ہے؟

یہاں کے جلسے میں میں نے چند شعر پڑھے تھے، مناسبت موقع سے چند شعر درج ہیں،

مرکش جاچکا فارس گیا اب دیکھنا یہ	کہ جیتا ہے یہ ٹرکی کا مریض سخت جان کبتک
بکھرتے جاتے ہیں شیرازہ اوراقِ اسلامی	جلینگی تند بادِ کفر کی یہ آندھیاں کبتک
حر لیون کو گلہ ہے آسمان خشک سالی کا	ہم اپنے خون سے سینچیں گے انکی کھیتیاں کبتک

اے عزیزی کا خطاب اس بنا پر ہو کہ علی گڑھ کا پیر میں مولوی ظفر علی خان مولانا مرحوم کے مخصوص تلامذہ میں تھے، اس وقت ٹرکی اور ریاست بلقان میں جنگ عظیم قائم تھی، عید الفصحی کے موقع پر یہ تحریک تھی کہ قربانی کی قیمت ترکون کو چندہ اعانت میں دیکھا جائے، اس کو ناجائز کہتے تھے، لیکن مولانا نے مذہب و شریعت اور عین فتویٰ ردِ بات کی سند اس کے جواز کا فتویٰ دیا تھا،

حرم کے سمت بھی صید افگنوں کی جنگا ہن میں تو پھر سمجھو کہ مرغانِ حرم کا آشیان کب تک

جو ہجرت کر کے بھی جائیں تو شبلی اب کہاں جائیں

کہ اب امن و امانِ شام و نجد و قیردان کب تک

شبلی، لکھنؤ، ۱۴ نومبر ۱۹۱۲ء

(۳۷) چراغِ اسلامیہ کے نام

جناب من! بعض صاحبوں کا خیال ہے کہ ترکوں کی ہمدردی میں اگر قربانی کے بجائے قیمت دی گئی

تو اس سے احتمال ہوگا کہ قربانی خود غیر ضروری ہے،

لیکن یہ صحیح نہیں، شریعت میں فرائض کے درجات میں بھی ترتیب ہے، اور وقتی ضرورتوں کا

خیال رکھا گیا ہے، غزوہ خندق میں جہاد میں مصروف ہونے کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز قصر

ہوئی، تو کیا یہ حجت ہو سکتی ہے کہ نماز کا قصر کرنا جائز ہے؟

ترکوں کی اعانت اس وقت فرض عین ہے اس لئے اس خاص موقع اور ضرورت کے وقت

اگر یہ فرض مقدم رکھا گیا تو اس سے آئندہ کے لئے کیا حجت ہو سکتی ہے،

قربانی شعارِ اسلام ہے، مسلمان اس کو نہیں چھوڑ سکتے نہ کوئی قوم ان کو اس پر مجبور کر سکتی ہے،

نہ وہ اس کے مقابلہ میں دنیا کی کسی قوم کی پروا کر سکتے ہیں،

امید ہے کہ میرا خط اور صاحبانِ اخبار بھی اپنے پرچوں میں نقل کر دیں،

شبلی،

۱۴ نومبر ۱۹۱۲ء

(۳۰) فاطمہ خاتم کے نام،

(۱)

فاطمہ! نہ میرا پہلے خیال تھا نہ اب ہے کہ تم کو جلد رخصت کر دوں تمہارا علاج سب کے مقدم
تم نے خود ہی لکھا تھا کہ مجھ کو دو چار دن میں جانے دیجئے، اس پر میں نے لکھ دیا تھا،
میری طبیعت اب تک اچھی نہیں، ورنہ تم سے خود آ کر یہ باتیں کہتا،

شبلی، ۲۹ جولائی ۱۹۰۹ء
لکھنؤ،

(۲)

عزیزی، گھبراؤ نہیں، فاطمہ! میں کیا بتاؤں میرے دل کو کیا قلق ہے، خیر ایسے خیالات دل
میں نہ لاؤ، تمہاری بیماری تکلیف دہ ہے، لیکن ہلک نہیں، شبلی، ۴ اگست ۱۹۰۹ء، لکھنؤ

(۳)

قرۃ العین من بخت افسوس سے سنا کہ تم کو ابھی تک افادہ نہیں ہوا، عزیزی، میری اولاد میں
جس کو مجھ سے پوری محبت ہے، صرف تمہیں ہوا، اس لئے تم بھتی ہو کہ مجھ کو کس قدر تمہاری بیماری
کا رنج ہے، میں اس وقت لکھنؤ سے بہت دور ہوں، ورنہ فوراً پہنچتا، خدا نے چاہا تو لکھنؤ پہنچ کر
سب سے پہلے بندول آؤنگا، ابھی چند روز ادھر سفر میں گزرین گئے،

اے مولانا کی صاحبزادی!

قافلہ تم اپنا دل رنجیدہ نہ کرو، خدا تم کو صحت دیگا
خدا کی مرضی پر قائم رہنا چاہیے، آدمی کے شکر کرنے سے کیا ہوتا ہے، جو خدا چاہتا ہے
وہی ہوتا ہے،

اس وقت زہرا میرے پاس ہیں، اور تم کو سلام کہتی ہیں،

شبلی، از میس، ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۹ء

(۳۹) حامد حسن جہانگھانی کے نام

حامد !

اب تک اس غریب کیدت کا بھی کچھ فیصلہ نہ ہوا، اور تم تو کو سون دور ہو،
میری نسبت کمیٹی نے فیصلہ کر دیا کہ محکمہ کو توڑ دینا چاہئے، اب پورپورٹ کینٹ کو نسل میں
جائیگی، بس اتنا دیر ہے،

میں ایران جانے کی طیاری کر رہا ہوں، گھر آتا لیکن وہاں قرض خواہوں اور چہرہ ایوں
کے بچھو لپٹ جائیں گے، بہتیرا چاہا کہ قرضہ کا کوئی انتظام ہو کوئی سنتا ہی نہیں،
بے شک تم کو اور کچھ بندوبست سوچنا چاہئے،

میری زندگی عجیب پریشانی میں ہے، بری آہنی ہے، نہ جیتے بتا نہ مرتے، رہوں تو کہاں
رہوں اور جاؤں تو کہاں جاؤں، شبلی، ۲۸ مارچ ۱۹۱۲ء

لے فرزند مولانا مرحوم،

اضافہ

(۴۰) مولوی حسین عطاء اللہ صاحب حیدر آبادی کے نام

(۱)

جناب من،

جو اہل القرآن کی رسید اور شکریہ ارسال خدمت کر چکا ہوں، اس وقت یہ گزارش ہو رہی ہے کہ کتاب الفاروق قریب ختم ہے، اس کے لئے طبقات ابن سعد میں سے صرف حضرت عمرؓ کا ترجمہ مطلوب ہے لکھنؤ میں ایک شیعہ کے پاس یہ کتاب ہے، لیکن اس نے تعصب کی وجہ سے دینے سے انکار کیا، مجھ کو صحیح طور سے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے برادر مرحوم مفتی صاحب کے کتب خانہ میں طبقات ابن سعد موجود ہے، اس لئے امید ہے کہ ترجمہ مطلوب جو چار یا پنج صفحہ سے زیادہ نہیں ہے نقل کر کے عنایت فرمادیں،
شہلی نعمانی، علی گڑھ، ۱۹ جنوری ۱۳۹۸ھ

(۲)

مولائی وکرمی

میں نے جناب سرور کا کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سوانح عمری لکھنی شروع کی ہے جو سعادت دار

لے یہ جناب نواب سر آسمان جاہ بہادر کے اسٹاٹ میں تھے کتابوں کے شائق تھے اور اچھا خاصہ کتب خانہ رکھتے تھے،
اسے یہ کتاب ناتمام رہی صرف ہجرت تک لکھ کر چھوڑ دیا، یہ ناتمام مسودہ دارالاصناف میں موجود ہے،

کا ذریعہ ہے، اس لئے اس قسم کی کتابوں کی ضرورت ہے، میرا کتب خانہ تمام وطن میں ہے،

زرتانی کا شکریہ۔

اور کتابوں کی بھی تکلیف دینگا،

شرح طوابع صفہانی کا نہایت صحیح اور قدیم و خوشخط نسخہ فروخت کے لئے آیا ہے، اللہ فرمے

اگر آپ چاہیں گے تو بھیج دینگا، لیکن قدرے ناقص ہے، شبلی، ۲۷ مئی ۱۹۰۶ء

(۴۱) مولوی حامد حسن جٹا قادری کے نام

(۱)

سلام علیکم

جناب من۔

ہمایون بادشاہ شاعر تھا، ممکن ہے کہ یہ اس کا کلام ہو، اگر آپ ایک دو غزل پوری بھیجیں تو میں صحیح فیصلہ کر سکوں

ریاضی سمرقند کا رہنے والا تھا، جاتی کے زمانہ کا شاعر ہے، میر علی شیر نے اپنے تذکرہ میں انکا

ذکر کیا ہے، شبلی، ۱۳ جنوری ۱۹۱۱ء

(۲)

جناب من،

تذکرۃ الؤقات کا ترجمہ ضرور کیجئے،

سہ پچھرا یون ضلع مراد آباد کے ایک صاحب علم پیکم عظیم ہائی سکول میں پڑھو مولوی تھے، اب سینٹ جارج کالج آگرہ میں اردو کے پچھرا

سہ ہمایون کے حالات میں اس کے ایک ملازم جو ہر آفتابچی کے قلم سے،

کتاب الفہرست ترجمہ کے بعد دھچپ نہیں رہ سکتی، اور گزیدہ معمولی درجہ کی کتاب ہے، قابلِ ترجمہ نہیں، میں سفر میں ہوں اس لئے اسی قدر براکتا کیا گیا،

شبلی، ۱۱ اگست ۱۹۱۱ء

(۳)

تسلیم، آج کل سخت پریشان ہوں،

ہمایون کی آنکھیں نکلوانے کا ذکر گلبدن سلیم نے بھی کیا ہے جو ہمایون کی بہن اور اس کی بہن طرفدار اور گزیدہ تھیں،

قبل اسلام تاریخ گوئی کا پتہ نہیں بتا سکتا، شبلی، ۲۰ فروری ۱۹۱۳ء

(۴۲) نواب وقار الملک کے نام

محرمی،

والا نامہ پہونچا، آپ مجھ سے اڈریس لکھنے کو کہتے ہیں، آپ کے ہوتے میں اڈریس لکھوں یعنی سورج کو چراغ دکھاؤں، تاہم تعمیل ارشاد کے لئے ضروری دریافت طلب امور ندوہ کے دفتر سے دریافت کئے ہیں، جواب آجائے تو عرض کروں،

الغزالی کان پور میں چھپ رہی ہے، افسوس ہے کہ منشی رحمت اللہ دودن کا کام برسوں

لے لا بن ندیم البغدادی سے یعنی تاریخ گزیدہ، ۳۰ اپنی کتاب ہمایون نامہ میں ہمایون نے اپنے درباریوں کے اصرار اپنے بھائی کی آنکھیں نکلوائی تھیں،

مین کرتے ہیں، چھ مہینہ ہو چکے، ابھی تک صرف ۱۲ صفحے لکھے گئے ہیں،
اسی وجہ سے میں نے اپنی ایک تازہ تصنیف یعنی علم کلام کی تاریخ اگرہ چھپنے کے لئے آج
روانہ کی ہے، یہ انشاء اللہ جلد چھپ جائیگی،

جدید علم کلام زیر تصنیف ہے،
شبلی، ۲۱ اپریل ۱۹۱۲ء
داستلم، حیدر آباد

(۴۳) ماسٹر محمد شفیع کے نام

عزیزی! تم مزدور کبھی کبھی خط لکھا کر دیتھا، ہر خط میں ایسی باتیں ہوتی ہیں جن سے دل کو تعلق ہوتا ہے
میان عثمان کے صاحبزادے کے لئے نظم کیا لکھوں؟ اب وہ دل نہیں رہا وہ طبیعت نہیں ہے
میان انجنی و ہمدی کو خدا اولاد دے تب بھی کچھ نہ کچھ سکون گا، شعر کہنا اب ایسا پہاڑ ہو گیا ہے
کہ سابق کے اشعار دیکھ کر تعجب ہوتا ہے، کہ کیا میں نے ہی لکھے تھے،

میان کمال کی موقوفی سے پہلے تو کسی نے یہ خیالات ظاہر نہیں کئے تھے، بہر حال اب تو وہ
موقوف ہو چکے، ایسا جلد تو راسے میں بدل نہیں ہو سکتا،

ہاں میں لاہور گیا تھا انجمن حمایت اسلام کا جلسہ تھا، سید صاحب وغیرہ سب گئے تھے،
اب کی سالانہ انتخاب میں میں یونیورسٹی کا ممبر فیکلٹی آف آرٹس و ممبر بورڈ آف اسٹڈی دونوں طور
رمضان کے بعد ایک مطلق یادداشت کورسون کے متعلق طیار کرؤنگا، شبلی، ۱۵ مارچ ۱۹۱۵ء

لے الہ آباد یونیورسٹی،

SRI PRATAP COLLEGE LIBRARY
SRINAGAR (Kashmir)

DATE LOANED

Class No. _____ Book No. _____

Acc. No. _____

This book may be kept for 14 days. An over - due charge will be levied at the rate of 10 Paise for each day the book is kept over - time.

[illegible]

کیا ہے، کاغذ اور لکھائی چھپائی بہترین ہے، ضخامت ۲۴۴ صفحے،

قیمت :- یک روپیہ

شالحم

حصہ اول فارسی شاعری کی تاریخ جس میں شاعری کی ابتدا، ہمد بہمد کی رقبوں اور ان کے خصوصیات اور اسباب سے مفصل بحث کی گئی ہے، اور اسی کے ساتھ تمام مشہور شعراء (عباس مروزی سے نظامی تک) کے تذکرے، اور ان کے کلام پر تنقید و تبصرہ ہے، مطبوعہ معارف پریس، ضخامت ۳۵۸ صفحے،

قیمت :- ۷ روپیہ

حصہ دوم شعراء متوسطین کا تذکرہ (خواجہ فرید الدین عطار سے حافظ اور ابن سینا تک) مع تنقید کلام، مطبوعہ معارف پریس، ضخامت ۳۰۲ صفحے، قیمت یک روپیہ،
حصہ سوم شعراء متاخرین کا تذکرہ (فغانی سے ابوطالب کلیم تک) مع تنقید کلام، مطبوعہ معارف پریس، ضخامت ۲۲۰ صفحے، قیمت یک روپیہ

حصہ چہارم، اس حصہ میں تفصیل کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ ایران کی آب و ہوا اور تمدن اور دیگر اسباب نے شاعری پر کیا اثر کیا، کیا کیا تغیرات پیدا کئے، اور شاعری کے تمام انواع و اقسام میں سے مثنوی پر بسیط تبصرہ، مطبوعہ معارف پریس، ضخامت ۳۰۰ صفحے،
قیمت :- ۷ روپیہ

حصہ پنجم، اس حصہ میں قصیدہ، غزل، اور فارسی زبان کی عشقیہ، صوفیانہ اور اخلاقی شاعری پر تنقید و تبصرہ ہے، مطبوعہ معارف پریس، ضخامت ۲۲۵ صفحے، قیمت :- ۷ روپیہ

کلیات شبلی اردو

مولانا کی تمام اردو نظموں کا مجموعہ جس میں مثنوی صبح امید، قصائد، جو مختلف مجلسوں میں پڑھے گئے، اور وہ تمام اخلاقی، سیاسی، مذہبی، اور تاریخی نظمیں جو کان پور، ٹرکی، طرابلس، بلفان، مسلم لیگ، مسلم یونیورسٹی وغیرہ کے متعلق لکھی گئی تھیں، یکجا ہیں، یہ نظمیں درحقیقت مسلمانوں کے پہلے سالہ جدوجہد کی ایک مکمل تاریخ ہے، لکھائی چھپائی، کاغذ اعلیٰ، ضخامت ۱۲۰ صفحے، قیمت ۱۰/-

کلیفاسی

مولانا کے تمام فارسی قصائد، غزلیات، مثنویات، قطعات کا مجموعہ، جواب تک متفرق طور سے دیوان شبلی، دستہ گل، بوے گل، برگ گل کے ناموں سے چھپے تھے، اس میں سب یکجا کر دیئے گئے ہیں، ۲۸ پونڈ کے ولایتی کاغذ پر نہایت عمدہ چھپا ہے، ضخامت ۱۲۴ صفحے، قیمت عام

مقالا شبلی

مولانا کے تیرہ مختلف مضامین کا مجموعہ، ضخامت ۱۲۰ صفحے،

قیمت ۱۰/-

مسعودی ندوی میجر ارمیٹھن عظم کڈہ،

SRI PRATAP COLLEGE LIBRARY
SRINAGAR (Kashmir)

DATE LOANED

Class No. _____ Book No. _____

Acc. No. _____

This book may be kept for 14 days. An over - due charge will be levied at the rate of 10 Paise for each day the book is kept over - time.

[illegible]

891.488

Sh 55M v.1

"This book was taken from the Library
on the date last stamped. A fine of
 $\frac{1}{2}$ anna will be charged for each day
the book is kept over due."

10254

23J148

10Sep 8

18Oct 57

891.488

Sh 55 M
v.1

Shibli: Makāteb-i-Shibli

10254

88J148 398

7My58 2844

10Sep 8 6190

18000 3123

M. Ghal

SRI
PRATAP
COLLEGE LIBRARY,
SRINAGAR.

Members of College
Teaching Staff can borrow
ten books at a time and can
retain these for one month.

A student of the college can
borrow one book at a time,
and can retain it for 14 days.

Books in any way
injured or lost shall
be paid for or
replaced by the
borrower.